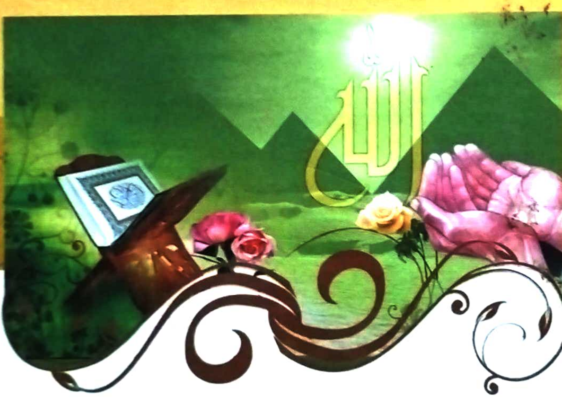
ایک ایسی کتاب جس کے مطالعے سے عشق الٰہی نصیب ہوتا ہے

اللہ کی محبّت پیدا کرنے کا طریقہ

• اللہ کی محبّت کیسے حاصل ہو

• اللہ تعالیٰ سے محبّت بڑھانے کے طریقے

• اللہ والوں کی محبّت کے ایمان افروز واقعات



افادات

محبوب العلما حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

جمع وترتیب

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

مکتبہ عمر فاروق

ایک ایسی کتاب جس کے مطالعہ سے عشق الٰہی نصیب ہوتا ہے

اللہ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

- اللہ کی محبت کیسے حاصل ہو
- اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھانے کے طریقے
- اللہ والوں کی محبت کے ایمان افروز واقعات

افادات

محبوب العلماء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

جمع و ترتیب

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... اللہ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

مؤلف .... محبوب الصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

اشاعت اوّل .... جنوری 2010

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
021-34594144 Cell: 0334-3432345

ملنے کے پتے

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

شیخِ طریقت، رہبرِ شریعت، ترجمانِ حقیقت، حضرت اقدس مولانا محمد شمس الرحمٰن العباسی نقشبندی مجددی غفوری دامت برکاتہم وفیوضہم کے نام

جو میرے لئے مینارہِ نور ہیں۔ جن کی نگاہِ فیض نے اس ناچیز کو طریقت اور عرفان کی راہوں سے روشناس کرایا۔

راقم اثیم

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام العلماء والصلحاء، قدوۃ السالکین محی السنۃ، مصلح الامہ، عاشق سنن مصطفیٰ ﷺ حضرت اقدس مولانا پیر محمد ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مجھ جیسے علمی طور پر کم مایہ اور بے بضاعت انسان کا آپ کے متعلق کچھ تحریر کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

آپ نے سنت نبویہ ﷺ کی ترویج کو اپنا مشن اور مطمع نظر اور زندگی کا نصب العین بنا رکھا ہے اور آپ کے مختلف ممالک کے اسفار اسی ''درد'' محبت الٰہی (سنت نبوی ﷺ کا احیاء اور منکرات کا ابطال) کو لیے پھرتے بیانات کے ذریعے لوگوں کو تقویٰ و زہد، اخلاص کو زندگی کا شعار بنانے اور مجالس ذکر کے انعقاد سے لوگوں کو کثرت ذکر اللہ کی ترغیب دینے جس کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کی زندگی میں انقلاب آچکا ہے اور وہ بے راہ روی چھوڑ کر ہدایت واستقامت کی طرف مائل ہو جانے معصیت وسرکشی سے توبہ کر کے اطاعت و فرمانبرداری کی راہ اپنا لینے اپنی صورت وسیرت کو سنت نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھال لینے۔ میں اور ظاہر اور باطن کو درست کرنے میں سب اس مصرعہ کے مصداق نظر آرہے ہیں، دورنگی چھوڑ کر ایک رنگی اختیار کر رہے ہیں۔

آپ کے حال واحوال کو قلمبند کرنے کے لئے لامحدود اوراق کی ضرورت ہے، مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے، اصلاح باطن اور تزکیہ نفس کی جو عظیم الشان خدمت آپ سے اللہ رب العزت جو لے رہے ہے وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

آج ہم جسمانی امراض کے لیے جتنے فکر مند ہوتے ہیں روحانی امراض کے لئے اس سے بھی زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت ہے، کیونکہ ہمارا ظاہری جسم جتنا بھی خوبصورت اور صحت مند ہو اگر روح بیمار اور باطن پراگندہ ہے تو کچھ فائدہ نہیں۔ جب ہم بیمار روح اور سقیم

دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جائیں گے تو بڑی شرمندگی ہوگی۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جس کو کوئی ماہر روحانی معالج (مرشد) مل جائے اور وہ اس کی روحانی امراض کی تشخیص کر کے اصلاح کر دے تا کہ وہ باطن کی آلودگیوں سے پاک اپنے رب کا محبوب انسان بن سکے۔

حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم عالم اسلام کی ان چنیدہ ہستیوں میں سے ہیں جو دعوت ورشد وہدایت کا کام کر رہی ہیں، ان کے کام کا انداز انتہائی مصلحانہ وحکیمانہ ہے۔ وہ ایک طرف تو اپنے متوسلین وسالکین کے قلوب کو محبت الٰہی کی گرمی سے گرماتے ہیں اور دوسری طرف نہایت مربیانہ انداز میں ان کے ''اندر کے روگ'' جو قرب الٰہی کے حاصل کرنے میں ان کے لیے حجاب بنے ہوتے ہیں ان پر آشکار کرنے کی سعی فرماتے ہیں۔

ان کی نگاہ ناز میں درد بھی تھا دوا بھی تھی
کتنے ہی غم نئے ملے، کتنے ہی زخم بھر گئے

بندۂ ناچیز کی یہ کتاب بنام ''اللہ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ'' حضرت اقدس پیر صاحب دامت برکاتہم کے ارشادات و بیانات و واقعات سے اقتباسات کا ایک ایمان افروز مجموعہ ہے، جس میں محبت الٰہی کے حصول کا طریقہ اور محبت الٰہی کی لذتیں حاصل کرنے کے طریقے درج ہے، حقیقت میں محبت الٰہی کے رنگ ہی نرالے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت میں مستغرق ہونے اور محبت الٰہی کی عظیم نعمت سے نوازیں آمین۔

وصلی اللہ وسلم علیٰ سیدنا محمدٍ وآلہ واصحابہ وسلم

طالب دُعا

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

محبت الٰہی کی اہمیت

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے انسان کو اپنی تخلیق کا شاہکار بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

(تحقیق ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا)

رب کائنات ہر انسان کی پیدائش کے وقت اس کے دل میں اپنی محبت کا بیج رکھ دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہر انسان فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

کل مولود یولد علی فطرة الاسلام

(ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے)

اس لئے ہر انسان دلائل کے بجائے فطرت کے دباؤ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر یقین رکھتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

انسانی زندگی سے عشق الٰہی کا جذبہ نکال دیا جائے تو حیوانیت کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ بھلا اس فانی دنیا میں محبت الٰہی کے سوا رکھا ہی کیا ہے

در خرمن کائنات کردیم نگاہ
یک دانہ محبت است باقی ہمہ گاہ

(بس میں نے کائنات کے خرمن کی طرف نظر کی، ایک دانہ محبت کا ہے باقی سب تنکے چھلکے (بھوسہ) ہیں

جب دل محبت الٰہی سے معمور ہو اور آنکھیں شراب الست سے مخمور ہوں تو زندگی کا انداز ہی نرالا ہوتا ہے۔

ملت عشق از ہمہ ملت جدا است
عاشقاں را مذہب و ملت جدا است

(عشق کی ملت تمام ملتوں سے منفرد ہے، عاشقوں کا مذہب اور ملت جدا ہوتا ہے)

زندگی کی کامیابی اور ناکامی کا دارو مدار محبت الٰہی پر موقوف ہے۔ اس میں انسان کو کبھی تو ''ولقد کرمنا بنی آدم'' (اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی) کا خطاب ملا اور کبھی ''و فضلنا ھم علی کثیر'' (اور ان کو بہت ساروں پر فضیلت بخشی) کا ہار اس کے گلے میں ڈالا گیا۔ یہ فضیلت محبت الٰہی کی وجہ سے ملی

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
اوست سید جملہ موجودات را

(جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے جمال کا عاشق ہے وہ تمام موجودات کا سردار ہے)

انسانی زندگی کی ابتداء اور انتہا اور اس کے مبداء و معاد کا مرکزی نقطہ محبت الٰہی ہے۔

عشق اول عشق آخر عشق کل
عشق شاخ و عشق نخل و عشق گل

(عشق ہی اول ہی آخر عشق ہی کل ہے عشق ہی شاخ عشق ہی درخت اور عشق ہی پھول ہے)

جس طرح بنجر زمین بیج کی نشو و نما کرنے کی بجائے اس کے خاتمے کا سبب بنتی ہے اسی طرح معصیت والا ماحول محبت الٰہی کے جذبے کو نکھارنے کے بجائے غفلت کے پردوں میں لپیٹ دینے کا سبب بنتا ہے۔ اگر ماحول سازگار ہو تو محبت الٰہی کا بیج پھلتا پھولتا ہے اور اپنی بہار دکھاتا ہے بلکہ آس پاس کی فضا کو بھی معطر کر دیتا ہے۔ ہر اچھے ماحول میں آپ انسانوں کی زندگی کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ کی ذات کو پائیں گے۔

ندانم آں گل خنداں چہ رنگ و بو دارد
کہ مرغ ہر چمنے گفتگوئے او دارد

(نہ جانے اس مسکراتے پھول کا رنگ اور خوشبو کیسی ہے کہ چمن کا ہر پرندہ اس کی گفتگو کرتا ہے)

چہ شد مجذوب گر دیوانہ اوست
ہمہ عالم بہیں پروانہ اوست

(کیا ہوا اگر مجذوب اس کا دیوانہ ہے، دیکھو تو سارا عالم ہی اس کا پروانہ ہے)

سچ ہے کہ اس کائنات میں جتنا اللہ تعالیٰ کو چاہا گیا، جتنی محبت اس سے کی گئی جتنا اسے یاد کیا گیا، جتنا اسے پکارا گیا، جتنی اس کی عبادت کی گئی، جتنا اس سے عشق کیا گیا، کائنات میں کوئی دوسری ہستی اس جیسی نہیں۔ سب مخلوق اس کی شیدائی ہے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے
میں بھی اس پر مرمٹا ناصح تو کیا بے جا کیا
اک مجھے سودا تھا دنیا بھر تو سودائی نہ تھی

محبت الٰہی کے چند معارف

محبت الٰہی سے متعلق چند معارف درج ذیل ہیں۔

نمبر ۱:۔ انسانی جسم مختلف اعضاء کا مجموعہ ہے اور ہر عضو کی اپنی اپنی صفات ہیں مثلاً آنکھ کی صفت دیکھنا، کان کی صفت سننا، ناک کی صفت سونگھنا وغیرہ۔ اس طرح انسان کے دل کی صفت محبت کرنا ہے۔ دل کسی نہ کسی سے محبت ضرور کرتا ہے۔

پتھر سے ہو خدا سے ہو یا پھر کسی سے ہو
آتا نہیں ہے چین محبت کئے بغیر
دل بحر محبت ہے محبت ہی کرے گا
لاکھ اس کو بچا تو یہ کسی پر تو مریگا

نمبر ۲:۔ انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو عموماً اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔

نمبرا۔ وہ ہستی اپنی ذات وصفات میں دوسروں سے ممتاز ہوتی ہے اوران پرفوقیت رکھتی ہے۔اس جیسا کوئی دوسرانہیں ہوتا۔اس انداز سے دیکھا جائے تو پروردگار عالم کی ذات واحد یکتاہی ایسی ہے کہ کوئی اس کا ہم پایہ نہیں۔سوچنے کی بات ہے کہ جس ذات نے حسن کو پیدا کر دیا اس کے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا۔پس یہ فطری بات ہے کہ انسان اپنے پروردگار سے محبت کرے۔

نمبرا۔ وہ ہستی با اختیار ہواور انسان کے ہر دکھ سکھ میں اس کے کام آئے۔اس انداز سے دیکھا جائے تو انسان کے غم واندوہ میں کام آنے والی ذات فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہرانسان اپنی پریشانی میں بے اختیار اس کو پکارتا ہے

ہر مرحلہ غم پہ ملی تجھ سے تسلی
ہر موڑ پر گھبرا کے ترا نام لیا ہے

نمبر۳:۔ اللہ کے نام میں اتنی چاشنی اور لذت ہے کہ اس کو بار بار لینے سے انسان کا دکھ سکھ میں بدل جاتا ہے

جو مضطرب ہے اس کو ادھر التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے

نمبر۴:۔ انسان کو چاہئے کہ حالات کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوئے بغیر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہے

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

نمبر۵:۔ جس دل میں محبت الٰہی کا داغ نہ ہو اسے جینے کا مزہ بھی نہیں ملتا جیسے کیسے ہو محبوب حقیقی کے در کو ہرگز نہ چھوڑنا چاہئے۔

اگر دل کو نہیں لطف نہیں جینے کا
الجھے سلجھے اس کاکل کے گرفتار رہو

نمبر ٦:۔ جس انسان کا دل محبت الٰہی کی چاشنی سے آشنا ہو اور اس کی زندگی میں یکسوئی اور یکروئی ہوتی ہے۔

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
ترے ذکر سے ترے شکر سے تری یاد سے ترے نام سے

نمبر ۷:۔ جس کی آنکھ میں محبت الٰہی کا سرمہ لگا ہو اس کی نظر میں عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی حجاب نہیں رہتا۔ عاشق جب اپنی ذات پر نظر ڈالتا ہے تو اپنے آپ کو سراپا خطا محسوس کرتا ہے جب محبوب کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو اپنے آپ کو سراپا خطا محسوس کرتا ہے جب محبوب کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو اسے سراپا عطا دیکھتا ہے پس اس سے امیدیں بندھی رہتی ہیں اور وہ اس کے در پر پڑا رہتا ہے۔

الهی کیف ادعوک و انا عاص
و کیف لا ادعوک و انت کریم

(الٰہی میں تجھ سے کیسے مانگوں کہ میں خطا کار ہوں اور تجھ سے کیسے نہ مانگوں جب کہ تو اتنا کریم ہے)

نمبر ۸:۔ عاشق ایک لحہ بھی محبوب حقیقی سے غافل نہیں ہوتا، اس کی نگاہیں درمحبوب پر لگی ہوتی ہیں اور وہ منتظر ہوتا ہے کہ نہ معلوم کب محبوب دروازہ کھول دے۔

یک چشم زدن غافل از آں شاہ نہ باشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی

(پلک جھپکنے کی دیر بھی اس بادشاہ سے غافل نہ ہو شاید کہ وہ نگاہ کرے اور تو بے خبر رہے)

اس لئے مشائخ کرام نے فرمایا ہے۔

من غمض عینه عن الله تعالیٰ طرفة عین لم یصل الی مقصود ہ

(جس نے اللہ تعالی سے ایک لحہ بھی آنکھ ہٹائی وہ اپنے مقصود کو نہیں پہنچ سکتا)

نمبر ۹:۔ عاشق کے دل میں محبوب کے سوا کسی دوسرے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ اگر

وہ اپنی ظاہری آنکھ سے محبوب حقیقی کو نہیں دیکھ سکتا تو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔

حبیب لیس بعد لہٗ حبیب
وما لسواہ فی قلبی نصیب
حبیب غائب عن بصری وشخصی
ولکن عن فوادی لا یغیب

(میرا محبوب ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا محبوب نہیں، میرے قلب میں کسی دوسرے کے لئے جگہ نہیں، اگر چہ میرا محبوب میری ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہے مگر میرے دل کی آنکھوں سے ہرگز غائب نہیں ہوسکتا)

نمبر۱۰:۔ عاشق صادق کو فقط اپنے محبوب سے ملاقات مطلوب ہوتی ہے اور وہ اسی شوق میں زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا دل غیر کی طرف میلان کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

انت انسی و ھمتی و سروری
قد ابی القلب ان یحب سواک
یا عزیزی و ھمتی و مرادی
طال شوقی متی یکون لقاک
لیس سئوالی من الجنان نعیم
غیر انی ارید لقاک

(تو میرا پیارا میرا محبوب اور میری خوشی ہے۔ میرا دل تیرے ماسوا کی محبت سے انکاری ہے۔ اے میرے عزیز میرے پیارے اور میرے مقصود میرا شوق لمبا ہو چکا ہے۔ میری ملاقات تجھ سے کب ہوگی میرا سوال جنتوں کی نعمتوں کا نہیں ہے بلکہ میں تو تیری ملاقات چاہتا ہوں)

نمبر۱۱:۔ عاشق کو محبوب سے وصل کی ہر وقت تمنا رہتی ہے پس اس کے سر میں ایک ہی سودا سمایا ہوا ہوتا ہے۔

اے در دل من اصل تمنا ہمہ تو
اے در سر من مایہ سودا ہمہ تو
ہر چند بہ روزگار در می نگرم
امروز ہمہ توئی کہ فردا ہمہ تو

(اے کہ میرے دل میں اصل تمنا تو ہی ہے۔ اے کہ میرے سر میں محبت کا سرمایہ تو ہی ہے۔ جب بھی زمانے میں میں نگاہ کرتا ہوں۔ آج بھی سب کچھ تو ہے بلکہ کل بھی سب کچھ تو ہے)

نمبر۱۲:۔ عاشق جب اپنے اردگرد دیکھتا ہے تو غافل دنیا کے غافل لوگ اسے ہوا وہوس کے گرفتار نظر آتے ہیں اور دنیا اسے پنجرے کی مانند نظر آتی ہے۔

من باغ جہاں را قفسے دیدم و بس
مرغش ز ہوا وہو سے دیدم و بس
از صبح وجودے تاشباں گاہ عدم
چوں چشم کشودم نفسے دیدم وبس

(میں دنیا کے باغ کو پنجرہ دیکھتا ہوں اور بس۔ اس کا پرندہ ہوا وہوس ہی کو دیکھتا ہوں اور بس۔ وجود کی صبح سے عدم کی شام تک جب بھی آنکھ کھولی اپنے نفس کو دیکھا اور بس)

نمبر۱۳:۔ محبت الٰہی کی تاثیر ایسی ہے کہ یہ دل سے ماسوا کو نکال پھینکتا ہے حتیٰ کہ عاشق صادق کے دل میں غیر کے لئے ہرگز ہرگز کوئی جگہ نہیں ہوتی۔

الف اللہ دل رتا میرا مینوں، 'ب' دی خبر نہ کائی
'ب' پڑھیاں کچھ سمجھ .نہ آوے مینوں الف دی لذت آئی
'ع' تے'غ' دا فرق نہ جاناں ایہہ گل الف نے سکھائی
بلہیا قول الف دے پورے جیہڑے دل دی کرن صفائی

(اللہ کے الف نے دل کو کامیاب کردیا، مجھے 'ب' کی کوئی خبر نہیں۔ 'ب' پڑھ کر کچھ سمجھ میں

نہیں آتا کیونکہ مجھے الف کی لذت حاصل ہوئی ہے۔'ع' اور 'غ' کا فرق نہیں جانتا الف نے یہ بات سکھائی ہے۔اے بلھے شاہ الف کی باتیں سچی ہوتی ہیں جو دل کی صفائی کر دیتی ہے)

نمبر ۱۴:۔ عاشق کے دل کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنا سب کچھ محبوب کی خاطر لٹا دے وہ محبوب کی در کی گدائی کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہے۔

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرادوں تجھ سے فقط فریاد رہے

نمبر ۱۵:۔ دنیا میں رہتے ہوئے سینکڑوں چیزیں انسان کو ملتی ہیں اور سینکڑوں انسان سے چھن جاتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو چیز بھی انسان سے دور ہو اس کا بدل دنیا میں موجود ہوتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی سے دور ہو جائے تو اس کا کوئی بدل نہیں۔

لکل شی ء اذا فارقته عوض و لیس لله ان فارقت من عوض

(ہر چیز جس سے تو جدا ہو اس کا بدل ہے لیکن اگر اللہ سے جدا ہو گیا تو اس کا کوئی بدل نہیں)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کلام عرب میں سب اچھا کلام لبید شاعر کا ہے کہ

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل
و کل نعیم لا محالہ زائل

(ہر چیز جو اللہ کے سوا ہے وہ باطل ہے اور ہر نعمت یقیناً زائل ہو جانے والی ہے)

تمام جائز محبتیں اللہ تعالیٰ کی محبت کی شاخیں ہیں

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ محبت تو مخلوق سے بھی ہوتی ہے...... ماں باپ

سے محبت......اولاد سے محبت......بیوی سے محبت...... دوست احباب سے محبت...... پیر استاد سے محبت......تو محبتیں تو بہت ہیں۔ تو پھر کیا کریں؟ ہمارے مشائخ نے اس کا جواب دیا کہ دیکھو! یہ جتنی محبتیں ہیں ان تمام محبتوں کا اللہ رب العزت نے حکم فرمایا ہے۔ ماں باپ سے محبت رکھو، اولاد سے رکھو، بیوی سے رکھو، تم مسلمان بھائیوں سے محبت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی نسبت سے اگر یہ محبت رکھی جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی ہی ایک شاخ بنے گی، یہ اس کا ایک حصہ بنے گی کوئی الگ چیز نہیں کہلائی گی۔ جیسے پیڑ ایک ہوتا ہے اور اس کے اوپر سے شاخیں نکل رہی ہوتی ہیں اس طرح اصل میں اللہ کی محبت کا تنا ایک ہے اور اس کے اوپر سے شاخیں نکل رہی ہیں

☆ نبی ﷺ سے محبت کہ اللہ کے پیغمبر ہیں،

☆ اولیاء سے محبت کہ اللہ کے ولی ہیں

☆ والدین سے محبت کہ اللہ نے حکم دیا ہے،

☆ اولاد سے محبت کہ اللہ نے حکم دیا ہے

☆ بیوی سے محبت کہ اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے،

تو جتنی محبتیں ہیں ان کے پیچھے سبب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ لہٰذا یہ تمام محبتیں جو دائرہ شریعت کے اندر آتی ہیں یہ سب کی سب اللہ ہی کی محبت کا حصہ شمار کی جاتی ہیں۔ یہ کوئی الگ محبتیں نہیں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبتیں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی مخلوق سے محبت؟ بھئی دیکھو نبی ﷺ نے دعا مانگی ہے۔

اللھم انی اسئلک حبک و حب من یحبک

(اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کو مانگتا ہوں جو آپ سے محبت کرنے والے ہیں، میں ان کی بھی محبت مانگتا ہوں)

تو معلوم ہوا کہ یہ محبت چونکہ اللہ کی محبت میں اضافے کا سبب بنتی ہے اس لیے یہ اچھی چیز ہے۔ ہاں دائرہ شریعت کے باہر اگر کوئی محبت چلی جائے، خلاف شرع ہو شیطانی،

نفسانی، شہوانی وجوبات سے محبت ہو تو وہ ساری کی ساری ظلمت ہے۔ وہ اللہ سے دوری کا سبب ہے۔

محبتوں کا حد

اور یہ جو جائز محبتیں ہیں ان کی بھی ایک حد بنا دی گئی۔ یہ نہیں ہے کہ اب بیوی کی محبت اتنی ہے کہ حلال حرام کی پرواہ نہیں۔ یہ نہ ہو کہ پیسہ اس لیے کما رہے ہیں کہ جی بیوی نے کہا ہے۔ اس کی بھی ایک حد بنا دی گئی۔ کیا حد ہے؟ جہاں تک شریعت کی اجازت ہے وہاں آکر حد ختم ہو گئی، کسی کی وجہ سے شریعت کے خلاف کام نہیں کر سکتے۔ چنانچہ فرمایا:

قل ان کان ابائکم و ابنائکم و اخوانکم و ازو اجکم و عشیر تکم واموال ناقتر فتموھا و تجارہ تخشون کسادھاو مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ وجھاد فی سبیلہ فتر بصوا حتی یاتی اللہ بامرہ(التوبہ : ۲۴)

کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے اور تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا)

اللہ تعالیٰ نے ان تمام محبتوں کا تذکرہ کر کے فرمایا کہ بھئی دیکھو، یہ محبتیں سب اپنی جگہ اچھی ہیں۔ لیکن اگر یہ اللہ کی طرف جانے کے لئے تمہارے راستے میں رکاوٹ بننے لگیں، تو پھر ان محبتوں پر پاؤں رکھ کر آگے گزر جانا۔ اس لئے کہ تمہاری منزل کوئی اور ہے۔ تو اصل مقصود کیا ہے؟ اصل مقصود اللہ رب العزت کی رضا ہے۔ اب کوئی محبت اس میں رکاوٹ نہیں بن سکتی اس لئے فرمایا

لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق

(اللہ کی معصیت میں کوئی مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی)

تو یہ محبتیں جب تک اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہیں تب تک باعث اجر ہیں۔

اگر اس کے مخالف ہیں تو باعث زجر ہیں۔ ہاں **قل ان کان ابائکم** والی آیت

سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت کو رہبانیت والی زندگی پسند نہیں ہے۔اگر پسند ہوتی تو پھر اتنی محبتوں کا قرآن میں تذکرہ نہ فرماتے۔محبت قوت القلوب ہے۔دل کی غذا ہے .....غذاالارواح....قرۃ العیون ہے....حیوۃ الابدان ہے۔

دوطرفہ محبت

محبت کبھی کبھی یک طرفہ ہوتی ہے کبھی دوطرفہ ہوتی ہے۔اگر یکطرفہ ہوتو یہ بندے کے لئے باعث مصیبت ہوتی ہے اور اگر دوطرفہ ہوتو یہ باعث انبساط ہوتی ہے۔کہتے ہیں ناکہ

"دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"

اللہ تعالیٰ کی محبت دوطرفہ محبت ہے۔یعنی بندے کو بھی اللہ سے محبت ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کو بھی بندے سے محبت ہوتی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ایسی قوم کو پیدا کروں گا **یحبھم ویحبو نھم** اللہ ان سے محبت کریں گے اور وہ اللہ سے محبت کریں گے ۔دیکھو یہ دوطرفہ محبت ہے،یعنی بندے اللہ سے ٹوٹ کر محبت کریں اور اللہ بندوں سے محبت کریں،چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی بندوں سے محبت کرتے ہیں ارشاد فرمایا:

ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین (البقرۃ : ۲۲۲)

(بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے)

تو دوقسم کے لوگوں سے محبت کی بات کی گئی۔**توابین** جو دل کو پاکیزہ رکھتے ہیں ان سے بھی اللہ محبت کرتے ہیں۔ **متطھرین** جو ظاہر کو پاکیزہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بھی محبت کرتے ہیں۔تن کو پاکیزہ رکھنے والوں سے بھی محبت اور من کو پاک رکھنے والوں سے بھی محبت۔اب ہمیں چاہیے کہ اپنے تن کو بھی پاک کرلیں اور من کو بھی پاک کرلیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جائیں گے۔اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں۔**یحب المحسنین ، یحب الصابرین، یحب المتقین** وہ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے،صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے،متقی لوگوں سے محبت کرتا ہے۔حدیث پاک میں آیا ہے۔

التائب حبیب اللہ (جو گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے) تو دیکھو، ہم اللہ سے محبت کریں گے اور ان اعمال کے سبب اللہ ہم سے محبت فرمائیں گے۔

عاشق و معشوق کا عشق

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں ایک عجیب شعر لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

عشق معشوقان نہاں است و ستیر
عشق عاشقان باد و صد طبل و نصیب

کہ جو معشوقوں کا عشق ہوتا ہے وہ چھپا ہوا ہوتا ہے، نہاں ہوتا ہے اور جو عاشقوں کا عشق ہوتا ہے وہ دو سو ڈھول کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر فرماتے ہیں کہ فرق یہ ہوتا ہے کہ عاشق کا جو عشق ہوتا ہے وہ بدن کو لاغر کر دیا کرتا ہے اور جو محبوب کا عشق ہوتا ہے وہ بدن کو فربہ کر دیا کرتا ہے۔ اب بندے کو پتہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے تو پھر بندے پر بسط کی اور اشتیاق کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ پھر اللہ رب العزت اس بندے کی رہنمائی فرماتے ہیں

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اللہ تعالیٰ جب بندے سے محبت کرتے ہیں تو پھر اس کو اپنی طرف جذب کے ساتھ کھینچتے ہیں۔

محبت کی چار وجوہات

محبت کیوں ہوتی ہے؟ اس کے چار احوال ہوتے ہیں۔

(۱) حسن و جمال

سب سے پہلے حسن و جمال کی وجہ سے محبت ہوتی ہے۔ کسی شخصیت کے اندر حسن و جمال ہو، لباس کے اندر حسن و جمال ہو، کسی نظارے کے اندر حسن و جمال ہو، فرنیچر، مکان، کوئی بھی چیز ہو جو خوبصورت ہو وہ بندے کو اپنی طرف کھینچے گی، دیکھنے کو دل کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جمالیاتی کھنچاوٹ بندے کی فطرت میں رکھ دی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

الله جميل و يحب الجمال

اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں۔

تو طبعاً فطرتاً انسان خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے مسجد بناتے ہوئے بھی انسان سوچتا ہے کہ چونکہ اللہ کا گھر بن رہا ہے اس لئے اس کو اور زیادہ خوبصورت بناؤ۔ تو ماشاء اللہ کام کرنے والے ساری ساری رات جاگ کر کام کی شان میں اضافہ کر دیتے ہیں۔

(۲) فضل وکمال

دوسری وجہ۔ کسی کے اندر بھی فضل و کمال ہو تو اس سے محبت ہوتی ہے۔ اور وہ بن دیکھے محبت کرتے ہیں۔ اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بن دیکھے محبت...... کیوں؟...... ان کے فضل و کمال کی وجہ سے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بن دیکھے محبت...... باپ کے نام کی گالی برداشت کر جائیں گے۔ ان کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کریں گے۔ کیسی محبت ہے؟ یہ فضل و کمال کی وجہ سے ہے۔

(۳) مال ومنال

تیسری مال و منال کی وجہ سے بھی محبت ہوتی ہے۔ اس لئے جس کے پاس مال ہو اس سے دوستی لگانے والے بہت ہوتے ہیں۔

(۴) جودواحسان

چوتھی چیز جود واحسان ہے۔ جب کوئی کسی پر بہت زیادہ احسان کرے تو اس بندے کو اپنے محسن کے ساتھ فطری طور پر محبت ہو جاتی ہے۔ بار ہا دیکھا گیا کہ سرکس کے اندر جو بندہ شیر کو گوشت کھلاتا ہے اور پالتا ہے وہ شیر اس کا اتنا لحاظ کرتا ہے کہ کئی دفعہ وہ شیر کے منہ میں سر ڈال دیتا ہے اور شیر اسے کچھ بھی نہیں کہتا۔ بلکہ یہ شیر کے اوپر سواری کرتا ہے۔ سانپ کو گلے میں لٹکا لیتا ہے۔ اب اگر سانپ اور شیر جیسے موذی جاندار بھی اپنے محسن کا لحاظ کرتے ہیں تو

انسان تو پھر انسان ہے۔ کہتے ہیں۔

الانسان عبدالاحسان

انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے

جبلت القلوب الی حب من احسن الیھا

اللہ نے دلوں کی جبلت ایسی بنادی ہے کہ جوان پر احسان کرے ان کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

اب ان چاروں وجوہات کو دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کے پاس جمال بھی ہے...... کمال بھی ہے...... مال و منال بھی ہے...... اور اللہ تعالیٰ کے ہم پر بے شمار احسانات بھی ہیں...... تو چاروں وجوہات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ انسان اگر محبت کرے تو اللہ رب العزت کی ذات سے محبت کرے۔

محبت بڑھانے والے اعمال

چند اعمال ایسے ہیں جن سے محبت بڑھتی ہے۔ یہ اعمال جاذبِ محبت ہیں۔ مثال کے طور پر۔

(۱)...... ذکر سے ذات کی محبت بڑھتی ہے۔ جس ذات کا ذکر کثرت سے کیا جائے اسی سے محبت بڑھ جائے گی۔ اس لئے اللہ والے فرماتے ہیں کہ تم اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود بھی فرمایا کہ

واذکر و اللہ ذکرا کثیرا (اللہ کا ذکر کثرت سے کرو)

اس لئے کہ کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے سے انسان کے دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

(۲)...... دوسرا ذاکرین کی صحبت سے محبت بڑھتی ہے۔ کمپوٹر والوں کے پاس بیٹھو تو کمپوٹر کا بزنس کرنے کا دل بن جائے گا۔ کپڑے والوں کے پاس رہو گے تو کپڑے کا بزنس کرنے کی طرف دل آمادہ ہوگا۔ اس طرح اگر اللہ والوں کے پاس بیٹھو گے تو اللہ سے محبت کا جذبہ

خود بخود پیدا ہو جائے گا۔ جیسے آگ جل رہی ہو اور چولہے کے پاس بیٹھو تو خود بخود گرمی ملتی ہے۔ اس طرح اللہ والوں کے پاس بیٹھو تو ان کے دل میں جو اللہ کی محبت کی حرارت ہوتی ہے وہ خود بخود بندے پر اثر پذیر ہوتی ہے۔

(۳)......اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے بھی اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

(۴)......اور نماز پڑھنے سے بھی اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

(۵)......ہمیں چاہیے کہ اللہ کی نعمتوں کا خوب تذکرہ کریں کیونکہ ان نعمتوں کا بار بار تذکرہ کرنے سے بھی اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

درد محبت ہر دل کا خاصہ ہے

انسان کی قدر و قیمت بھی اس محبت کی وجہ سے ہے کہ اس د دمحبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو باقی تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔ اور انسان کا لفظ بنا بھی انس سے ہے کہ یہ محبت کرتا ہے۔ چنانچہ آنکھ کا کام دیکھنا، زبان کا بولنا، کان کا سننا، دماغ کا سوچنا اور دل کا کام محبت کرنا ہے۔ ہر انسان کا دل کسی نہ کسی سے محبت کرتا ہے۔

دل بحر محبت ہے محبت یہ کرے گا
لاکھ اس کا بچا تو یہ کسی پر تو مرے گا

محبت کیے بغیر کوئی رہ نہیں سکتا:

پتھر سے ہو خدا سے ہو یا پھر کسی سے ہو
آتا نہیں ہے چین محبت کیے بغیر

بس فرق اتنا ہے کہ خالق کی محبت ہوگی تو دل میں نور ہوگا اور مخلوق کی شیطانی، نفسانی، شہوانی محبت ہوگی تو دل میں ظلمت ہوگی۔ دودھ گائے کا ہو تو حلال ہے اور کتیا کا ہو تو حرام ہے۔ اس طرح محبت اگر اللہ سے ہے تو حلال ہے اور اگر نفسانی ہے تو پھر حرام ہے۔

تو جب دل لگانا ہی ہے تو بندے کو چاہیے کہ اللہ رب العزت سے خوب پیار کرے، کیونکہ ارشاد فرمایا

والذین امنوا اشد حبا للہ (البقرۃ: ۱۶۵)

(ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔)

کیا مطلب اس کا؟ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کے پیار کرتے ہیں۔ اور اس محبت کا پھر اجر کیا ملتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس بندے کو دنیا میں محبوب بنا دیتے ہیں۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
اوست سید جملہ موجودات را

وہ ساری موجودات کا سید اور سردار بن جایا کرتا ہے۔

اللہ کی محبت اور مخلوق کی محبت کا موازنہ

☆ اللہ تعالیٰ کی محبت بڑی نعمت ہے۔ اس سے دل میں ایک نور آتا ہے جب کہ مخلوق کی محبت سے دل میں ظلمت آتی ہے۔

☆ اللہ کی محبت سے دلوں میں تازگی آتی ہے۔ چہروں پہ تازگی آتی ہے اور مخلوق کی محبت سے چہروں پر ویرانی آتی ہے۔ دیکھا کریں جو مخلوق کی محبت میں پھنس جاتے ہیں ان کے چہروں پر بالکل خزاں نظر آتی ہے۔ اجڑے چہرے، بے آباد چہرے۔

☆ اللہ کی محبت سے چہروں پہ سکون نظر آتا ہے اور مخلوق کی محبت کی وجہ سے چہروں پہ بے سکونی نظر آتی ہے۔

☆ اللہ کی محبت کی وجہ سے انسان کو نیک نامی ملتی ہے۔ اور مخلوق کی محبت سے انسان کو بد نامی ملتی ہے۔

☆ جو اللہ کی محبت میں ڈوب کے نکلے گا اس کے پاؤں پہ لوگ اپنی پگڑیاں رکھیں گے۔ اور جو مخلوق کی محبت میں ڈوب کے نکلے گا اس کے سر پر لوگ اپنے جوتے ماریں گے۔ تو اللہ کی محبت کا انجام ہمیشہ اچھا اور مخلوق کی محبت کا انجام ہمیشہ برا۔

علمی نکات

علمی نکتہ ہے۔ جو مخلوق سے ڈرتا ہے وہ مخلوق سے دور بھاگتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اللہ کے قریب ہوتا ہے۔

☆ مخلوق چاہتی ہے کہ ہم جس سے محبت کرتے ہیں اس کا جسم ہمارے پاس ہونا چاہئے۔ اس کا دل چاہے جہاں مرضی ہو۔ اللہ رب العزت جس سے محبت کرتے ہیں وہ چاہتے کہ بندے! تیرا دل میرے ساتھ ہونا چاہیے تیرا جسم جہاں چاہے رہے۔

☆ جس شخص نے اللہ رب العزت کی حقیقت کو پہچانا وہ اللہ سے محبت کئے بغیر رہ نہیں سکتا اور جس نے دنیا کی حقیقت کو پہچانا وہ دنیا سے نفرت کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔

☆ اس لئے جو شخص مخلوق سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن جدا کر دیا جائے گا اور جو اللہ سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

ناپائیدار کا عشق بھی ناپائیدار ہے

اس لئے مرنے والوں سے اور ڈھلنے والوں سے کیا محبت کرنی ہے۔ عزیز طلبا! یہ دونوں باتیں یاد کر لینا۔ کیا بتایا؟ مرنے والوں سے اور ڈھلنے والوں سے کیا محبت کرنی ہے۔

عشق با مردہ نہ باشد پائیدار
عشق را باحیی و باقیوم دار

مرنے والوں سے عشق کبھی پائیدار نہیں ہوتا۔ محبت کرنی ہے تو پھر اللہ سے کرو جو حیی و قیوم ہے۔ تو مرنے والوں سے اور ڈھلنے والوں سے محبت نہیں کی جاتی

میر مت مرنا کسی مرم پر
خاک ڈالو گے انہی اجسام پر

تو مرنے والوں سے اور ڈھلنے والوں سے محبت کبھی پائیدار نہیں ہوتی۔

لافانی کا عشق لافانی ہے

اس لئے انسان محبت کرے تو اللہ رب العزت کی ذات سے کرے۔ اور اگر مخلوق سے بھی محبت ہو تو اللہ کی نسبت سے ہو۔ اللہ کے لئے محبت ہو۔

جن لوگوں میں اللہ کے لئے محبت ہوگی پھر یہ فقط دنیا میں ختم نہیں ہوسکتی بلکہ یہ روز محشر بھی کام آئے گی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے نیچے سات طرح کے بندے ہوں گے۔ دو وہ ہوں گے ھم المتحابون فی اللہ جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ اور المرء مع من احب للہ (آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے) پھر جنت میں بھی اللہ ان کو اکٹھا فرمادے گا۔ تو محبت اللہ کے لئے ہونی چاہئے۔

اللہ کی محبت کہاں سے ملتی ہے......؟

اگر کوئی بندہ کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت مجھے کیسے مل سکتی ہے۔ تو اسے بتائیں کہ کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے، اور برف ملتی ہے برف والوں سے، اور دودھ ملتا ہے دودھ والوں سے۔ اور اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھو گے اللہ کی محبت ملے گی۔

محبت کی دکانیں

ایک بزرگ تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ مولانا! تم نے کبھی عشق کی دکان دیکھی ہے؟ جیسے دکانیں ہوتی ہیں یہ کریانے کی دکان، لوہے کی دکان، کپڑے کی دکان، ایک اللہ تعالیٰ کے عشق کی بھی دکان ہوتی ہے۔ تو انہوں نے پوچھا، کیا عشق کی دکان دیکھی ہے؟ تو انہوں نے کہا، جی حضرت! دو دکانیں دیکھی ہیں۔ پوچھا کونسی؟ کہنے لگے ایک شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ کی۔ تو اللہ والے جہاں ہوتے ہیں وہ عشق کی دکان ہی ہوتی ہے۔ ان کے پاس آؤ چند

لمحے گزارو گے تو عشق کی پڑیاں باندھ کے واپس جاؤ گے۔ اللہ اکبر

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس قلب میں یااللہ کیا آگ بھری ہوگی

ان اللہ والوں کے دلوں میں اللہ کی محبت کی کیا ہی آگ جل رہی ہوتی ہے۔

مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں فارسی کا شعر ہے جس کا کسی نے اردو میں ترجمہ کیا۔

عشق کی آتش کا جب شعلہ اٹھا
ماسوا معشوق سب کچھ جل گیا

جب عشق کی آگ کا شعلہ اٹھتا ہے تو محبوب کے سوا ہر چیز کو یہ جلا کر رکھ دیتا ہے۔

تیغ لا سے قتلِ غیرِ حق ہوا

لا کی تلوار، **لا الہ الا اللہ**، **لا** کی تلوار سے **اللہ** کے سوا ہر چیز کی نفی ہوئی

تیغ لا سے قتلِ غیرِ حق ہوا
دیکھئے پھر بعد اس کے کیا بچا
پھر بچا اللہ باقی سب فنا
مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا

اے عشق! مرحبا کہ تو نے اللہ کے سوا ہر چیز کو مٹا کے رکھ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی یہ محبت نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزہ آجائے۔ پھر محبوب کی یاد میں انسان کی آنکھ سے خود بخود آنسو نکلتے ہیں۔ خود بخود رونا آتا ہے۔ اللہ اکبر!

اس لئے قیامت کے دن فساق کے اعضاء ان کے گناہوں پر گواہی دیں گے اور قیامت کے دن عشاق کی آنکھوں سے نکلے ہوئے محبت کے آنسوان کے دل کی محبت کی گواہی دے رہے ہوں گے۔ اس دن ایک ایک آنسو کی قیمت بڑھے گی اس دن۔ اللہ اکبر!

کہتے ہیں نا تیزاب سونے کو چمکا دیتا ہے۔ تو جس طرح تیزاب سونے کو چمکا دیتا ہے۔ اس طرح اللہ والوں کی محبت بندے کے دل کو چمکا دیتی ہے۔

جہنم کی آگ بھی ڈرتی ہے

ایک بات اور بھی ہے کہ ہم ڈرتے ہیں جہنم کی آگ سے اور جہنم ڈرتی ہے عشق الٰہی کی آگ سے۔ اس لئے مومن عاشق جب پل صراط سے گزرے گا تو حدیث پاک میں ہے کہ جہنم کہے گی

اسرع یا مومن فان نورک اطفء ناری

اے مومن! جلدی گزر جا، تیرے دل کے نور نے تو میری آگ کو بجھا ڈالا ہے۔ جہنم کی آگ عشق الٰہی کی آگ سے ڈرتی ہے۔

محبت الٰہی کی علامات

اب محبت الٰہی کی علامات ہوتی ہیں۔ ذرا توجہ سے سن لیجئے۔ جس کے دل میں محبت الٰہی کی آگ ہو تو اس کی پہچان بہت آسان ہے۔ سات نشانیاں ہمارے بزرگوں نے بتلائی ہیں۔

(۱)...... پہلی نشانی کہ جس کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے وہ پھر ذکر مداومت کے ساتھ کرتا ہے۔ اللہ کے ذکر پر اس کو دوام نصیب ہو جاتا ہے۔ ہر لمحے اللہ کی یاد میں۔

خیالک فی عینی و ذکرک فی فمی

و مسواک فی قلبی و این تغیبون

(اے مالک! تیرا دھیان اور تیرا تصور میری آنکھوں میں ہے، تیرا ذکر میرے ہونٹوں میں ہے۔ تیری تصویر میرے دل میں ہے تو بھلا مجھ سے کہاں چھپ سکتا ہے؟)

ماں بیٹے کی محبت کی وجہ سے ایک گھنٹہ بھی اس کی باتیں سنائے تو نہیں تھکتی تو پھر مومن کو اللہ کی یاد میں ایک گھنٹہ بیٹھنا کوئی مشکل ہوتا ہے۔ اللہ کی یاد میں ایک گھنٹہ بیٹھنا کوئی

مشکل نہیں۔ آج جو ہم کہتے ہیں کہ جی مراقبہ میں بس پانچ منٹ بیٹھتا ہوں کیونکہ وقت نہیں ملتا۔ اگر مجنوں سے کوئی پوچھے کہ لیلیٰ کو یاد کرتے ہو؟ آگے سے جواب دے کہ وقت نہیں ملتا تو سب کہیں گے بناوٹی مجنوں۔ جیسے ڈالڈا گھی آگیا ایسے مجنوں بھی ڈالڈا آگیا۔ اسے اللہ کے ذکر کے لئے وقت نہیں ملتا۔ واہ بھئی واہ۔ جس کے لئے زندگی ملی اس کے ذکر کے لئے فرصت ہی نہیں۔

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے

تجھ پر سب گھر بار لٹادوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگادوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرادوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زبان اے میرے اللہ
لا الہ الا اللہ الا اللہ

(۲) دوسری نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو رات کو اٹھ کر مناجات کی توفیق ملتی ہے...... نیم شب کی مناجات کی اس کو توفیق نصیب ہو جاتی ہے...... تہجد کا دوام نصیب ہوتا ہے...... تہجد کے وقت ان کا بستر ان کو اچھال دیتا ہے۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ ان کو بستر ہی اچھال دیتا ہے۔ تہجد کے وقت اٹھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے اللہ کو مناتے ہیں۔

لیتک تحلو والحیوۃ مریرۃ
لیتک ترضی و الانام غضاب

(اللہ تو راضی ہو جائے اگرچہ سارے لوگ ناراض ہو جائیں، تو میٹھا ہو جائے اگرچہ ساری مخلوق مجھ سے کڑوی ہو جائے)

(۳) ...... تیسری نشانی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادات ان کے لئے آسان ہو جاتی ہیں۔ آج کتنے طلباء ہیں جو باقاعدگی سے ایک پارہ روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ اگر آپ کبھی

دیکھیں گے تو ایسے بھی طلباء آپ کو مل جائیں گے کہ روزانہ ایک پارہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ مجھے ایک طالب علم ملا اس کو دورۂ حدیث کیے ہوئے نو سال ہو گئے تھے۔ قرآن کا حافظ تھا، بیعت ہوا تو رونے بیٹھ گیا۔ میں نے پوچھا رو کیوں رہے ہو؟ کہنے لگا میں اللہ سے اتنا غافل ہو گیا ہوں کہ حافظ قرآن ہوں اور نو سال میں ایک قرآن پاک بھی نہیں پڑھ سکا۔ رمضان آتے گزر جاتے لیکن میں ایسا خواہشات کے پیچھے لگا کہ کبھی توجہ ہی نہیں کی کہ قرآن پاک کا بھی کوئی حق ہے۔ اور جب اللہ کی محبت ہوتی ہے تو تلاوت کرنی آسان، نماز پڑھنی آسان، کتابیں پڑھنی آسان، سب کام آسان ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمیں نماز پڑھانے کے لئے ترغیب دینی پڑتی ہے کہ نفل پڑھ لو اشراق کے ایک حج اور عمرہ کا ثواب مل جائے گا۔ ہم ثواب کی خاطر نماز پڑھتے ہیں اور یہ اللہ والے سواد کی خاطر نمازیں پڑھتے ہیں۔

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے
ہم ثواب و عذاب کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے
عشق والے حساب کیا جانیں

عشق والوں کو حساب کتاب کا کیا پتہ۔ وہ تو اللہ کی محبت میں نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

(۴)......اور چوتھی علامت شعائر اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ کلام اللہ......رسول اللہ...... بیت اللہ......کامل اولیاء اللہ...... یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ بلکہ ان کاملین کے جہاں قدم لگ جاتے ہیں ان جگہوں کو شعائر اللہ میں شمار فرما لیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

ان الصفاو المروة من شعائر الله (البقرة:۱۵۷)

(بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں)

اللہ سے محبت کی نشانی...... بیت اللہ سے محبت، کلام اللہ سے محبت، ایسا بندہ جب اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو کر بیت اللہ کو دیکھ کر جاتا ہے تو پھر اس کا طواف بھی اللہ کی محبت

میں ڈوب کر کرتا ہے۔

اطوف علی جدار دیار لیلیٰ
اقبل ذالجدار و ذالجدارا
وما حب الدیار شغفنا قلبی
ولکن حب من سکنت دیارا

گھر سے محبت نہیں ہوتی گھر والے سے محبت ہوا کرتی ہے۔ وہ اللہ کی محبت میں ڈوب کر بیت اللہ کے چکر لگا رہے ہوتے ہیں۔

(۵)......پانچویں چیز۔ان کو مومنین سے محبت ہوتی ہے۔کس لئے ؟اس لئے کہ اللہ رب العزت نے حکم فرمایا۔ الحب الله ، من احب الله وہ اس اللہ کی رضا کے لئے اللہ کے بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ یہ خلاف شرع محبت نہیں ہوتی بلکہ اللہ رب العزت کی رضا کیلئے ہوتی ہے۔

(۶)......ان کی چھٹی پہچان یہ ہے کہ وہ خلوت کے حریص ہوتے ہیں۔جب دل میں اللہ کی محبت جوش مارتی ہے تو تنہائی اچھی لگتی ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ نبی ﷺ پر نبوت سے کچھ وقت پہلے ایسا وقت آیا کہ ان کو تنہائی سے محبت ہوگئی تھی۔

غار حرا میں ایک ایک ہفتہ ایک ایک مہینہ جا کر تشریف رکھتے تھے۔اور بندے کا بھی یہی حال ہے۔

(۷)......اور ساتویں نشانی یہ ہے کہ وہ موت کے مشتاق ہوتے ہیں۔موت سے ڈرتے نہیں بلکہ موت کو پسند کرتے ہیں، ساری دنیا موت سے ڈرتی ہے اور یہ اللہ والے موت سے نہیں ڈرتے۔ بلکہ موت کے فرشتوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہتے ہیں کیسا اچھا مہمان آیا، میں نے تیس سال تمہارے انتظار میں زندگی گزاردی۔ یہ کیفیت ہوتی ہے ان کی۔ادھر تلوار کا وار چلتا ہے، گردن کٹتی ہے اور وہ کہنے لگتے ہیں فزت رب الکعبة (رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا)

چنانچہ ایک بزرگ تھے ان کا نام تھا عبداللہ مخزومی رحمۃ اللہ علیہ۔ وہ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے اوران کے جسم کے ہر عضو پر زخم لگا اور خون بہنے لگا۔ شام کا وقت ہونے لگا اور خون نکلنے کی وجہ سے نڈھال ہو کر گر گئے اور بس چند لمحے تھے۔ تو کسی نے دیکھا کہ گرمی ہے، پسینہ ہے، پیاس ہے تو اس وقت میں اس نے پانی پیش کیا۔ اس مجاہد کو کہا، پی لیجئے۔ انہوں نے منہ بند کرلیا۔ اس نے پوچھا، عبداللہ! پانی کیوں نہیں پیتے؟ تو فرمایا میں روزے سے ہوں اور میں شربت دیدار سے اپنے روزے کو افطار کرنا چاہتا ہوں۔ جن کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے وہ اللہ رب العزت سے ملاقات کرنے کے لئے یوں مشتاق ہوتے ہیں۔

محبت الٰہی کے چار انعامات

اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جس بندے کے دل میں اللہ کی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو چار انعام عطا فرماتے ہیں۔

آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ چار انعام اللہ رب العزت اپنے محبّ کو عطا فرماتے ہیں۔

(۱)...... پہلا انعام...... بغیر خاندان کے اللہ تعالیٰ اس کو عزت عطا فرمادیتے ہیں۔ وہ دیکھنے میں ایک عام گھر کا بندہ ہوتا ہے، معمولی برادری کا، معمولی خاندان کا لیکن اس محبت کی وجہ سے اللہ بغیر کنبے، قبیلے اور خاندان کے، اپنے محبّ کو دنیا میں عزتیں عطا فرمادیتے ہیں۔ سادات بھی آکر ہاتھوں میں ہاتھ دے رہے ہوتے ہیں، حضرت! ہمیں بیعت کے لئے قبول کرلیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید تھے لیکن بیعت کی سیال سے۔ اللہ کی شان! عزت اللہ دیتا ہے۔ کسی نے کہا کہ شاہ صاحب یہ کیا کیا؟ فرمایا ''میں جٹ دا بنا ساوا ڈٹھا ہے'' جنٹ دا بنا...... جب بنا ساوا ہو جاتا ہے تو پھر ماشاء اللہ، اللہ سادات کو بھی بھیج دیتا ہے۔ تو پہلا انعام بغیر خاندان کے عزت مل جاتی ہے۔

(۲)...... اور دوسرا انعام، بغیر کسب کے اللہ ان کو علم عطا فرمادیتا ہے۔

فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ رحمۃ من عندنا و علمناہ من لدنا علما

(الکھف)

(پس پایا انہوں نے میرے بندوں میں سے ایک بندہ جسے ہم نے اپنے ہاں سے رحمت اور اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا)

یہ علم لدنی ہوتا ہے، اللہ ان کے سینوں میں ڈال دیتا ہے۔ ایسی معرفت کی باتیں اللہ ان کی زبان سے نکلوا دیتا ہے کہ علم والے بھی حیران ہوتے ہیں۔ ورثه الله مالم يعلم الله وہ نعمت بھی عطا فرما دیتا ہے۔

(۳)...... **تیسرا انعام** ...... اور اللہ ان کو بغیر مشقت کے مال عطا فرما دیتا ہے۔ رزق کی راہیں ان کے لئے کھول دیتا ہے۔

ویرزقه من حیث لا یحتسب (الطلاق : ۳)

(اللہ ایسی جگہوں سے رزق دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا)

(۴)...... **اور چوتھا انعام**، بغیر جماعت کے اللہ ان کو انس عطا فرما دیتا ہے۔ اکیلے بھی ہوں اللہ کی محبت میں مست ہوتے ہیں۔ کوئی بھی ساتھ نہ ہو، پاس نہ ہو پھر بھی ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے اللہ کے انس میں، اللہ کی محبت میں وہ اپنا وقت گزار رہے ہوتے ہیں۔

محبت الٰہی کا جذبہ

انسان کے اندر اپنی تخلیق کے اعتبار سے نقائص تو بہت ہیں مگر اس میں ایک عجیب جذبہ رکھ دیا گیا ہے وہ جذبہ اگر آجائے تو انسان کی کمزوری کو اس کی قوت میں بدل دیتا ہے، انسان کے جہل کو اس کے علم میں بدل دیتا ہے، انسان کی کوتاہی کو اس کی خوبیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے جنت کا حق دار بن جاتا ہے۔ اس جذبہ کا نام ''محبت الٰہی'' ہے۔ یہ محبت الٰہ کا جذبہ انسان کیلئے ایسا ہے جیسے کسی پودے کیلئے پانی ہوتا ہے۔ انسان کے اندر محبت الٰہی کے جذبہ کی مثال بھی یہی ہے کہ جس انسان میں محبت الٰہی کا جذبہ بیدار ہو جائے اس کی صفات کھلنا شروع ہو جاتی ہیں اور اس میں ایمان کی خوشبو آنے لگتی ہے اور خوشبو ماحول کو مہکا دیا کرتی ہے۔

عشق اور عقل کا موازنہ

بسا اوقات انسان عقل کو سامنے رکھ کر زندگی گزارتا ہے اور بسا اوقات محبت اور عشق کے جذبہ کو سامنے رکھ کر زندگی گزارتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ انسان کی عقل تو عیار ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ واعظ نہ خطیب

جس بندہ میں عشق الٰہی کا جذبہ ہو اللہ رب العزت کے ہاں اس کے بڑی قدر و قیمت ہے۔ اگر عقل کے زور پر عبادت کریں گے تو عبادت تو لکھی جائے گی مگر یہ بنیاد کمزور ہے۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

کہنے والے نے تو یہاں تک کہہ دیا:

نالہ ہے بلبل شوریدہ ہے تیرا خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ ء قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل کھڑی دیکھ رہی ہوتی ہے اور عشق ان معاملات سے گزر جاتا ہے، ان منزلوں کو عبور کر لیا کرتا ہے۔ عقل کی پرواز وہاں تک نہیں پہنچتی جہاں عشق کے پروں سے انسان پہنچتا ہے۔

عشق الٰہی کی اہمیت

کسی شاعر نے کہا:

عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدہ ء تصورات

عشق نہ ہو تو یہ شرع و دین کی فقط تصورات ہیں ان میں جان نہیں ہوتی۔ ان میں جان تب پڑتی ہے جب دل میں محبت الٰہی اور عشق جذبہ ہو۔ پھر انسان کے اعمال میں جان آتی ہے۔ اسی لئے مانگنے والوں نے عشق کی انتہا مانگی۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
چھوٹا سا دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سننا چاہتا ہوں

یہ عشق ہی تو ہے جس نے دین میں رنگ بھر دیا ہے۔ محبت الٰہی نہ ہو تو پھر پیچھے کیا رکھا ہے۔ اے اللہ! تیرے عشق کے سوا پھر پیچھے کیا بچا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس کا عشق مقصود بنا کر مانگنا چاہیے۔

اللہ سے اللہ کو مانگے

یہی عشق الٰہی والی نعمت ہی ہے جس کے حصول کیلئے ہمیں پوری زندگی عطا کی گئی۔ اس لئے اگر انسان اللہ تعالیٰ رب العزت سے مانگے تو اللہ رب العزت ہی مانگے۔ اس کی محبت مانگے۔ اسکا عشق مانگے۔ آج اللہ تعالیٰ اسے مال مانگنے والے بہت ہیں، کاروبار مانگنے والے بہت ہیں گھربار مانگنے والے بہت ہیں۔ لیکن اللہ سے اللہ مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو اسلئے ہاتھ اٹھاتے ہوں کہ میں تجھ سے تیری رضا چاہتا ہوں، میں تیری محبت مانگتا ہوں۔ میرے دوستو! کسی نے گھربار مانگا، کاروبار مانگا، بیوی بچے مانگے یا پوری دنیا مانگ لی تو یقین کیجئے کہ اس نے کچھ نہیں مانگا اور اگر اللہ کا عشق مانگا تو سب کچھ مانگ لیا۔ کیونکہ یہ سب کچھ عشق الٰہی کے سامنے ہیچ ہے۔ اسلئے اس کو تمنا بنا کر

مانگئے کہ رب کریم! ہم تیرا ایسا عشق چاہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے ہماری رگ رگ اور ریشہ ریشہ سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔

لیتک تحلوا والحیوۃ مریدۃ
ولیتک ترضی والا نام غضاب
ولیت الذی بینی وبینک عامر
وبینی وبین العالمین خراب

اے کاش تو میٹھا ہو جائے اگرچہ ساری دنیا میرے ساتھ تلخ ہو جائے اور میرے اور تیرے درمیان جو رشتہ ہے کاش کہ وہ آباد ہو جائے اور میرے اور مخلوق کے درمیان جو رشتہ ہے وہ بے شک خراب ہو جائے۔

محبوب کا نام بھی پیارا لگتا ہے

جن کے دل میں محبت ہوتی ہے پھر ان کی زندگیاں کیسی گزرتی ہیں۔ان کو اللہ کا نام بھی پیارا لگتا ہے۔ان کو اللہ تعالیٰ کا نام بھی اچھا لگتا ہے۔

ایک صاحب مجھے ملے جو کسی کو نہیں مانتے تھے۔کچھ ہوتے ہیں نا ایسے جو کہتے ہیں کہ جی ہم نہیں کسی کی مانتے ،ہم نہیں کسی کے پیچھے چلتے۔تو وہ صاحب بھی کسی کو نہیں مانتے تھے۔مجھے کہنے لگے کہ آپ کیا ہر وقت اللہ کا نام......اللہ کا نام کہتے رہتے ہیں؟ کیا ملتا ہے اللہ کے نام سے۔اب بتاؤ! ان کو سمجھ نہیں آتی کہ ہر وقت اللہ کا نام کیسے ذکر کیا جا سکتا ہے۔

ہم نے زیادہ جواب دینا تو مناسب نہ سمجھا بس ایک شعر پڑھا

ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

ہم تو اللہ آپ کے نام کے عاشق ہیں۔کہنے لگا، تمہیں اور کوئی کام نہیں؟ اللہ اکبر اس کی بات سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔تو مجھے دیکھ کر کہتا ہے کہ پیر صاحب رو کیوں رہے ہیں؟ میں نے کہا بھائی بس منت کرتا ہوں قیامت کے دن یہی گواہی دے دینا کہ

اسے اللہ اللہ کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔ تم قیامت کے دن گواہی دے دینا، میرا بیڑا پار ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی بدل نہیں:

دنیا کی ہر چیز کا بدل ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا بدل تو امکان سے بھی خارج ہے۔ شاعر نے کہا:

لکل شی اذا فارقته عوض
ولیس للہ ان فارقت منع عوض

دنیا کی کسی بھی چیز سے تو جدا ہوا تو تیرے لئے بدل ہوگا اگر تو اللہ تعالیٰ سے جدا ہو گیا تو تیرے لئے کوئی بدل ممکن نہیں۔

دیوانگی عشق

حضرت خواجہ فضل علی قریشی مسکین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر ایک دفعہ دو بوڑھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک دوسرے سے الجھ رہے تھے۔ اب لوگ بڑے حیران کہ بھائی یہ دونوں متبع شریعت وسنت اور ذاکر شاغل بندے ہیں، نیک روحیں ہیں، یہ کیوں ایک دوسرے سے الجھ رہے ہیں۔ ایک صاحب ذرا قریب گئے کہ دیکھیں تو سہی ایک دوسرے سے الجھ رہے ہیں۔ وہ حیران ہوئے کہ ان کی لڑائی کی بنیاد یہ تھی کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہہ دیا تھا اللہ میڈا ہے (اللہ میرا ہے)۔ اب دوسرے کو یہ بات عجیب سی لگی وہ اس کے گریبان کو پکڑ کے ذرا جھنجوڑ کر کہتا ہے نہیں اللہ میڈا ہے۔ دونوں اس بات پر الجھ رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے اللہ میڈ ھا ہے وہ کہتا اللہ میڈا ہے۔ یہ محبت ہوتی ہے۔ اللہ اکبر..... اللہ رب العزت ہمیں اپنی سچی محبت نصیب فرمائے۔

واقعی جب اللہ کی محبت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرما دیتے ہیں۔ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہور کہانی مول نہ بھانی

الف بکو ہم بس وے میاں جی

مجھے اور کوئی کہانی اچھی نہیں لگتی۔ بس ایک الف ہی کافی ہے، الف سے کیا مراد ہے؟ اللہ۔ ایک اللہ ہی کافی ہے۔

ب ت دی میں کوں لوڑ نہ کائی

الف لیوم دل کھس دے میاں جی

جو ماسوا ہیں ان نہ سب کو بے تے بنا دیا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں میرا دل بس الف میں لگا ہوا ہے

رانجھن میڈا میں رانجھن دی

روز اصل دی ہس وے میاں جی

الست بربکم؟ قالو بلیٰ ادھر وعدے ہو چکے

ذکر اللہ دا چرخہ چلاویں

ہئی شابش شابش وے میاں جی

عشقوں مول فرید نہ پھر سوں

روز نویں ہم چس وے میاں جی

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نئی چس روز عطا فرما دیں۔ نبی ﷺ نے دعا مانگی۔

اللھم انی اسلک حبک

(اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں)

یہ وہ نعمت ہے جو اللہ کے محبوب ﷺ نے بھی اللہ سے مانگی۔ تو آج ہم بھی اللہ سے یہی نعمت مانگتے ہیں۔ اللہ! اپنی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دیجئے۔

تیری عشق کی انتہا چاہتا ہوں

میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

عشق کی دکانیں اور عشق کی پڑیا

جن کے دلوں میں یہ محبت الٰہی جوش مارتی ہے، وہ پھر عشق کی دکانوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ جیسے دنیا میں حلوائی کی دکانیں ہوتی ہیں، ایسے ہی اس دنیا میں عشق کی بھی دکانیں ہوتی ہیں، یہاں سے عشق کی پڑیا ملتی ہے۔ حکیم کے پاس چلے جاؤ تو جسمانی بیماری کی پڑیا ملے گی۔ ان روحانی طبیبوں کے پاس چلے آؤ تو روحانی بیماریوں کی پڑیا ملے گی۔ محبت الٰہی والی ایسی ایک پڑیا دیتے ہیں کہ اندر کی ساری بیماریوں کو شفاء نصیب ہو جاتی ہے۔ یہی دوائے دل ہے جس کو لینے کے لئے آپ حضرات یہاں آتے ہیں اور اپنا وقت یہاں گزارتے ہیں۔ یہ سالکین کا اجتماع اس دوائے دل کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔ سب اللہ کو چاہنے والے ہیں۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرے ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

سب اللہ کے چاہنے والے، سب اس کے دیوانے، اس کی محبت میں بے قرار ہو کر ان جگہوں پہ آ جاتے ہیں۔ اس کو شاعر نے کہا:

نہ دانامہ گل خانداکہ رنگ و بو دارد
کہ مرغ ہر چمن گفتگو ئے اور دارد

دل اور دماغ کا فرق

انسان کے پاس دو نعمتیں ہیں ایک دل اور ایک دماغ۔ دماغ علم الٰہی کا برتن ہے اور دل عشق الٰہی [illegible] ہے، مگر دونوں میں فرق بہت زیادہ ہے۔ وجہ کیا ہے؟ دماغ ہفت زبان ہوتا ہے اور دل یک زبان ہوتا ہے۔

سات زبانوں میں اشعار

سات زبانیں تو بہت سارے لوگ جانتے ہی ہیں۔چلیں آپ کو سات زبانوں میں اشعار سناتے ہیں

اردو میں علامہ اقبال نے کہا:

عقل و دل نگاہ کا مرشد اولین ہے عشق
عشق نہ ہوتو شرع و دین بت کدہ تصورات

(اگر محبت الٰہی نہ ہوتو پھر پوری کی پوری شریعت تصورات کا بت کدہ بن جاتی ہے۔ اگر محبت الٰہی کو نکال دوتو پیچھے کیا رہ گیا)

فارسی میں کہنے والے نے کہا

یابہ مورہ یا بم جستجو ئے می کنم
حاصل آید یا نہ آید آرزوئے می کنم

(میں اسے پاؤں یا نہ پاؤں مگر میں اس کو پانے کی جستجو تو کروں گا وہ مجھے حاصل ہو یا نہ ہومگر اس کی آرزو تو مجھے کرنی ہے

عربی زبان میں بھی اشعار ہیں۔کسی نے کیا پیارا شعر کہا ہے

تـركـت لات والـغـرى جـمـيـعـا
كـذلـك يـفـعـل الـرجـل الـبـصـيـر

کبھی کبھی تنہائی میں اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھنا چاہئے اور انسان کے دل میں یہ جو مخلوق کی محبت چھپی ہوئی ہے نا،کسی کزن کی محبت ،کسی پڑوسن کی محبت یہ لات اور منات ہیں آج کی دنیا کے۔تو اپنے نفس کو کہنا چاہئے۔

تـركـت لات و الـعـزى جـمـيـعـا
كـذلـك يـفـعـل الـرجـل الـبـصـيـر

(لات اور منات کو میں نے چھوڑ دیا،ایسا ہی کرتا ہے ہر وہ شخص ،جس کو اللہ نے

بصیرت دی ہوئی ہوتی ہے)

انگریزی میں کہنے والوں نے محبت الٰہی میں باتیں کیں، مثلاً کسی نے کہا

Oh Allah! sweet is your memory,
Dear is your name,
Deep in my heart you will always remain.

(او اللہ! آپ کی یاد بڑی میٹھی ہے اور آپ کا نام بڑا پیارا ہے۔ اللہ! میرے دل کے اندر آپ ہمیشہ رہیں گے۔)

سرائیکی زبان میں بھی اللہ کی محبت میں کہنے والوں نے کہا:

ہور کہانی مول نہ بھانی
الف لٹم دل کھس وے میاں جی
''ب'' ''ت'' دی میکوں لوڑ نہ کائی
الف کیتم بے وس وے میاں جی

(اللہ! کوئی اور کہانی مجھ کو اچھی نہیں لگی، ایک الف اللہ وہ ہی مجھے کافی ہے الف نے مجھ سے میرا دل چھین لیا)......اللہ اکبر کبیرا!

پنجابی زبان میں بھی حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ کے کتنے پیارے شعر ہیں:

الف اللہ چنبے دی بوٹی
من مرشد میرے وچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا
ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا
جان پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو
جیں اے بوٹی لائی ہو

اللہ تعالیٰ کی محبت میں پشتو زبان والوں نے بھی اشعار کہے۔ ہمیں تو آتی نہیں ہے لیکن آپ کو شعر سناتے ہیں

چہ اللہ در سرہ مل نہ وی رحمانہ
کہ لبنکرے در سرہ وی یک تنہائے

(اگر تجھے اللہ نہ ملے تو اے رحمٰن! تیرے پاس لشکر بھی ہوں تو تو اکیلا اور تنہا ہے)

دل کی زبان

تو انسان کا دماغ ہفت زبان ہے اور دل یک زبان ہے۔ دل ایک زبان جانتا ہے اور اس زبان کا نام ہے محبت، دل صرف محبت کی زبان جانتا ہے۔ اس لئے اللہ کا نام لو، دل پھڑک اٹھے گا، تڑپ اٹھے گا۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنالیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ واعظ نہ خطیب

تو دماغ ہفت زبان ہے، دل یک زبان، وہ محبت کی زبان جانتا ہے اسی لئے کہنے والے نے کہا:

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

عقل اور چیز ہے دل اور چیز ہے۔ عشق اور عقل کا علامہ اقبال نے ایک اور جگہ بہت پیارا تقابل لکھا ہے۔ کہتے ہیں:

نالہ ہے بلبل شوریدہ خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ قاصد ہے سبک گام عمل

عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمردو میں عشق
عقل ہے محور تماشائے لب بام ابھی

عقل کہتی ہے، ادھر راستہ ہی نہیں جاتا، عشق کہتا ہے کہ اس راستے میں یار کو ہزاروں دفعہ مل کے آیا ہوں

علم کی حد سے پرے بندہ مومن کے لئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

اس لئے

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

(فرزانہ کہتے ہیں جو عقل سمجھ کے ساتھ اس راستے کو طے کر رہا ہو)

جن کے اندر منزل کو پالینے کی دیوانگی ہوتی ہے پھر وہ منزل پر پہنچ جایا کرتے ہیں۔ ان کے لئے منزل قریب ہوتی ہے۔

دل کا کام

انسان کے جسم کے مختلف اعضاء ہیں ہر عضو کا ایک کام ہے، آنکھ کا کام ہے دیکھنا، زبان کا بولنا، کان کا سننا، دماغ کا سوچنا، اور دل کا کام محبت کرنا۔ آنکھ کا تصور دیکھے بغیر نہیں، کان کا تصور سننے کے سوا نہیں، اس طرح دل کا تصور محبت کے بغیر نہیں۔ دل محبت کا برتن ہے، محبت اس میں ہوگی۔ یہ الگ بات ہے کہ خالق کی محبت ہو یا مخلوق کی۔ فرق اتنا ہوتا ہے کہ جو اللہ والوں کی صحبت میں آجاتے ہیں ان کے دلوں سے مخلوق کی محبت کھرچ کے نکل جاتی ہے۔ اور اللہ کی محبت سے ان کے دل لبریز ہو جاتے ہیں، یہ عشق کی راہ پر چل جاتے ہیں اور دوسرے فسق کی راہ پر چل رہے ہوتے ہیں۔

اللہ سے جنونی تعلق مطلوب ہے

اور اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے کو مجھ سے جنونی تعلق ہونا چاہئے۔ اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، یہ مخبر صادق، اللہ کے پیارے محبوب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر بتائی اور فرمایا:

اذکرو اللہ حتی یقال انہ مجنون

(تم اللہ کا ذکر اتنا کرو حتی کہ لوگ کہیں کہ یہ تو مجنون ہے)

تو اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؟ بندے سے جنونی تعلق چاہتے ہیں۔ اور پھر جب جنونی تعلق ہوتا ہے، تو پھر فرض پڑھ کر مزہ پورا نہیں ہوتا۔ پھر واجب بھی، سنتیں بھی، مستحبات بھی، فرض کے بعد مسجد میں مراقبے میں بیٹھنے کو بھی دل کرتا ہے، پھر رات کو تہجد میں اٹھ کر ملاقات کرنے کو بھی دل کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی یاد میں قرآن کی لمبی تلاوت کرنے کو بھی دل کرتا ہے، پھر انسان عبادت کے بہانے ڈھونڈتا ہے، پھر انسان اللہ تعالیٰ کا نام سن کر تڑپ جاتا ہے، پھر اللہ کے راستے میں کوئی رکاوٹ بنے اس رکاوٹ پر پاؤں رکھ کر انسان آگے گزر جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس بندے کو اللہ رب العزت سے جنونی تعلق ہوتا ہے۔ جب یہ جنونی تعلق ہوتا ہے تو پھر زندگی میں محبوب کا ہی غلبہ ہوتا ہے۔ دیکھیں! زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے محبت ہو گئی تھی، جنونی تعلق ہو گیا تھا، اور یہ جنونی تعلق کیسا تھا؟ اتنا کہنے والے نے کہا:

چوں زلیخا کف سپندہ پابہ عور
نام جملہ چیز یوسف کرد بود

(زلیخا کا حال دیکھو! اس نے یہاں سے لے کر وہاں تک ہر چیز کا نام یوسف رکھ دیا)

زلیخا جو چیز سامنے نظر آتی تھی اس کو یوسف کہتی تھی۔ یہ بھی یوسف ہے تو یہ بھی یوسف ہے، یہ بھی یوسف ہے اس کو دنیا میں سارے یوسف ہی نظر آتے تھے۔ تو جب نفسانی، شیطانی محبتوں میں جنون کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی جنونی تعلق اللہ رب العزت سے بھی ہو جاتا ہے۔ پھر انسان کے دل پہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ پھر انسان کو

تلاوت قرآن کے بغیر مزہ نہیں آتا، پھر نماز کے بغیر مزہ نہیں آتا، پھر امام رازی ﷺ کی طرح وہ کہتا ہے کہ

''اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ۔''

پھر وہ کہتا ہے

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے، تیری فکر سے، تیری یاد سے تیرے نام سے

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ یہ محبت کا تعلق بندے کو میرے ساتھ ہو اس لئے ارشاد فرمایا:

(والذین امنوا اشد حباللہ) (البقرۃ:۱۶۵)

ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے

ایمان والے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں، اتنی محبت ہوتی ہے انہیں اللہ تعالیٰ سے۔

محبوب کی ہر چیز اچھی لگتی ہے

چنانچہ جب کسی سے محبت ہو تو اس کی چیزوں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ ایک ماں کا بیٹا فوت ہو گیا تھا، وہ بیٹے کے کپڑوں کو دیکھ کر رویا کرتی تھی، بیٹے کے کمرے میں جا کر رویا کرتی تھی، جس چیز پر بھی اس کی نظر پڑتی اسے بیٹا یاد آتا، وہ روتی تھی۔ تو بالکل اسی طرح مومن کو جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے نسبت رکھنے والی کوئی بھی چیز ہو تو بندے کو اس چیز سے محبت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کو شعائر اللہ سے محبت ہوتی ہے، کلام اللہ سے محبت ہوگی، رسول اللہ ﷺ سے محبت ہوگی، بیت اللہ سے محبت ہوگی، اولیاء اللہ سے محبت ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے کہ وہ نسبتیں بھی اسے اچھی لگ رہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ جب محبوب کے ساتھ محبت ہو، اس کی معیت اچھی لگتی ہے، اس کے ساتھ ہمکلامی اچھی لگتی ہے، اس کو دیکھنا اچھا لگتا ہے اور اس کے ساتھ ملاپ اچھا لگتا ہے۔

عاشق کا کام

یاد رکھیں کہ عاشق جس حال میں بھی ہو وہ محبوب کی محبت میں ٹھنڈی آہیں بھرتا ہے اور روتا رہتا ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب بات کہی:

عاشق دا کم رونا دھونا تے بن رون نہیں منظوری
دل رووے چاہے اکھیاں روون تے وچ عشق دے رون ضروری
کوئی تے رووے دید دی خاطر تے کوئی روندے وچ حضوری
اعظم عشق وچ رونا پیندا بھانویں وصل ہوئے بھانویں دوری

کچھ دوست سوچتے ہوں گے یہ بھی دیوانہ اور مجنون آدمی ہے کہ اللہ کی محبت اور عشق کی باتیں کر بیٹھتا ہے۔ ہاں بھئی ٹھیک ہے آپ نے دنیا کی محبت دیکھی ہوگی۔ کاش! اللہ رب العزت کی محبت کی شیرینی بھی چکھ لیتے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جذبہ دانش و فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ہو اگر

آج محبت الٰہی کا جذبہ کیوں کم ہو گیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس کی خواہشات غالب آ چکی ہیں۔ انسان کی خواہشات یوں سمجھئے جیسے ایک بلب جل رہا ہو اور اس کے اوپر ٹوکری رکھ دیں تو کمرے میں اندھیرا ہو جائے گا۔ غافل مومن کی مثال یہی ہے کہ اس کا بلب روشن ہے کیونکہ اس نے کلمہ پڑھ لیا مگر اس کے اوپر غفلت کی ٹوکری آ گئی اسی لئے اس بیچارے کے دل میں اندھیرا ہے۔ اگر یہ اس غفلت کی ٹوکری کو دور ہٹا دے گا تو یہ دل کا بلب اسی وقت جگمگا اٹھے گا۔

محبت الٰہی پیدا کرنے کے ذرائع

اللہ رب العزت نے فرمایا: ''اللہ ولی الذین امنوا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ ولایت کا یہ ابتدائی درجہ ہے جو کلمہ پڑھنے والے ہر بندے کو نصیب ہوتا ہے مگر اس کو اور بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس کو بڑھانے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

ایک ذکر اللہ اور دوسری صحبت اولیاء اللہ

شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **من لاورد له لاوارد له** جس کے ورد و وظائف نہیں ہوں گے اس کے اوپر واردات و کیفیات نہیں ہوں گی۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نقشبندی ہے۔ کوئی چشتی ہے، کوئی قادری ہے، کوئی سہروردی ہے، اگر دل میں ایک خدا کی یاد ہے تو تم سب کچھ ہو ورنہ تم کچھ نہیں ہو۔

میرے دوستو! یہ محبت الٰہی کا جذبہ درد دل کی بات ہے، یہ مشینوں کے پاس بیٹھ کر، دکانوں پر بیٹھ کر، سڑکوں پر بیٹھ کر بیدار نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے تو اہل دل کے پاس آنا پڑتا ہے۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں کی

کیوں؟ اس لئے کہ:

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

فنافی اللہ کا مقام

میرے دوستو! یہ کیفیت انسان میں اس وقت آتی ہے جب فنائے قلبی نصیب ہو جائے۔ یہ تصوف کا پہلا قدم ہے۔ جب فنا نصیب ہو جاتی ہے تو انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **الفانی لایرد** کہ فانی واپس نہیں آتا۔ یعنی پھر گرتا نہیں ہے۔ اس سے پہلے پہلے گر بھی سکتا ہے جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ بعض سالکین کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فانی کیوں نہیں لوٹ سکتا۔ اس کے جواب میں حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آسان سی مثال دے کر سمجھائی۔ فرماتے ہیں کہ جیسے کوئی آدمی بالغ ہونے کے بعد پھر نابالغ نہیں ہو سکتا اسی طرح جس نے فنافی اللہ کا مقام حاصل کر لیا وہ طریقت کا بالغ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ اسے

گرنے سے محفوظ فرمالیں گے۔ تو ذکر کو ایک ایسے نقطہ تک پہنچانا ضروری ہے کہ جس پر انسان کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت نصیب ہو جائے۔ وگرنہ میرے دوستو! اس سے پہلے کئی لڑکھڑا جاتے ہیں معلوم نہیں کہ کس وقت ہمارے ساتھ کیا معاملہ بن جائے۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

چار دن کی چاندنی

عشق انسان کے لئے ایک طبیب کا درجہ رکھتا ہے اس سے مراد محبت الٰہی ہے، دنیا کا حسن نہیں۔ یہ تو چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات۔ دنیا والے تو جب حسینوں کو دیکھتے ہیں تو وہ رنجھ جاتے ہیں، ان کو وضو ٹوٹ جاتا ہے، ایمان کمزور ہو جاتا ہے، متزلزل ہو جاتے ہیں لیکن یاد رکھیں کہ یہ غازی، یہ ڈٹمپر اللہ والوں کو پیغمبر کی راہ سے نہیں ہٹا سکتے

خاک ہوجائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈٹمپر کی خاطر راہ پیغمبر نہ چھوڑ

اللہ کی قسم! جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ڈور جڑ جاتی ہے وہ دنیا کے حسینوں کی طرف دیکھنا تو کیا ان کی طرف تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ان کے سامنے زلف فتنہ گر، دم خر (گدھے کی دم) بن جایا کرتی ہے۔

ایک تفسیر

یہ فنایت قلبی پیدا کرنے کیلئے دل پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: یاایھا الذین امنوا اے ایمان والو! امنوا باللہ ورسولہ۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں امنوا کا مطلب ہے اتقوا کہ تم اپنے اندر تقویٰ پیدا کرو۔ زبان سے الفاظ ادا کرنے والو! ان میں حقیقت بھی پیدا کرلو، زندگی اس کے تقاضوں کے مطابق ڈھال لو۔ میرے دوستو بات کرنا آسان ہے مگر دل میں

اس کی حقیقت کا اتارنا بہت مشکل کام ہے۔ انسان کا نفس ایسا مکار ہے کہ اس کا زور جلدی نہیں ٹوٹتا۔ اسی لئے علامہ اقبال نے فرمایا:

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

باہر کی مسجد بنانا آسان اور اس (دل) کو مسجد بنانا مشکل۔

بیت اللہ کے مفہوم میں وسعت

یہ قلب عبداللہ (انسان کا دل) عرش اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا گھر کہا ہے اور اللہ کے گھر کو ہی تو مسجد کہتے ہیں۔ بیت اللہ دنیا کی مسجدوں کی ماں ہے۔ باقی سب مسجدیں گویا اس کی بیٹیاں ہیں کیا بیت اللہ میں معاذ اللہ اللہ تعالیٰ رہتے ہیں؟ نہیں نہیں، بلکہ وہاں اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات کا ورود ہوتا ہے۔ وہاں تجلیات ذاتیہ وارد ہوتی ہیں جس طرح بیت اللہ پر تجلیات وارد ہوتی ہیں اسی طرح جو بندہ اپنے دل کو بنالیتا ہے اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات (ذاتیہ) اس بندہ کے دل پر بھی وارد ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا "**لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبد مومن** (نہ میں زمینوں میں سماتا ہوں نہ آسمانوں میں سماتا ہوں بلکہ میں مومن بندہ کے دل میں سما جاتا ہوں)

میرے دوستو! ہم اپنے گھر کی صفائی تو روزانہ کروائیں تاکہ بدبو نہ آئے اور جسے اللہ تعالیٰ اپنا گھر کہیں اس میں گناہ کبیرہ کی نجاست پھیلائیں اس کے گھر کے اندر اگر ہم گناہوں کی نجاست پھیلائیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اس گھر کی طرف نگاہ رحمت سے کیسے دیکھیں گے۔

مردہ دل کی پہچان

ایک شخص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، حضرت! پتہ نہیں ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ ہمارے دل تو شاید سو گئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا، وہ

کیسے؟ کہا، حضرت آپ وعظ فرماتے ہیں، قرآن وحدیث بیان کرتے ہیں مگر ہمارے دلوں پر اثر نہیں ہوتا، یوں لگتا ہے کہ ہمارے دل سو گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھئی! اگر یہ حال ہے تو پھر یہ نہ کہو کہ دل سو گئے بلکہ یوں کہو کہ دل مو گئے۔ دل مر گئے۔ اس نے کہا، حضرت دل کیسے مر گئے؟ فرمایا بھئی جو سویا ہوا ہے جھنجوڑا جائے تو وہ جاگ اٹھتا ہے اور جو جھنجوڑنے سے بھی نہ جاگے وہ سویا ہوا نہیں وہ تو مویا ہوا ہوتا ہے قرآن وحدیث جسے سنائی جائے اور وہ اگر پھر بھی نہ جاگے تو وہ سویا ہوا نہیں بلکہ مویا ہوا ہوتا ہے۔

دل کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے

جی ہاں، انسان کا دل بسا اوقات گناہوں کی ظلمت کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ مگر اسے زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

پرائے مرض کا علاج دل کو زندہ کرنا ہے۔ دل زندہ ہو گیا تو ہمارے اعمال میں جان آ جائے گی۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ زندگی کی بہار آ جائے گی۔

دل گلستان تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں کیا ہوا عالم بیاباں ہو گیا

آج ہمارے اعمال بے جان کیوں ہیں؟ اس لئے کہ قلب میں محبت الٰہی کی وہ کیفیت نہیں جو ہونی چاہئے تھی۔ اس محبت کے ساتھ جو آدمی عمل کر لیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو وہ اعمال پسند آ جاتے ہیں۔ اگر دل پر محنت کر کے شیشے کی طرح چمکا دیا جائے تو پھر دیکھئے کہ اللہ رب العزت انسان کو کیسی کامیابیاں عطا فرماتے ہیں۔ وہ پروردگار عالم کا مقرب اور چنا ہوا بندہ بن جاتا ہے۔ اس کے قدم جدھر لگ جائیں زمین کے وہ ٹکڑے خوش ہو جاتے ہیں۔

بندۂ مومن کی دعا کی شان

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جب مومن کی دعا کے الفاظ اوپر پہنچتے ہیں تو فرشتے حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بڑی مانوس آواز ہے، یہ آواز تو وہی ہے جو ہم پہلے بھی سنا کرتے تھے، فرشتے اس دعا کے لئے دروازے کھولتے چلے جاتے ہیں۔ اس بندہ کی آواز اللہ کے حضور پہنچتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے قبولیت کا شرف عطا فرما دیتے ہیں۔ اللہ اکبر

سات آدمیوں کی برکت

حدیث پاک میں آتا ہے ان للہ فی کل زمان ...... الخ سات بندے ایسے ہیں کہ بھم ینزلون کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ بارش برساتے ہیں، وبھم ینصرون ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد فرماتے ہیں۔ وبھم یرزقون اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رزق دیتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے محنت کی ہوتی ہے۔ ان کے رگ ریشہ میں اللہ رب العزت کی محبت سما چکی ہوتی ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ ہم اس درجے کو کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ میرے دوستو! یہ درجہ اور مقام ہر انسان حاصل کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو شریعت و سنت کے مطابق ڈھال لے۔ یہ نہیں ہے کہ یہ صرف مقدر میں تھا بلکہ اللہ رب العزت نے اس (معرفت خداوندی) کو سب کے لئے آسان فرما دیا۔ جیسے آپ میں سے وہی آدمی چاہے کہ میں پہلوان بن جاؤں اور وہ اس کیلئے اچھی غذا کھائے، محنت کرے اور مشقت اٹھائے تو کچھ دنوں کے بعد اس کی صحت یقیناً پہلے سے بہتر ہوگی۔ یہی روحانی صحت کا حال ہے کہ اگر کوئی انسان سچی پکی توبہ کرلے اور آئندہ نیکوکاری کا ارادہ کرلے اور سنت کے مطابق زندگی و حالات چلا جائے تقویٰ کی زندگی کو اختیار کرلے تو پروردگار اس کی روحانی صحت میں

ضرور بالضرور اضافہ فرمادیں گے اور اسے اللہ رب العزت کا قرب نصیب ہو جائے گا۔ یہاں ایک اصول ذہن میں رکھئے کہ نبوت وھبی چیز ہے جو صرف انبیائے علیہم السلام کو نصیب ہوتی ہے اور ولایت کسبی ہے جو ہر بندہ محنت کر کے حاصل کر سکتا ہے۔

محبت الٰہی کا رنگ

انسان کو جب یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو پھر اس پر محبت الٰہی کا ایسا رنگ چڑھ جاتا ہے کہ اسے ہر شے سے زیادہ اپنے پروردگار کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔ اسی رنگ کے بارے میں اللہ رب العزت نے خود ارشاد فرمایا، صبغة اللہ ومن احسن من اللہ صبغة اللہ کا رنگ اور اللہ سے کون بہتر ہے رنگنے میں۔ یاد رکھیں کہ ایک رنگ ہوتا ہے، ایک رنگ فروش ہوتا ہے اور ایک رنگ ریز ہوتا ہے۔ یہ کتاب وسنت رنگ فروش ہیں اور اولیائے عظام رنگ ریز ہیں۔ کپڑے پر جس طرح رنگ ریز رنگ چڑھا دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ والے اللہ کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

محبت کا سلگنا اور بھڑکنا

میرے دوستو! ہمارے دلوں میں محبت الٰہی موجود تو ہے مگر سلگ رہی ہے۔ بھڑکنے والی چیز اور ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں محبت الٰہی کی یہ آگ بھڑک رہی ہوتی ہے یہی فرق ایک عام آدمی اور ایک ولی میں ہوتا ہے۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذان اور

دونوں کے الفاظ ومعانی ایک جیسے ہوتے ہیں، کچھ فرق نہیں ہوتا مگر مسجد میں کھڑے ہو کر اذان دینا اور بات ہے اور جہاد کے موقع پر دشمن کے سامنے کھڑے ہو کر اذان دینا اور

بات ہے۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

ہم جیسے تو کرگس جیسی زندگی گزارتے ہیں اور اللہ والے شاہین کی سی زندگی گزارتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو بلند پرواز ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

لمحۂ فکریہ

آج ہمیں اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے دلوں میں کسی کی محبت غالب ہے۔ مال کی، اپنے عہدے کی، مکان کی، کار کی یا کسی انسان کی۔ اگر دل کہتا ہے کہ ابھی محبت الٰہی کا جذبہ غالب نہیں تو پھر وہ وقت کب آئے گا۔ ہم اپنی زندگی کا کتنا وقت کلمہ پڑھنے میں گزار چکے ہیں، اگر ابھی تک یہ کیفیت حاصل نہیں ہوئی تو پھر یہ کیفیت کب حاصل ہوگی۔

تو عرب ہے یا عجم لا الہ الا اللہ
لغت غریب جب تک ترا دل نہ دے گواہی

جب تک دل گواہی نہیں دے گا یہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہنے کا کیا اثر سامنے آئے گا

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہندو اللہ کو رام کہتے ہیں۔ اس لئے کہنے والے نے کہا:

رام رام جپدیاں میری جبھیا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا کی دھاڑ پئی
گل وچ مالا کاٹھ دی تے منکے لئے پرو
دل وچ گھنڈی پاپ دی تے رام جپیاں کی ہو

جب دل میں پاپ (گناہ) کی گھنڈی ہوگی تو پھر رام جپنے کا کیا فائدہ ہوگا اس لئے میرے دوستو دل سے اس بات کا عہد کریں کہ اے اللہ آج سے تیری نافرمانی نہیں کریں گے، آج کے بعد تیرے محبوب ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑیں گے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جی قرآن مجید پڑھتے ہوئے احساس نہیں ہوتا، جی نماز پڑھتے ہیں لیکن پتہ نہیں چلتا۔ بھئی ہمیں محبت ہی کہاں۔ اگر ہے بھی سہی تو بہت تھوڑی۔ اسے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں نفس سے محبت زیادہ ہے۔ تبھی تو ہم تہجد میں نہیں اٹھتے ہم آرام پسند ہیں۔ ہمیں مال سے محبت زیادہ ہے اسی لئے زکوٰۃ نہیں دیتے، مال سے محبت زیادہ ہے اسی لئے حرام، حلال میں تمیز کئے بغیر کھاتے پھرتے ہیں، ہمیں طعام کی زیادہ لذت ملتی ہے اسی لئے گلی بازاروں میں جو کچھ بنا ہوا ہو کھاتے پھرتے ہیں۔ کوئی تحقیق نہیں ہوتی کہ یہ کہاں سے بنا اور کیسے بنا

میرے دوستو! ایک وقت تھا کہ اندر جاگتا ہوا دل ہوتا تھا، اندر کا انسان جاگتا تھا اور آج اندر کا انسان سویا ہوا ہے بلکہ سچ کہوں کہ اندر کا انسان مویا (مرا) ہوا ہے۔ ہمیں اپنی نمازوں پر محنت کرنا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے انسان کی نمازوں کو دیکھا جائے گا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہمیں اب یہ احساس بھی نہیں رہا کہ ہم جو سجدے کرتے ہیں کاش کہ وہ حضوری کے ساتھ کر لیتے۔ اس لئے دل میں جہاں اور تمنائیں ہیں ان میں سب سے بڑی تمنا یہ ہو کہ اے اللہ! میں تجھے ایسے سجدے کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس وقت سب کو بھولا ہوا ہوں۔ ہم اپنے دل میں سوچیں کہ کیا ہم چار رکعت ایسی پیش کر سکتے ہیں کہ جن میں تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک خیال نہ آیا ہو۔ یقیناً ہمارے لئے اپنی زندگی میں ایسی چار ر   وڈھونڈنا مشکل ہیں۔

اگر آج ہم نمازوں پر محنت کرلیں تو میرے دوستو! اسی نماز کے پڑھنے سے ہماری پریشانیوں کے حل نکل سکتے ہیں۔ ہم نے اپنی نماز پر محنت نہیں کی ہوتی۔ کھڑے مسجد میں ہوتے ہیں اور دل و دماغ گھر میں پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ کئی اوٹ پٹانگ خیال جو عام وقت میں

نہیں آتے عین نماز کی حالت میں آجاتے ہیں۔ میرے دوستو! یہ بے جان سجدے کب تک ہم کرتے رہیں گے۔ اللہ سے یوں مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں حضوری والے نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ ہم ایسی نماز پڑھنے والے بن جائیں۔ جس میں کسی غیر کا خیال نہ آئے۔ کسی شاعر نے کیا ہی اچھی بات کہی:

بہ زمین چوں سجدہ کر دم زمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدہ ریائی

کہ جب میں نے سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی کہ اے ریائی کے سجدہ کرنے والے! تو نے مجھے بھی خراب کر ڈالا۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

میرے دوستو! اللہ رب العزت کی رضا کے لئے عبادت کرنی چاہیے نیاز فتحی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے
ہم ثواب و عذاب کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے
عشق والے حساب کیا جانیں

اللہ رب العزت ہمیں اپنی سچی پکی محبت نصیب فرمادے

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح تڑپا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے
اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

اللہ کے ذکر سے مومن کا دل تڑپتا ہے

اور یہی حال مومن کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت ملتی ہے، جو کہ حدیث پاک میں فرما دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ میرا ذکر کرتا ہے،

انا جلیس مع من ذکرنی

(میں اس بندے کا ہم جلیس ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے)

میں اس بندے کے پاس ہوتا ہوں۔ چونکہ ذکر کی حالت میں بندے کے ساتھ اللہ کی معیت ہوتی ہے لہٰذا مومن کو اللہ کی معیت اچھی لگتی ہے۔ وہ اپنا وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزارتا ہے۔ یہ معیت الٰہی اسے اچھی لگتی ہے، ذکر الٰہی میں اسے لذت ملتی ہے، اللہ کا نام سن کر اس کا دل تڑپ جاتا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے کہ

انما المومنون اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم

(جو مومن بندے ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا تذکرہ ہوتا ہے ان کے دل تڑپ اٹھتے ہیں)

محبت الٰہی کے اثرات

محبت الٰہی کی برکات اتنی زیادہ ہیں کہ جس انسان کے دل میں یہ پیدا ہو جاتی ہیں اس کے سر سے لے کر پاؤں تک کو منور کر دیتی ہیں۔

چہرے میں تاثر

عاشق صادق کا چہرہ عشق الٰہی کے انوار سے منور ہوتا ہے عام لوگوں کی نظریں جب اس کے چہرے پر پڑتی ہیں تو ان کے دل کی گرہ کھل جاتی ہے۔

☆ ایک مرتبہ کچھ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ دوسرے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی طرف

اشارہ کر کے کہا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ چونکہ یہ مسلمان ہے لہٰذا ہم بھی مسلمان بن گئے ہیں۔

☆ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حرم شریف میں تھے کہ آپؒ کی نظر حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر پڑی۔ آپؒ نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ قاری صاحب آپ نے ایسا نورانی چہرہ کیسے بنایا؟ انہوں نے مسکرا کے کہا یہ میں نے نہیں بنایا میرے شیخ نے بنایا ہے۔

حدیث پاک میں اللہ والوں کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ الذین اذا راو اذکر اللہ (وہ لوگ جنہیں تم دیکھو تو اللہ یاد آئے) گویا اللہ والوں کے چہروں پر اتنے انوار ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ قرآن مجید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے سجدے کے اثر سے) گویا سجدوں کی عبادتیں چہرے پرنور بنا کر سجا دیں جاتی ہیں۔

☆ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی طبیعت بہت زیادہ ناساز تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کروا رہے تھے تو ایک نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ نے گھر کا دروازہ کھول کر مسجد میں دیکھا تو ہمیں آپ ﷺ کا چہرہ یوں لگا کانہ ورقۃ مصحف (جیسے وہ قرآن کا ورق ہو)۔ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی گود میں نبی اکرم ﷺ کا سر مبارک لے کر بیٹھے تھے اور ان کے چہرہ انور کو دیکھ رہے تھے تو فرماتے ہیں مجھے اپنے تصور میں یوں لگتا ہے کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تیری گود رحل کی مانند ہے اور نبی اکرم ﷺ کا چہرہ نور قرآن کی مانند ہے اور اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تو قاری ہے جو بیٹھا قرآن پڑھ رہا ہے۔

☆ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر اتنا نور تھا کہ جو دیکھتا تھا اس کے دل کی گرہ کھل جاتی تھی۔ ایک

صاحب نے اعتراض کیا کہ ابوجہل نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو اس کے دل کی گرہ نہ کھلی تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کو دیکھ کر لوگوں کے دل کی گرہ کھل جاتی تھی۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ارے نامعقول ابوجہل نے نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا ہی کب تھا؟ وہ شخص حیران ہو کر کہنے لگا کہ دیکھا کیوں نہیں تھا؟ فرمایا! ابوجہل نے محمدؐ بن عبداللہ کو دیکھا تھا اگر ایک مرتبہ بھی محمد رسول اللہ ﷺ سمجھ کر نگاہ ڈال لیتا تو ہدایت سے محروم نہ رہتا۔

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہود کے بڑے عالم تھے۔ نبی اکرم ﷺ سے تین سوالات پوچھنے کی نیت سے آئے مگر چہرہ انور کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ آئے تو کسی اور مقصد سے تھے یہ کیا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ واللہ هذا الوجه ليس وجه الكذاب (اللہ کی قسم یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا)

تابعین حضرات میں سے بعض حکام نے اپنے لوگوں کو کفار کے پاس جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پوچھا کہ کیا وجہ ہے ہمارے باپ دادا کو تو تم جزیہ دیتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں وہ لوگ آتے تھے تو ان کے کپڑے پھٹے پرانے، ان کے بال بکھرے ہوئے، آنکھوں میں رات کی عبادتوں کی وجہ سے سرخ ڈورے پڑے ہوئے ہوتے تھے مگر چہروں پر اتنا رعب ہوتا تھا کہ ہم آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ تم میں وہ اوصاف نہیں، جاؤ ہم تمہیں کچھ نہیں دے سکتے۔

نگاہ میں تاثیر

عاشق صادق کی نگاہ اتنی پر تاثیر ہوتی ہے کہ جہاں پڑتی ہے اپنا اثر چھوڑ جاتی ہے۔

بقول شخصے

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

☆ حضرت خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں میں سے تھے۔ان کی خدمت میں کوئی کافر آتا اور یہ اس کی طرف نگاہ بھر کر دیکھتے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ایسے کئی نوجوان ہندو مسلمان بن گئے ہندوؤں نے ان کے خلاف مقدمہ درج کر دیا کہ یہ آدمی ہمارے نوجوانوں کو زبردستی مسلمان بناتا ہے۔ چنانچہ حضرتؒ کو عدالت میں طلب کیا گیا۔آپ تشریف لے گئے اور پوچھا کہ مجھے کس وجہ سے بلایا گیا ہے۔مجسٹریٹ نے کہا کہ آپ پر الزام یہ ہے کہ آپ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتے ہے۔حضرت خواجہؒ یہ سن کر بہت حیران ہوئے۔پھر ایک طرف دعوی دائر کرنے والے ہندو کھڑے تھے ان کی طرف متوجہ ہو کر ایک سے پوچھا کہ ارے میاں کیا میں نے آپ کو مسلمان بنایا ہے؟ اس نے جواب میں کلمہ پڑھ دیا۔پھر دوسرے کی تیسرے اور چوتھے کی طرف اشارہ کیا تو سب نے کلمہ پڑھ دیا۔مجسٹریٹ خود ہندو تھا اس کو ڈر ہوا کہ کہیں میری طرف بھی اشارہ نہ کریں۔ کہنے لگا بس بس بات سمجھ میں آ گئی۔مقدمہ خارج کر کے آپ کو باعزت بری کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کی ایک مسجد میں اٹھارہ سال اعتکاف کی نیت سے گذارے۔اس دوران میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی مکمل کیا۔ جب مسجد سے باہر نکلے تو سامنے ایک کتے پر نظر پڑ گئی۔اس کی یہ حالت ہو گئی کہ جذب طاری رہتا۔دوسرے کتے اس کے پیچھے چلتے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ العین حق (نظر لگنا حق ہے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو نظر لگی تو نبی اکرم ﷺ نے اسے اتارنے کا طریقہ بتایا۔سوچنے کی بات ہے کہ جس نظر میں حسد ہو کینہ ہو بغض ہو اگر وہ اثر کر سکتی ہے تو عشاق کی وہ نگاہ جس میں اخلاص، رحمت ہو شفقت ہو وہ اپنا اثر کیوں نہیں دکھا سکتی؟

زبان میں تاثیر

عاشق صادق کی زبان میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ ایک طرف تو اس سے نکلی ہوئی دعا اللہ تعالی کے ہاں قبول کر لی جاتی ہے۔دوسری طرف ان کی بات مخلوق کے دل میں اتر تی

چلی جاتی ہے۔ عام انسان وہی بات کرے تو دوسرے پر اثر نہیں ہوتا مگر سوز عشق رکھنے والا اگر وہی بات کرے گا تو دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جائے گی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تحصیل علم سے فارغ ہو کر گھر آئے تو ایک محفل میں حضرت نے اسے فرمایا اے بیٹا یہ سالکین کی جماعت تمہارے ساتھ بیٹھی ہے انہیں کچھ نصیحت کرو۔ صاحبزادے نے علوم و معارف سے بھرپور وعظ کیا مگر لوگ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بالآخر حضرت نے فرمایا، فقیرو! کل ہم نے دودھ رکھا تھا کہ سحری کریں گے مگر بلی آئی اور اسے پی گئی۔ بس یہ بات سنتے ہی سب لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگ گئے۔ محفل کے اختتام پر گھر پہنچے تو حضرت نے صاحبزادے سے فرمایا کہ بیٹا تم نے اتنا اچھا بیان کیا مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ میں نے عام بات کہی تو لوگوں پر گریہ طاری ہو گیا۔ صاحبزادے نے کہا ابا جان یہ تو آپ ہی سمجھا سکتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب دل سوز عشق سے بھرا ہو تو زبان سے نکلی ہوئی ہر بات میں تاثیر ہوتی ہے۔

مٹی میں تاثیر

انسان تو پھر بھی گوشت پوست کا بنا ہوا دھڑکنے والا دل اپنے سینے میں رکھتا ہے۔ عشق تو ایسی چیز ہے کہ مٹی میں مل جائے تو اسے یادگار بنا دیتا ہے۔ تاج محل اور مسجد قرطبہ کس لئے مشہور و معروف ہیں، انہیں کس نے یادگار بنایا۔ یہ مٹی کی بنی ہوئی عمارتیں تاریخ کی کتابوں کی زینت کیوں بنیں۔ اس لئے کہ ان کی تعمیر میں عشق کا جذبہ شامل تھا۔

عشق نے آباد کر ڈالے ہیں دشت و کوہسار

محبان الٰہی کے واقعات

ذکر حبیب نے تڑپا دیا دل

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بکریوں کا ریوڑ چرا رہے تھے کہ آدمی قریب

سے گزرا۔ گذرتے ہوئے اس نے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ الفاظ ذرا بلند آواز میں کہے: ''**سبحان ذی الملک و الملکوت سبحان ذی العزة و العظمة و الهیبة و القدرة و الکبریاء و الجبروت**'' (پاک ہے وہ زمین کی بادشاہی اور آسمان کی بادشاہی والا پاک ہے وہ عزت بزرگی ہیبت اور قدرت والا اور بڑائی دبدبے والا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے محبوب حقیقی کی تعریف اتنے پیارے الفاظ میں سنی تو دل مچل اٹھا۔ فرمایا کہ اے بھائی یہ الفاظ ایک مرتبہ اور کہہ دینا۔ اس نے کہا مجھے اس کے بدلے کیا دیں گے۔ آپ نے فرمایا آدھا ریوڑ۔ اس نے یہ الفاظ دوبارہ کہہ دیئے۔ آپ کو اتنا مزہ آیا کہ بے قرار ہو کر فرمایا اے بھائی یہ الفاظ ایک مرتبہ پھر کہہ دیجئے اس نے کہا اب مجھے اس کے بدلے کیا دیں گے۔ فرمایا بقیہ آدھا ریوڑ۔ اس نے یہ الفاظ سہ بارہ کہہ دیئے۔ آپ کو اتنا سرور ملا کہ بے ساختہ کو اے بھائی یہ الفاظ ایک مرتبہ اور کہہ دیجئے اس نے کہا اب تو آپ کے پاس دینے کے لیے کچھ بچا نہیں اب آپ کیا دیں گے۔ فرمایا اے بھائی میں تیری بکریاں چرایا کروں گا تم ایک مرتبہ میرے محبوب کی تعریف اور کر دو۔ اس نے کہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ آپ کو مبارک ہو میں تو فرشتہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ جاؤ اور میرا نام لو اور دیکھو کہ میرے نام کے کیا دام لگاتا ہے سبحان اللہ (عشق الٰہی ۳۱)

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا......
جان دی دی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دربارِ حبیب میں پہونچ جاؤں کب؟

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روح لینے کے لیے ملک الموت آئے انہوں نے فرمایا: ''**هل رایت خلیلا یقبض روح خلیله**'' کیا آپ نے کسی ایسے دوست کو دیکھا جو اپنے خلیل کی روح کو قبض کر رہا ہوں، انہوں نے کہا اچھا اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہوں، ملک

الموت نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا اللہ نے فرمایا: کہ جاؤ میرے حبیب کو پیغام دیدو" هل رایت خليلا يقبض روح خليله" کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا کہ اپنے دوست کی ملاقات سے انکار کررہا ہو، تو جیسے ہی ان کو پتہ چلا کہ موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا طریقہ ہے، کہنے لگے ملک الموت "عجل عجل " جلدی کر جلدی روح قبض کر، مجھے اپنے مالک سے واصل کردے، یہ تھی تمنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہ اب تو جلد سے جلد اپنے پیارے اللہ کے حضور جا پہونچیں اور ملاقات حبیب سے لطف اندوز ہوں، اس لیے حدیث پاک میں فرمایا حدیث قدسی ہے " الاطال شوق الابرار الى لقائي و انا اليهم لاشد شوقا" ملاقات کر، کہ میرے نیک لوگوں کا شوق میری ملاقات کے لیے بڑھ گیا، اور میں ان کی ملاقات کے لیے ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوں (تمنائے دل ص ۲۳۹)

الفت میں جب مزا ہے کہ ہوں وہ بھی بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

عبادتوں کا تحفہ غلاف محبت کے ساتھ......

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ منفر بیٹھی ہوئی درہم دھورہی ہیں نبی علیہ السلام حیران ہوئے فرمایا: حمیرا...... جواب دیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا کررہی ہو؟ فرمانے لگیں اے اللہ کے نبی میں درہم دھورہی ہوں فرمایا: کس لیے اے اللہ کے نبی میں نے آپ کی زبان مبارک سے یہ بات سنی جب اللہ کے راستہ میں خیر کرنے والا کسی سائل کو دیتا ہے تو وہ پیسے سائل کے ہاتھ میں پہونچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہونچ جاتے ہیں جب سے میں نے یہ بات سنی میں ہمیشہ سے صدقہ ان پیسوں سے دیتی ہوں جن کو پہلے سے دھولیتی ہوں میرے آقا کے ہاتھوں میں صاف اور پاک مال پہونچ جائے۔ اللہ اکبر یہ ہے محبت دیکھئے، جس سے محبت ہوتی ہے، اس کو پھلوں کی ٹوکری بھی بھیجتا ہے تو اس کو گفٹ پیک کر کے بھیجتا ہے، منگنی وعید پر تو اگر بسکٹ کا ڈبا ہو تو اس کو بھی گفٹ کی طرح پیک کر کے بھیجتے ہیں، اللہ والے بھی اس طرح جب اللہ رب

العزت کی عبادت کرتے ہیں وہ بھی اپنے نمازوں کو محبت کے غلاف میں پیک کر کے اللہ کے حضور بھیج رہے ہوتے ہیں۔ (تمنائے دل ص-اد)

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

میرے محبوب کو قسم کی ضرورت کیا ہے؟

ایک صحابی بکریاں چراتے تھے، جب کبھی مدینہ طیبہ واپس آتے تو پوچھتے کہ قرآن پاک کی کونسی نئی آیات اتری ہیں؟ یا نبی کریم ﷺ نے کوئی خاص بات ارشاد فرمائی؟ ان کو بتا دیا جاتا ایک دفعہ واپس آکر پوچھا تو انھیں بتا دیا گیا کہ یہ آیات اتری ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میرے بندو! میں ہی تمھیں رزق دینے والا ہوں، جب انہوں نے یہ بات سنی تو وہ ناراض ہونے لگے، اور کہنے لگے کہ وہ کون ہے جس کو یقین کے لیے میرے اللہ کی قسم کھانی پڑی، سبحان اللہ۔ یہ محبت کی بات ہے۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی تو دیکھ کیا چاہتا ہوں

حضرت زنیرہ کی محبت الٰہی میں بے تابی

سیدہ زنیرہ ایک صحابیہ ہیں جو کہ ابوجہل کی خادمہ تھیں۔ آپ نے کلمہ پڑھ لیا۔ ابوجہل کو بھی پتہ چل گیا، اس نے آکر پوچھا، کیا کلمہ پڑھ لیا؟ فرمایا، ہاں! آپ بڑی عمر کی تھیں، مشقتیں نہیں اٹھا سکتی تھیں۔ مگر ابوجہل نے اپنے دوستوں کو ایک دن بلایا اور ان کے سامنے بلا کر انھیں مارنا شروع کر دیا لیکن برداشت کرتی رہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ہر تکلیف بھی برداشت کرنے کے لیے تیار تھیں، جب اس نے دیکھا کہ اتنا مارنے کے باوجود اس کی زبان سے چیخ نہیں نکلا تو اس نے آپ کے سر میں کوئی چیز ماری جس سے آپ کی بینائی زائل ہوگئی۔ اور آپ نابینا ہو گئیں۔ اب انہوں نے مذاق کرنا

شروع کر دیا، کہنے لگے۔ دیکھا ہمارے بتوں کی پوجا چھوڑ چکی تھی، لہذا ہمارے معبودوں نے تمہیں اندھا کر دیا، مار برداشت کر چکی تھیں، مشقتیں اٹھا چکی تھی، یہ سب سزائیں برداشت کرنا آسان تھیں۔ مگر جب انہوں نے یہ بات کہی تو آپؓ برداشت نہ کر سکیں، چنانچہ فوراً تڑپ اٹھیں، اسی وقت کمرے میں جا کر سجدہ میں گر گئیں اور اپنے محبوب حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کرنے لگ گئیں، عرض کیا، اے اللہ! انہوں نے مجھے سزائیں دیں تو میں نے برداشت کیا، وہ میری ہڈیاں بھی توڑ دیتے، وہ میرے جسم کو چھلنی کر دیتے تو میں یہ سب کچھ برداشت کر لیتی مگر تیری شان میں گستاخی کی کوئی بات برداشت نہیں کر سکتی، وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں نے تمہاری بینائی چھین لی اے اللہ! جب میں کچھ نہیں تھی تو، تو نے مجھے بنا دیا، بینائی بھی عطا کر دی، اب تو نے ہی بینائی واپس لی ہے، اے اللہ! تو مجھے دوبارہ بینائی عطا فرما دے تاکہ ان پر تیری عظمت کھل جائے، ابھی دعا والے ہاتھ چہرے پر نہیں پھیرے تھے کہ اللہ رب العزت نے آپ کی بینائی لوٹا دی، سبحان اللہ، اس وقت مرد تو مرد عورتوں میں بھی یوں محبت الٰہی کا جذبہ بھرا ہوا تھا۔ (خطبات ص ۳۶ ج ۳)

جب عشق سے تیرے بھر گئے ہم
تو ہی رہا جدھر گئے ہم
تیری ہی طرف کو راہ نکلی
بھولے بھٹکے جدھر گئے ہم

خدا سے محبت بھری گفتگو

بنی اسرائیل میں ایک سادہ سا آدمی بیٹھا باتیں کر رہا ہے کہ اے اللہ! میں نے سنا ہے کہ تیری کوئی بیوی نہیں، تیرے بچے نہیں، کبھی میرے پاس آتا تو میں آپ کی خدمت کرتا، میں تیرے کپڑے دھوتا، تجھے کھانا دیتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام ادھر سے گذرے، فرمانے لگے اے اللہ کے بندے یہ تو اللہ کی شان میں گستاخی ہے۔ سادہ آدمی تو ڈر گیا کانپ گیا، اللہ رب العزت کو اس کا ڈرنا اور کانپنا اتنا پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

طرف وحی فرمادی جس کو کسی شاعر نے یوں کہا۔

تو برائے وصل کردن آدمی
نہ برائے فصل کردن آمدی

اے نبی میں نے تجھے جوڑنے کے لیے بھیجا تھا، توڑنے کے لیے نہیں بھیجا تھا کیوں؟...... اس لیے اگرچہ ظاہری طور پر باتوں کا مفہوم ٹھیک نہیں تھا، مگر محبت تو اللہ رب العزت سے تھی (خطبات ص۱۰۴ ج۱)

حضرت عبداللہ ذوالجبادین رضی اللہ عنہ اور محبت الٰہی

محبت الٰہی کا جذبہ انسان کے دل میں ہو تو اللہ تعالیٰ بڑی قدردانی فرماتے ہیں، محبت میں ایسی کیفیت ہو جیسی حضرت عبداللہ ذوالجبادین رضی اللہ عنہ کو نصیب تھی۔

یہ ایک نوجوان صحابی تھے جو مدینہ طیبہ سے کچھ فاصلہ پر ایک بستی میں رہتے تھے، دوستوں سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ میں ایک پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں، چنانچہ حاضر ہوئے اور چوری چھپے کلمہ پڑھ لیا، واپس گھر آگئے، گھر کے سب لوگ ابھی کافر تھے لیکن محبت تو وہ چیز ہے جو چھپ نہیں سکتی، اپنی طرف سے تو چھپایا تو کسی کو پتہ نہ چلے مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی تذکرہ کرتا تو یہ متوجہ ہوتے

اک دم محبت چھپ نہ سکی جب تیرا کسی نے نام لیا

چنانچہ گھر والوں نے اندازہ لگالیا کہ کوئی نہ کوئی معاملہ ضرور ہے، ایک دن چچا نے کھڑا کر کے پوچھا بتاؤ بھئی! کلمہ پڑھ لیا ہے؟ فرمانے لگے، جی ہاں، چچا کہنے لگا اب تیرے سامنے دوراستے ہیں، یا تو کلمہ پڑھ کر اس گھر سے نکل جاؤ اور اگر گھر میں رہنا ہے تو پھر ہمارے دین کو قبول کر لے، چنانچہ ایک ہی لمحہ میں فیصلہ کرلیا، فرمایا، میں گھر تو چھوڑ سکتا ہوں لیکن اللہ کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا، چچا نے مارا پیٹا بھی سہی اور جاتے ہوئے جسم کے کپڑے بھی اتار لئے جسم میں بالکل کوئی کپڑا نہ تھا، ماں بالا آخر ماں تھی، شوہر کی وجہ سے کچھ ظاہر میں تو نہ کہہ سکی لیکن چھپ کر اپنی چادر پکڑادی کہ بیٹا! ستر چھپالینا، وہ چادر لے کر جب باہر

نکلے تو اس کے دو ٹکڑے کئے، ایک سے ستر چھپا لیا، اور دوسری اوپر اوڑھ لی، اس لئے ذو لجبا دین، یعنی دو چادروں والے مشہور ہو گئے، اب کہاں گئے؟ جہاں سودا کر چکے تھے، قدم بے اختیار مدینہ طیبہ کی طرف بڑھ رہے ہیں، رات کا سفر کر کے صبح نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، نبی کریم ﷺ نے دیکھا تو چہرہ پر عجیب خوشی کی کیفیت ظاہر ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متوجہ ہوئے کہ یہ کون آیا ہے جس کو دیکھ کر اللہ کے محبوب ﷺ کا چہرہ یوں تمتما اٹھا ہے۔

دونوں جہاں کسی کی محبت میں ہار کے
وہ آرہا ہے کوئی شب غم گزار کے

چونکہ قربانی بہت بڑی دی تھی، محبت الٰہی میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا اس لئے اس کا بدلہ بھی ایسا ہی ملنا چاہئے تھا، چنانچہ ان کو ایسی کیفیات حاصل تھیں، کہ محبت الٰہی میں بعض اوقات جذبے میں آجاتے، آج کل بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ جی جذب کیا ہوتا ہے؟ جناب احادیث مبارکہ پڑھو، پھر پتہ چلے گا کہ جذب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی طاری ہوتا تھا، حدیث مبارکہ میں آیا ہے (حضرت عبداللہ ذو لجبا دین رضی اللہ عنہ) مسجد نبوی کے دروازے پر بعض اوقات بیٹھے ہوتے تھے اور ایسا جذب طاری ہوتا تھا کہ اونچی آواز سے اللہ اللہ کہہ اٹھتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو انہوں نے ڈانٹا کہ کیا کرتا ہے، یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، عمر عبداللہ کو کچھ نہ کہو، یہ جو کچھ کر رہا ہوں اخلاص سے کر رہا ہے۔

کچھ عرصہ گزرا نبی کریم ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، راستہ میں ایک جگہ پہنچے تو بخار ہو گیا، نبی ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لے کر تشریف لائے، جب وہاں پہنچے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چند لمحات باقی تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان کے سر کو اپنی گود مبارک میں رکھ دیا، یہ وہ خوش نصیب صحابی جن کی نگاہیں چہرہ رسول ﷺ پر لگی ہوئی تھیں

اور وہ اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہے تھے، سبحان اللہ! گود مبارک میں ہی اپنی جان اس کیفیت میں جان آفریں کے سپرد کردی۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کے کفن دفن کی تیاری کرو، آپ ﷺ نے اپنی چادر بھجوائی اور فرمایا کہ عبداللہ کو اس چادر میں کفن دیا جائے گا، سبحان اللہ! واہ اللہ! تو بھی کتنا قدردان ہے کہ جس بدن کو تیری راہ میں ننگا کیا گیا تھا آج اس بدن کو تو اپنے محبوب ﷺ کی کملی سے چھپا رہا ہے سبحان اللہ! سودا تو کر کے دیکھیں پھر دیکھیں اللہ رب العزت کیسی قدردانی فرماتے ہیں، ہم لوگ ہی بے قدرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بھی کہنا پڑا **وما قدروا الله حق قدره** اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کہ جیسی کرنی چاہئے تھی۔ خود نبی اکرم ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھایا، پھر جنازہ لے کر قبرستان کی طرف چلے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جو آدمی میت کا سب سے زیادہ قریبی ہو تو وہ قبر میں اس کو اتارنے کے لئے اترے، اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کھڑے تھے حضور نبی کریم ﷺ نے خود قبر میں اتر کر فرمایا، اپنے بھائی کو پکڑا دو مگر ان کے ادب کا خیال رکھنا آپ ﷺ نے اس عاشق صادق کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور زمین پر لٹا دیا، گویا اپنی امانت کو زمین کے سپرد کر دیا۔

حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے جب ان کو زمین پر رکھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے اللہ! میں عبداللہ سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا'' یہ ایسے الفاظ تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی سن کر وجد میں آ گئے اور کہنے لگے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش! آج نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں میری میت ہوتی، دیکھا! محنت مجاہدہ اور قربانیاں کرنے والوں کو اللہ رب العزت یوں بدلہ دیا کرتے ہیں آپ سوچئے کہ جو آقا اپنے کمزور بندوں کو حکم ارشاد فرماتا ہے کہ **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** تو اگر کوئی اس کے لئے قربانیاں دے تو کیا اللہ رب العزت قدردانی نہیں فرمائیں گے؟ ضرور فرمائیں گے۔ سبحان اللہ۔ (خطبات: ذوالفقار ص ۳۳-۳۴ ج ۳)

محبت پر لاکھ روپیہ کا شعر

خواجہ عزیز الحسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے، انہوں نے ایک شعر لکھا اور اپنے پیر و مرشد کو سنایا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شعر سن کر فرمایا کہ اگر میں صاحب استطاعت ہوتا تو ایک لاکھ روپے انعام دے دیتا، یہ اس زمانے کی بات ہے جب اسکول جانے کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں ملتا تھا، یہ اس دور کی بات ہے جب انجینئر کی تنخواہ پندرہ ہزار روپے ہوا کرتی تھی، وہ شعر کیا تھا؟ بڑا مختصر، بہت سادہ، دل میں اتر جانے والا، عجیب بات کہی مگر حکایت دل بیان کر دی فرمایا:

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

(خطبات ذوالفقار ص ۵۶، ج ۳)

محبوب کی رضا میں کھوٹے سکے بھی منظور

حضرت عثمان خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں، ان کی ایک دکان تھی، ان کے عادت تھی کہ جب کوئی گاہک آتا اور اس کے پاس کوئی کھوٹا سکہ ہوتا تو وہ پہچان تو لیتے تھے مگر پھر بھی وہ رکھ لیتے اور سودا دے دیتے، اس دور میں چاندی کے بنے ہوئے سکے ہوتے تھے ساری زندگی یہی معمول رہا، جب موت کا وقت قریب آیا تو آخری وقت انہوں نے پہچان لیا، اس وقت اللہ رب العزت کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! میں ساری زندگی تیرے بندوں سے کھوٹے سکے وصول کرتا رہا تو بھی میرے کھوٹے عملوں کو قبول فرمالے سبحان اللہ محبت الٰہی کے رنگ میں ایسے رنگے ہوئے تھے

(خطبات ذوالفقار ص ۵۸، ج ۳)

عشق و محبت کی دکان دیکھی ہے آپ نے؟......

میرے دوستو! اللہ کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں، اس عاجز نے مجمع میں کبھی اس طرح قسمیں نہیں کھائیں، مگر آج میرے جی نے چاہا کہ یہ عرض کر دی جائے کہ اس عاجز نے بھی اپنی زندگی میں عشق کی ایک دکان دیکھی ہے، اس کے گواہ حضرت حکیم عبداللطیف صاحب مدظلہ العالی بیٹھے ہیں، وہ عشق کی دکان چکوال میں دیکھی تھی، وہاں پینے والے آتے تھے، کوئی مشرق سے آتا تھا، کوئی مغرب سے آتا تھا، کوئی پشاور سے آتا تھا، کوئی کراچی سے آتا تھا، کہیں سے منیر صاحب چلے آرہے ہوتے تھے، کہیں سے حکیم عبداللطیف صاحب آرہے ہوتے تھے، کہیں سے مولانا نعیم اللہ صاحب آرہے ہوتے تھے، کہیں سے کوئی عشق کی پڑیا لینے آتا تھا اور کہیں سے کوئی عشق کا پیالہ پینے کے لئے آتا تھا، یہ عشق کی سودائی، یہ محبت الٰہی کے منگتے، یہ محبت الٰہی لینے والے فقیر بے تاب ہو کر اپنے گھروں سے کھینچے چلے آتے تھے۔

یہ وہاں جاتے تھے، وہاں ایک مربی، اور شیخ تھے جن کی زندگی اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق ڈھل چکی تھی، جن کا سینہ محبت الٰہی سے بھر چکا تھا، وہ عشق کی دوا پیتے تھے، کبھی کسی کو تنہائی میں بٹھا کر دیتے، کبھی کسی سے بیان کروا کر دیتے، کبھی کسی کو سامنے بیٹھا کر دیتے، کبھی کسی کو ڈانٹ پلا کر دیتے، جو عشق کی دوا پی لیتے تھے وہ اپنے سینوں میں عشق کی گرمی لے کر جاتے تھے، میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ جب ان حضرات کے دلوں میں انہوں نے عشق کی ایسی گرمی بھر دی تو پتہ نہیں کہ اللہ نے ان کے دل میں عشق کی کیا حرارت رکھی ہوگی۔

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ! کیا آگ بھری ہوگی

اہل محبت آزمائے بھی جاتے ہیں

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ان کی شادی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ان

کو حسن و جمال بھی عجیب دیا تھا اور شادی بھی ایک بڑے امیر کبیر صحابی رضی اللہ عنہ سے ہوئی کہ جن کے پاس رزق کی فراخی تھی، ہر طرح کی آرام و آسائش کے سامان تھے، میاں بیوی میں خوب محبت تھی، اور اچھا وقت گذر رہا تھا، حتیٰ کہ بیوی اپنے خاوند کی خدمت بھی کرتی اور انہیں خوش بھی رکھتی دونوں میاں بیوی خوشی خوشی زندگی گذار رہے تھے۔ ایک رات خاوند سو چکا تھا، وہ پانی کا پیالہ لے کر کھڑی رہی حتیٰ کہ جب ان کی دوبارہ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بیوی پانی لے کر کھڑی ہے وہ بڑے خوش ہوئے انہوں نے اٹھکر پانی پیا اور بیوی سے کہا میں اتنا خوش ہوں کہ تم اتنی دیر پانی کا پیالہ لے کر میرے انتظار میں کھڑی رہی آج تم جو کہوگی میں تمہاری فرمائش پورا کرونگا۔ جب خاوند نے یہ کہا تو بیوی کہنے لگی کیا آپ اپنی بات میں پکے ہیں کہ جو کہونگی آپ پورا کریں گے؟ کہنے لگے، ہاں پورا کر کے دکھاؤنگا۔ کہنے لگی کہ اچھا پھر آپ مجھے طلاق دے کر فارغ کر دیجئے۔ اب جب طلاق کی بات ہوئی تو وہ صحابی بہت پریشان ہوئے کہ اتنی خوبصورت، خوب سیرت، اتنی وفادار اور خدمت گار بیوی کہہ رہی ہے کہ آپ مجھے طلاق دیدیجئے پوچھنے لگے، بی بی! کیا تجھے مجھ سے کوئی تکلیف پہونچی ہے؟ کہنے لگی بالکل نہیں، بی بی! کیا میں نے آپ کی بے قدری کی ہے؟ ہرگز نہیں، کوئی آپ کی امیدوں کو توڑا ہے، کوئی آپ کی بات پوری نہیں کی؟ نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں، بی بی کیا آپ مجھ سے خفا ہیں؟ یہ بات بھی نہیں، پسند بھی بہت کرتی ہوں، محبت کرتی ہوں اس لیے خدمت کرتی ہوں، آپ نے کہا تھا آپ کی بات کو پورا کرونگا، لہٰذا آپ مجھے طلاق دے کر فارغ کر دیں، وہ صحابی رضی اللہ عنہ حیران ہیں کہ قول بھی دے بیٹھے، کہنے لگے اچھا صبح ہوگی، تو ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جائیں گے، اور آپ ﷺ سے جا کر فیصلہ کروالیں گے، وہ کہنے لگی، بہت اچھا چنانچہ میاں بیوی رات کو سو گئے۔

صبح ہوئی تو بیوی کہنے لگی کہ چلو جلدی چلتے ہیں، چنانچہ دونوں میاں بیوی گھر سے نکلے تھے کہ خاوند کا کسی وجہ سے پاؤں اٹکا اور وہ نیچے گرے اور ان کے جسم سے خون نکلنے لگا، بیوی نے فوراً اپنا دوپٹہ پھاڑا اور خاوند کے زخم پر پٹی باندھی اس کے بعد اس کو سہارا دیا، اور کہنے لگی

کہ چلو گھر واپس چلتے ہیں۔ میں آپ سے طلاق نہیں لیتی، وہ حیران ہوئے کہ جب تم نے طلاق کا کہا تو مجھے اس وقت سمجھ میں آیا اور اب کہتی ہو کہ طلاق نہیں چاہئے تو نہ اب مجھے سمجھ میں آیا، کہنے لگی گھر تشریف لے چلیں، وہاں جا کر میں آپ کو بات بتا دوں گی۔ جب گھر جا کر بیٹھے تو کہنے لگے، کہ مجھے بتاؤ تو سہی کیا بات ہے کہنے لگی آپ نے چند دن پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث سنائی تھی، کہ جس بندے سے اللہ رب العزت محبت کرتے ہیں اس بندے کے اوپر اس طرح پریشانیاں آتی ہیں، جس طرح پانی اونچائی سے ڈھلوان کی طرف جایا کرتا ہے، میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان سنا دل میں سوچتی رہی کہ میں نے آپ کے گھر میں کوئی پریشانی نہیں دیکھی کوئی غم نہیں دیکھا، کوئی مصیبت نہیں دیکھی، تو میرے دل میں خیال آیا کہ میرے خاوند کے اعمال میں فرق ہو، میرے خاوند سے اگر پروردگار کو محبت نہیں تو میں اس بندے کی کیا خدمت کروں گی، اس لیے جب آپ نے کہا کہ میں تمہاری بات پوری کروں گا تو میں نے کہا کہ میں اس بندے سے طلاق چاہتی ہوں جس سے میرے پروردگار محبت نہیں کرتے، پھر جب ہم حضور ﷺ کی خدمت میں علم حاصل کرنے کے لیے جا رہے تھے، یہ اللہ کا راستہ تھا، آپ گرے اور خون نکلا تو میں فوراً سمجھ گئی کہ آپ کو اللہ کے راستہ کا غم پہونچا، مصیبت پہونچی، تکلیف پہونچی، یقیناً اللہ تعالیٰ کو آپ سے پیار ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ناراضگی کی وجہ سے خوشیاں نہیں دی ہوئیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے محبت ہے، اب مجھے طلاق لینے کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے ساری زندگی آپ کی خادمہ بن کر آپ کی خدمت کیا کروں گی، سبحان اللہ۔

ذکر دنیا کر کے دیکھا فکر عقبیٰ کر کے دیکھ
سب کو اپنا کر کے دیکھا رب کو اپنا کر کے دیکھ

حکومت تو لیلیٰ کو سجتی ہے

ایک مجنون جا رہا تھا ان دنوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے، اور حکومت ان کے حوالے کر دی تھی، ملاقات

ہوئی سلام جواب ہوا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خلافت سے دست بردار ہو گیا ہوں۔اور میں نے حکومت انہیں کو دے دی، جن کو بجتی تھی، جب اس نے سنا تو کہنے لگا کہ حضرت میرے خیال میں تو حکومت لیلیٰ کو بجتی ہے، حضرت نے فرمایا ''انت مجنون'' تو تو مجنون ہے تب سے اس کا نام قیس کہ جگہ مجنون پڑ گیا، دیوانہ تھا بیچارہ اپنے بس میں نہیں تھا۔ (تمنا دل ص ۳۵)

☆ ایک مرتبہ اس کے باپ نے کہا بیٹا بہت بدنامی ہوگئی، لہٰذا دعا مانگ کہ اے اللہ لیلیٰ کی محبت کو میرے دل سے نکال دیجئے ختم کر دیجئے، اس نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی کہ ''اللھم زدنی حب لیلیٰ'' اے اللہ لیلیٰ کی محبت کو اور بڑھا دیجئے۔ چنانچہ اس کے والد ایک مرتبہ پکڑ کر بیت اللہ لے گئے، کہنے لگے کہ بہت بدنامی ہوگئی آج میں تجھے نہیں چھوڑونگا، جب تک کہ تو سچی توبہ نہ کرے، چل توبہ کر یہ توبہ کرنے لگا اور اس نے کہا۔

الھی تبت من کل المعاصی
ولکن حب لیلی لااتوب
اللہ میں نے ہر گناہ سے توبہ کرلی
لیکن لیلیٰ کی محبت سے توبہ نہیں کرتا

اس کے والد نے ناراض ہو کر کہا کہ کیا کہہ رہا ہے؟ جب وہ بہت زیادہ ناراض ہوئے تو اس نے مجبور ہو کر ہاتھ اٹھائے اور والد کے سامنے دعا مانگنے لگا۔ (عشق الٰہی ص ۵۵)

الھی لا تسلبنی حبھا ابدا
ویرحم اللہ عبداقال آمینا
یااللہ اس کی محبت میرے دل سے کبھی نہ نکالنا
اور اللہ اس بندے پر رحم کرے جو اس دعا پر آمین کہے

محبت میں دیوار اور کتے کی قدم بوسی

ایک مرتبہ مجنون کو کسی نے دیکھا کہ ایک کتے کے پاؤں چوم رہا ہے، اس نے پوچھا

کہ مجنون تم ایسا کیوں کرر ہے ہو؟ مجنون نے کہا یہ کتا لیلیٰ کی گلی سے ہو کر آیا ہے میں اس لیے اس کے پاؤں چوم رہا ہوں۔ ایسے مغلوب الحال اور فاتر العقل انسان کو مجنون پاگل نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟ کسی فارسی شاعر نے یہی بات شعر میں کہی ہے۔

پائے سگ بوسید مجنون خلق گفتہ ایں چہ بود
گفت گاہے ایں سگے در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

مجنون لیلیٰ کی گلی کا طواف کیا کرتا تھا اور یہ شعر پڑھا کرتا تھا۔

اطوف علی جدار دیار لیلیٰ
اقبل ذالجدار و ذالجدارا
و ما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

(میں لیلیٰ کے گھر کے دیواروں کا طواف کرتا ہوں۔ کبھی یہ دیوار چومتا ہوں، کبھی وہ دیوار چومتا ہوں، اور دراصل ان گھروں کی محبت میرے دل پر نہیں چھا گئی بلکہ اس کی محبت جوان گھروں میں رہنے والی ہے)۔

☆ ایک مرتبہ حاکم شہر نے سوچا کہ لیلیٰ کو دیکھنا چاہئے کہ مجنون اور اس کی محبت کے افسانے زبان زد عام ہیں، جب سپاہیوں نے لیلیٰ کو پیش کیا تو حاکم حیران رہ گیا کہ ایک عام سی لڑکی تھی نہ شکل نہ رنگ نہ روپ تھا۔ اس نے لیلیٰ سے کہا:

از دگر خوباں تو افزوں نیستی
گفت خامش چوں تو مجنون نیستی

(تو دوسری حسیناؤں سے زیادہ بہتر نہیں ہے کہنے لگی خاموش رہ چونکہ تو مجنون نہیں ہے)......(عشق الٰہی ص ۵۵)

دیکھئے مگر مجنوں کی آنکھ سے

ایک بادشاہ نے لیلیٰ کے بارے میں سنا کہ مجنوں اس کی محبت میں دیوانہ بن چکا ہے،

اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں لیلیٰ کو دیکھوں تو سہی چنانچہ جب اس نے دیکھا تو اس کا رنگ کالا تھا اور شکل بھدی تھی، وہ اتنی کالی تھی کہ اس کے ماں باپ نے لیلیٰ (رات) سے مشابہت کی وجہ سے اس کا (کالی) کا نام دیا، لیلیٰ کے بارے میں بادشادہ کا تصور یہ تھا کہ وہ بڑی نازنین اور پری چہرہ ہوگی مگر جب اس نے لیلیٰ کو دیکھا تو اسے کہا:

از دگر خوباں تو افزوں نیستی!

دوسروں عورتوں سے تو زیادہ خوبصورت تو نہیں ہے...... جب بادشاہ نے یہ کہا لیلیٰ نے آگے سے جواب دیا...... ''گفت خامش تو چوں مجنون نیستی'' کہ خاموش ہو جا تیرے پاس مجنوں کی آنکھ نہیں ہے، اگر مجنوں کی آنکھ ہوتی تو تجھے دنیا میں میرے جیسا خوبصورت کوئی نظر نہ آتا۔ اس طرح میرے دوستو! محبت الٰہی کی آنکھوں سے اس کائنات کو دیکھیں گے تو ہر جگہ جمال خداوندی نظر آئے گا۔ (خطبات ص۲۳ ج۱۱)

☆ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس کو کسی نے دیکھا کہ ریت کے ڈھیر پر بیٹھے کچھ لکھ رہا ہے اس پر انہوں نے کہا:

دید مجنون را یکے صحرا نورد
در بیاباں غمش نشستہ فرو
ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم
می نمودے بہر کس نامہ رقم
گفت اے مجنون شیدا چیست ایں
می نویسی نامہ بہر کیست ایں
گفت مشق اسم لیلیٰ می کنم
خاطر خود را تسلی می کنم

ایک صحرا نورد نے ایک بار مجنون کو دیکھا، غم کے بیابان میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا، ریت کو اس نے کاغذ بنایا ہوا تھا، اور اپنی انگلیوں کو قلم، اور کسی کو خط لکھ رہا تھا، اس نے پوچھا، اے

مجنون شیدا تو کیا لکھ رہا ہے؟ تو کس کے نام یہ خط لکھ رہا ہے؟ مجنون نے کہا لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں، اس کے نام لکھ کر میں اپنے آپ کو تسلی دے رہا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب دنیا کے محبوب کا نام لکھنے اور بولنے سے سکون ملتا ہے تو محبوب حقیقی کے ذکر و نام لینے پر کس قدر سکون ملے گا۔ (تمنائے دل ص ۳۵)

نمازی کو مجنون کی تنبیہ......

ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، مجنون لیلیٰ کی محبت میں غرق تھا. وہ اسی مدہوشی میں اس نمازی کے سامنے سے گذر گیا، اس نمازی نے نماز مکمل کرنے کے بعد مجنوں کو پکڑ لیا، کہنے لگا، تو نے میری نماز خراب کر دی کہ میرے سامنے سے گذر گیا، تجھے نظر نہیں آیا؟ اس نے کہا، خدا کے بندے! میں مخلوق کی محبت میں گرفتار ہوں، مگر وہ محبت اتنی غالب آئی کہ مجھے یہ پتہ نہ چلا کہ میں کسی کے سامنے سے گذر رہا ہوں، اور تو خالق کی محبت میں گرفتار ہے کہ نماز پڑھ رہا تھا تجھے اپنے سامنے سے جانے والوں کا پتہ چل رہا تھا (خطبات ص ۴۸۔۳)

مجھ کو اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں

محبت وتوحید کا درس دیا بھی تو کس نے؟

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے تو ایک عورت نے توحید سکھا دی کسی نے پوچھا کہ، حضرت! وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ میرے پاس ایک عورت آئی جو پردے میں تھی، کہنے لگی کہ میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ آپ یہ فتویٰ لکھ دیں کہ اس کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے، انہوں نے سمجھایا کہ اللہ کی بندی! اگر وہ اپنی ضرورت کے تحت دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو شریعت نے چار کی اجازت دی ہے میں کیسے لکھ کے دے سکتا ہوں؟ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ کہا تو اس عورت نے ٹھنڈی سانس لیا اور کہنے لگی کہ حضرت: شریعت کا حکم راستہ میں رکاوٹ ہے ورنہ اگر اجازت ہوتی

اور میں آپ کے سامنے چہرہ کھول دیتی اور آپ میرے حسن و جمال کو دیکھتے تو آپ اس بات کو لکھنے پر مجبور ہو جاتے کہ جس کی بیوی اتنی خوبصورت ہو اس کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں، فرماتے ہیں کہ وہ تو یہ بات کہہ کر چلی گئی مگر میرے دل میں یہ بات آئی کہ اے اللہ! آپ نے عورت کو عارضی حسن و جمال عطا کیا اس کو اپنے حسن پر اتنا ناز ہے کہ وہ کہتی ہے کہ جس کی بیوی میں ہوں اب اس کو محبت کی نظر دوسرے کی طرف ڈالنے کی اجازت نہیں، تو اے پروردگار! تیرے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہے......!!! آپ کہاں پسند کریں گے کہ آپ کے ہوتے ہوئے کوئی بندہ محبت کی نظر کسی غیر کی طرف اٹھا سکے۔ (خطبات ص۲۹۶۔۵)

ہر غم مجھے منظور مگر محبت میں شرکت......

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے ایک دھوبن نے توحید سکھائی، کسی نے پوچھا حضرت وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ میرے ہمسایہ میں ایک دھوبی رہتا تھا، میں ایک مرتبہ اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا گرمی کی رات میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، ہمسایہ سے میں نے ذرا اونچا اونچا بولنے کی آواز سنی پوچھا، بھائی خیریت تو ہے کیوں اونچا بول رہے ہو؟ جب غور سے سنا تو مجھے پتہ چلا کہ بیوی اپنے میاں سے جھگڑ رہی تھی وہ اپنے خاوند کو کہہ رہی تھی کہ دیکھ تیری خاطر میں نے تکلیفیں برداشت کی فاقے کاٹے، سادہ لباس پہنا، مشقتیں اٹھائیں، ہر دکھ سکھ تیری خاطر میں نے برداشت کیا اور میں تیری خاطر ہر دکھ برداشت کرنے کے لیے اب بھی تیار ہوں، لیکن اگر تو چاہے کہ میرے سوا کسی اور سے نکاح کر لے تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں ہو سکتا، مگر تیرے ساتھ کبھی میں نہیں رہ سکتی، فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر میں نے قرآن پر نظر ڈالی تو قرآن مجید کی آیت سامنے آئی۔ "ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذالک لمن یشاء" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے بندے جو بھی گناہ لے کر آئے گا، میں چاہوں گا، سب معاف کر دونگا، لیکن میری محبت میں کسی کو شریک بنائے گا تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں [illegible] (۳۱)

شبلی جوش محبت میں نہ دکھلا......

ایک مرتبہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ وضو کر کے گھر سے نکلے، راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا شبلی! ایسا گستاخانہ وضو کر کے تو میرے گھر کی طرف جارہا ہے، وہ سہم گئے، اور پیچھے ہٹنے لگے، جب وہ پیچھے ہٹنے لگے تو وہ دوبارہ الہام ہوا، شبلی! تو میرا گھر چھوڑ کر کہاں جائے گا؟ وہ پھر ڈر گئے اور زور سے "اللہ" کی ضرب لگائی، جب اللہ کا لفظ کہا تو الہام ہوا، شبلی! تو ہمیں اپنا جوش دکھاتا ہے، حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر دبک کر بیٹھ گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد الہام ہوا، شبلی! تو ہمیں اپنا صبر دکھاتا ہے۔ بالآخر کہنے لگے، اے اللہ! میں تیرے ہی سامنے فریاد کرتا ہوں، اصل میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کے ساتھ ذرا محبت کی باتیں کرنا چاہتے تھے...... (خطبات ص ۱۸۷۔۷)

تیرے عشق کی انتہاء چاہتا ہوں
میری سادگی تو دیکھ کیا چاہتا ہوں

ناز کا معاملہ ہی الگ ہے

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مرتبہ عجیب کیفیت تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں الہام فرمایا! شبلی! کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے عیب لوگوں پر کھول کر ظاہر کردوں تاکہ تجھے دنیا میں کوئی منہ لگانے والا نہ رہے وہ بھی ذرا ناز کے موڈ میں تھے لہٰذا جب یہ الہام ہوا تو وہ اس وقت اللہ رب العزت کے حضور کہنے لگے، اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی رحمت کھول کھول کر لوگوں پر ظاہر کردوں تاکہ آپ کو دنیا میں سجدہ کرنے والا نہ رہے، جیسے ہی یہ بات کہی اوپر سے الہام ہوا، شبلی! نہ تو میری بات کہنا اور نہ میں تیری بات کہتا ہوں، سوچئے تو سہی کہ نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے ساتھ کس طرح راز و نیاز اور محبت و شفقت کی باتیں کرتے ہیں (خطبات ص ۱۳۹۔۷)

محبت میں رابعہ بصریہ کا غلبہ حال

رابعہ بصریہ رحمہ اللہ ایک ہاتھ میں پانی لے کر دوسرے میں آگ لے کر ایک بار جارہی تھیں، اور کہہ رہی تھیں کہ آگ سے میں جنت کو جلاؤں گی اور پانی سے میں جہنم کو بجھاؤں گی تاکہ لوگ جنت اور جہنم کے لیے عبادت نہ کریں، یہ رابعہ بصریہ رحمہ اللہ کے غلبۂ حال کا واقعہ ہے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اگر رابعہ بیچاری بھید سے واقف ہوتی تو وہ ایسا کام نہ کرتی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ خود جنت کی طرف بلارہے ہیں ''واللہ یدعوا الی دار السلام'' اور جس کی طرف اللہ بلائیں اس کی طرف جانا عین منشائے خداوندی ہوتا ہے۔ اللہ والوں کی محبت الٰہی کے غلبہ میں ایسی باتیں کر جانا یہ محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (سکون دل ص ۲۱۶)

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے ☆ ہم ثواب وعذاب کیا جانیں

نفسانی اور رحمانی محبت کا بدلہ

حضرت یوسف علیہ السلام ایک جگہ سے جارہے تھے آواز سنی کہ ویرانہ میں کوئی آواز دے رہا ہے (سبحان من جعل الملوک عبیدا بالمعصیة وجعل العبید ملوکا بالطاعة) پاک ہے، وہ ذات جس نے بادشاہوں کو نافرمانی کی وجہ سے غلام بنادیا، اور غلاموں کو فرمانبرداری کی وجہ سے وقت کا بادشاہ بنادیا۔ سبحان اللہ واقعی اللہ تعالیٰ ایسی ہی ذات ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی عزتیں دیتے ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اے بڑھیا تو کون ہے؟ کہنے لگی ''انا التی اشتریتک بالجواھر والذھب والفضة'' میں ہی وہ ہوں جس نے تمہیں سونے، چاندی، ہیرے اور موتیوں کے بدلے خریدا تھا اللہ اکبر، زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے محبت تھی ملکہ سے بنا کے بھکارن بنادی گئی، اور یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے محبت تھی اللہ نے غلامی سے نکال کر وقت کا بادشاہ بنادیا۔

یہی نفسانی اور رحمانی محبت میں فرق ہوتا ہے، ہر دور ہر زمانہ میں جو یوسف علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلے گا اللہ اسے فرش سے اٹھائیں گے اور عرش تک پہنچائیں گے اور جو زلیخا کے نقش قدم پر مخلوق کی محبت میں گرفتار ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے ملکہ کے درجہ سے ہٹا کر اس کو بھکارن بنا کر کھڑا کر دیں گے، اس لیے اللہ کی محبت اصل ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ سے اللہ کی محبت مانگنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کی محبت جب دل میں ہو تو پھر غم نہیں رہتا۔

(تمنائے دل ص ۴۵)

کریم مجھ پر کرم کر بڑے عذاب میں ہوں
کہ تیرے سامنے بیٹھا ہوں اور حجاب میں ہوں

محبت کی شمع کہاں جلتی ہے؟

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ لکھ رہا تھا پوچھا کیا لکھ رہے ہو؟ کہنے لگے کہ اللہ کے عاشقوں کا نام لکھ رہا ہوں انہوں نے کہا کہ میرا نام بھی ہے فرشتہ نے کہا کہ تمہارا نام نہیں ہے تو کہنے لگے کہ ایسا کرو کہ اللہ کے عاشقوں سے محبت کرنے والوں میں میرا نام لکھو، وہ فرشتہ کہتا ہے بہت اچھا اور چلا گیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھا دیکھتے ہیں کہ فرشتہ لکھ رہا ہے پوچھا کیا لکھ رہے ہو کہنے لگا کہ ان لوگوں کے نام لکھ رہا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ اچھا میرا نام بھی کہیں ہے تو اس نے دکھایا کہ جن سے اللہ محبت کرتے ہیں اس صفحہ کے سب سے اوپر ابراہیم بن ادہم کا نام لکھا ہوا تھا اللہ نے فرمایا کہ جو میرے عاشقوں سے محبت کرتے ہیں میں ان بندوں کے ساتھ محبت کیا کرتا ہوں اس لیے اللہ والوں سے محبت اللہ کی محبت ملنے کا ذریعہ بن جاتی ہے، جب اللہ سے محبت ہوتی ہے اللہ کے نام سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔

(تمنائے دل ص ۴۷)

ایک دم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا

دیدارِ الٰہی کا یہ نسخہ بھی عجیب

ایک مرتبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا، وہ کہنے لگا، حضرت! ذکرو اذکار اور عبادات میں زندگی گذر گئی ہے مگر میرا دل ایک تمنا کی وجہ سے جل رہا ہے، جی چاہا کہ آج آپ کے سامنے وہ تمنا ظاہر کردوں، آپ نے پوچھا، کونسی تمنا ہے؟ کہنے لگا، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں سو مرتبہ اللہ کا دیدار ہوا تھا، میرا بھی جی چاہتا ہے کہ مجھے بھی اپنے خالق کا دیدار نصیب ہو جائے۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حاذق طبیعت تھے، فرمانے لگے، اچھا تم آج عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سو جانا اس میں حکمت تھی مگر وہ بندہ سمجھ نہ سکا، وہ گھر آیا جب مغرب کے بعد کا وقت ہوا تو سوچنے لگا کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ تم عشاء کی نماز پڑھے بغیر ویسے ہی سو جانا، لیکن فرض تو بالآخر فرض ہے چلو میں فرض پڑھ کر سنت چھوڑ کر سو جاؤں گا اور بعد میں پڑھ لوں گا، چنانچہ وہ فرض پڑھ کر سو گیا۔

رات کو خواب میں اسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم نے فرض تو پڑھ لئے مگر سنتیں کیوں نہ پڑھی،'' اس کے بعد اس کی آنکھ کھل گئی ، صبح آکر اس نے حاجی صاحب کو بتایا، حاجی صاحب نے فرمایا: او اللہ کے بندے! تو نے اتنے سال نمازیں پڑھتے گزادیئے، بھلا اللہ تیری نماز قضا ہونے دیتے، کبھی ایسا نہ ہوتا بلکہ وہ تیرے عملوں کی حفاظت فرماتے، اگر تو مغرب کے بعد سو جاتا تو خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ہوتا وہ تجھے جگا بھی دیتے اور تجھے عشاء کی توفیق بھی عطا فرمادیتے مگر تو راز کو نہ سمجھ سکا، تو نے فقط سنت چھوڑ دیں تو محبوب ﷺ کا دیدار ہوا اگر تو فرض چھوڑ دیتا تو تجھے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جاتا۔ (خطبات فقیر ص ۱۲۹۔۴)

شربت دیدار سے روزہ کا افطار

مواہب لدنیہ میں واقعہ لکھا ہوا ہے کہ عبداللہ بن مخزومہ رضی اللہ عنہ ایک بزرگ تھے

انہوں نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ جنگ یمامہ کے لیے جا رہا ہوں اب اس جنگ میں میرے جسم کے ہر عضو کے اوپر زخم آئے، یہ دعا مانگی اور واقعی ایسا ہی ہوا کہ ان گھمسان کے رن میں اس طرح گھر گئے کہ ان کے جسم کے ہر ہر عضو پر زخم آئے جب زخمی حالت میں تھے اور روح پرواز کرنے کے قریب تھی ایک مسلمان قریب ہوا تو اس مسلمان نے کہا آپ کو پانی پلاؤں آپ کے جسم کا ہر ہر عضو زخمی ہو چکا ہے تو عبداللہ بن مخزومہ فرمانے لگے کہ نہیں میں اس وقت روزے کی حالت میں ہوں میں شربت دیدار سے اپنے روزے کا افطار کرنا چاہتا ہوں ایسی بھی محبت ہوتی ہے، اللہ اکبر......

اللہ تعالیٰ اس محبت کا تھوڑا سا نشہ ہمیں بھی عطا فرمادے پھر ہمیں عبادات کے اندر سکون نصیب ہو جائے گا۔اس لیے کہا کہ (العشق نار یحرق ماسوی الله) عشق ایک آگ ہے جو ماسواللہ کو جلا کر رکھ دیتی ہے اللہ کی محبت دل میں آتی ہے غیر سے انسان کی نگاہیں اٹھ جاتی ہیں (تمنائے دل ص ۵۵)

عشق کی آتش کا جب شعلہ اٹھا
ماسوی معشوق سب کچھ جل گیا
تیغ لا سے قتل غیر حق ہوا
دیکھئے پھر بعد اس کے کیا بچا
پھر بچا اللہ باقی سب فنا
مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا

محبت الٰہی کے کیسے اسیر ہو؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے چار واقعات زندگی میں بڑے عجیب لگے، لوگوں نے کہا وہ کونسے؟ کہنے لگے کہ......

(۱) ایک نوجوان کے ہاتھ میں چراغ تھا، تو میں نے نوجوان سے سوال کیا کہ بتاؤ یہ روشنی کہاں سے آئی تو جیسے ہی میں نے پوچھا کہ یہ روشنی کہاں سے آئی اس نے پھونک مار کے چراغ بجھایا اور کہنے لگا حضرت جہاں چلی گئی وہاں سے آئی تھی، فرماتے ہیں کہ میں اس

نوجوان کی حاضر جوابی کے اوپر آج تک حیران ہوں

(۲) ایک مرتبہ دس بارہ سال کی لڑکی آرہی تھی اس کی بات نے مجھے حیران کردیا، بارش ہوئی تھی، میں مسجد جارہا تھا اور وہ بازار سے کوئی چیز لے کر آرہی تھی، جب ذرا میرے قریب آئی تو میں نے کہا بچی ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا، کہیں پھسل نہ جانا تو جب میں نے یہ کہا تو اس نے آگے سے یہ جواب دیا، حضرت میں پھسل گئی تو مجھے نقصان ہوگا، آپ ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا، اگر آپ پھسل گئے تو پھر قوم کا کیا بنے گا؟ کہنے لگے کہ اس لڑکی کی بات مجھے آج تک یاد ہے اس لڑکی نے کہا تھا کہ آپ سنبھل کر قدم اٹھانا آپ پھسل گئے تو پھر قوم کا کیا بنے گا؟......

(۳) ایک مرتبہ میں نے ایک مخنث کو دیکھا جب اسے پتہ چل گیا کہ اس نے مجھے پہچان لیا ہے تو مجھے کہنے لگا کہ میرا راز نہ کھولنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہارے رازوں پر پردہ ڈالیں گے

(۴) ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اس کے سامنے سے ایک عورت روتی ہوئی کھلے چہرے کھلے سر کے ساتھ آگے سے گذری اس نے سلام پھیرا تو اس عورت پر بڑا ناراض ہوا، کہنے لگا کہ تجھے شرم نہیں آئی، دھیان نہیں ننگے سر کھلے چہرے کے ساتھ، میں نماز پڑھ رہا تھا تو میرے آگے سے گذری گئی، اس عورت نے پہلے تو معافی مانگی اور معافی مانگ کر کہنے لگی کہ دیکھو میرے میاں نے مجھے طلاق دیدی، اور میں اس وقت غمزدہ مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں یا نہیں، میں اس حالت میں آپ کے سامنے سے گذر گئی، مگر حیران اس بات پر ہوں کہ میں خاوند کی محبت میں اتنی گرفتار کہ مجھے سامنے گذرنے کا پتہ نہ چلا اور تم اللہ کی محبت میں کیسے گرفتار ہو کہ کھڑے پروردگار کے سامنے ہو اور دیکھ میرا چہرہ رہے ہو،

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عورت کی یہ بات مجھے آج تک یاد ہے۔ اور واقعی ہماری نماز کا یہی حال ہے۔ نیچے منزل پر اگر نماز پڑھ رہے ہوں اور اوپر کی منزل میں اگر کوئی ہمارا نام لے دے تو ہمیں نماز میں پتہ چل جاتا ہے کہ ہمارا نام پکارا گیا ہماری نماز کی توجہ کا عالم ہونا یہ چاہئے تھا (تمنائے دل ۳۰)

اللہ وہ دل دے جو تیرے عشق کا گھر ہو
دائمی رحمت کا تری اس پر نظر ہو......

دل دے کہ تیرے عشق میں یہ حال ہو اس کا
محشر کا اگر شور ہو تو بھی خبر نہ ......

عشق ومحبت کی دکان کدھر کو ہے؟......

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں جانا شروع کردیا، یہ ذرا عقل مند تھے ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے رازدارانہ لہجہ میں پوچھا کہ محمد علی! کیا تم نے کبھی عشق کی دکان دیکھی؟ انہوں نے تھوڑی دیر سوچا اور پھر کہنے لگے، جی حضرت! میں نے عشق کی دو دکانیں دیکھی ہیں، ایک شاہ آفاق کی اور دوسری شاہ عبداللہ کی، غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں، دکانوں سے مراد خانقاہیں ہیں، کیونکہ محبت الٰہی کا سودا اللہ والوں کی خانقاہوں سے ملتا ہے۔

(خطبات ص ۸۵،۳)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

محبت کی حقیقت ان سے پوچھو......

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے محبت کا لفظ آیا تو فرمایا کہ اگر اس کا لفظی معنی پوچھنا ہو تو ہم بھی بتادیں گے، شش اقسام میں سے کونسا لفظ ہے ہفت اقسام میں کونسا ہے، باب اس کا کونسا ہے، یہ تو ہم بھی بتادیں گے، لیکن اس کی حقیقت پوچھنی ہو تو تمہیں فلاں شیخ کے پاس جانا ہوگا، وہ تمہیں اس کی حقیقت سمجھائیں گے، اسی طرح امت کے علماء، وقت کے مشائخ کے ساتھ ایک رابطے رکھتے۔ (دوائے دل ص ۲۴۹)

جدھر مولٰی ادھر شاہ دولہ......

ایک بزرگ گذرے ہیں شاہ دولہ، ان کی بستی کے قریب ایک بند باندھا ہوا تھا،

سیلاب آتا بستی ڈوبنے کا خطرہ ہوتا،اس لیےلوگوں نے بندھ باندھ دیا،ایک دفعہ پانی بہت زیادہ آگیا،اورایک جگہ ڈر ہوا کہ کہیں بند ٹوٹ نہ جائے،لہٰذا لوگ ان کے پاس گئے کہ جی دعا کریں کہ کہیں بند ٹوٹ نہ جائے،وہ اپنا کدال لے کر آئے اوراس جگہ کو دیکھا جہاں سے ٹوٹنے کا خطرہ تھااس کو کھودنا شروع کر دیا،لوگ حیران کہ حضرت ہم تو آپ کواس لیے لائے ہیں کہ بند ٹوٹے نا آپ الٹا کھود رہے ہیں، کہنے لگے:۔''جدھر مولیٰ ادھر شاہ دولہ''

اگر میرے رب کو توڑنا منظور ہے تو میں خود ہی کیوں نہ توڑوں؟ ان کی یہ عاجزی اللہ کو پسند آگئی اور پانی گھٹنا شروع ہوگیا، سیلاب جہاں سے آیا تھا وہیں واپس ہوگیا، اللہ والے سراپا تسلیم ورضا ہوتے ہیں۔ (دوائے دل ص ۱۰۴)

تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

گڑ کے بدلے سونے کی انگوٹھی

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکایت لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب میں چھوٹا سا تھا میرے والدہ نے مجھے سونے کی انگوٹھی بنوا کردی، میں انگوٹھی پہن کر باہر نکلا تو مجھے ایک ٹھگ مل گیا، اس کے پاس گڑ کی ڈلی تھی، اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ یہ چکھو، میں نے گڑ کو چکھا میٹھا لگا پھر وہ کہنے لگا کہ اب اپنی انگھوٹھی چکھو، جب میں نے اپنی انگوٹھی کو چکھا تو کچھ لذت محسوس نہ ہوئی وہ مجھے کہنے لگا کہ یہ بےلذت چیز دیدواور لذت والی چیز لےلو میں نے اس کی باتوں میں آکر اسے سونے کی انگوٹھی دیدی اور گڑ کی ڈلی لے لی۔ اس طرح اگر محبت الٰہی کی قدر وقیمت ہمارے دل میں نہ ہوتو آدمی غفلت ومعصیت کی وجہ سے اس کو ضائع کر دیتا ہے۔ (خطبات ص ۱۲۲۔۸)

حسن فانی کی سجاوٹ پر نہ جا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

☆......☆......☆

محبوب ملا سب کچھ ملا

سبکتگین بادشاہ اپنی ایک بیوی سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، ایک مرتبہ دوسری بیویوں نے اس کہا کہ آپ فلاں بیوی سے زیادہ محبت رکھتے ہیں حالانکہ حسن میں ہم ان سے زیادہ ہیں، سمجھداری میں بھی ہم ان سے زیادہ ہیں آخر اس میں کونسی ایسی خاص بات ہے ہمیں تو اس کے اندر کچھ نظر نہیں آتا، مگر آپ کی محبت کی نگاہیں جو اس پر اٹھتی ہیں وہ کسی دوسری بیوی پر نہیں اٹھتیں، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ بادشاہ نے کہا، اچھا، میں کبھی اس بات کا جواب دے دونگا، اس کے بعد اس کی بیویاں یہ بات بھول گئیں۔

ایک دن سبکتگین نے اپنے گھر کے صحن میں بیٹھ کر کہا کہ آج میں اچھے موڈ میں ہوں اس لیے آج میں چاہتا ہوں کہ میں تم سے ہر ایک کو اچھے اچھے انعام سے نوازوں، یہ بات سن کر خوش ہوگئیں کہ آج ہمیں شاہی خزانے سے انعام ملے گا، صحن میں سونے چاندی اور جواہرات کے ڈھیرے لگا دیئے گئے۔ بادشاہ نے ان سب کو بلا کر کہا اس صحن میں جو چیزیں پڑی ہوئی ہیں ان میں سے جس چیز پر جو بیوی بھی ہاتھ رکھ لے گی اس کو وہ چیز انعام کے طور پر دے جائے گی، چنانچہ جس وقت میں اشارہ کروں تم دوڑ کر اپنی پسند کی چیز پر ہاتھ رکھ لینا، بیویاں تیار ہوگئیں اور انہوں نے اپنی اپنی پسند کی چیزوں پر نگاہ جمالیں، کسی نے یاقوت کے اوپر، کسی نے ہیرے کے اوپر کسی نے سونے کے اوپر، کسی نے چاندی کے اوپر، بادشاہ نے اشارہ کیا تو بیویوں نے دوڑ کر اپنی اپنی چیزوں پر ہاتھ رکھ لیے لیکن وہ بیوی جس پر اس کی محبت کی خاص نظر رہتی تھی۔ وہ اپنی جگہ کھڑی رہی، جب سب نے دیکھا کہ ہم نے قیمتی چیزوں پر ہاتھ رکھ لیے ہیں، مگر اس نے کسی چیز پر ہاتھ نہیں رکھا تو وہ ہنسنے لگیں اور بادشاہ سے کہنے لگیں، بادشاہ سلامت! ہم کہا کرتی تھیں کہ یہ بیوقوف ہے اور اس کے اندر عقل کی کمی ہے، اور آج اس کی عقل کی کمی کھل کر سامنے آگئی ہے یہ تو بس سوچتی رہی لہٰذا آج اس کے پلے کچھ نہیں آئے گا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا، اے اللہ کی بندی! تو نے کسی چیز پر ہاتھ کیوں نہ رکھا؟ وہ کہنے لگی، بادشاہ سلامت! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے یہی کہا ہے

کہ آج جو جس چیز پر ہاتھ رکھے گی، وہ چیز اس کی ہو جائے گی، بادشاہ نے کہا، ہاں یہی تو میں نے کہا ہے اس نے یہ سنا تو آگے بڑھی اور بادشاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا، اور کہنے لگی، بادشاہ سلامت! جب آپ میرے ہو گئے تو پھر سارا خزانہ میرا بن گیا۔ بادشاہ نے اس کی یہ بات سن کر اپنی دوسری بیویوں سے کہا کہ دیکھو، اس کی اس عقلمندی اور محبت کی وجہ سے، میں اس کے ساتھ زیادہ محبت کرتا ہوں۔ اس طرح جب انسان محبت الٰہی کو تھام لیتا ہے، تو کائنات کی چیزیں اس کے لیے مسخر ہو جاتی ہیں۔ (خطبات ص ۱۵۰۔۷)

عشق کی دیوانگی طے کر گئی کتنے مقام......
عقل جس منزل پہ تھی اب تک اس منزل پہ ہے

محبت الٰہی میں مولانا محمد علی جوہر سرشار

مولانا محمد علی جوہر قریب زمانہ میں ایک بزرگ گذرے ہیں، ہمارے نقشبندی بزرگوں کے سایہ رہے ان سے تربیت پائی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اپنی محبت بھر دی۔ دل میں عہد کر لیا کہ مسلمانوں کو جب تک آزادی نہیں ملے گی میں اس وقت تک قلم کے ذریعہ سے جہاد کرتا رہوں گا۔ چنانچہ آپ انگلینڈ تشریف لے گئے، وہاں کے اخبارات میں اپنے مضامین لکھتے تھے کہ انگریزوں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کو آزادی دے دیں قلمی جہاد کرتے رہے اور یہ نیت کر لی کہ جب تک آزادی نہیں مل جاتی واپس گھر نہیں جاؤں گا۔ اسی حالت میں کئی مرتبہ ان کو تکالیف بھی آئیں جیل میں ڈالے گئے۔ انہوں نے جیل میں چند اشعار لکھے، فرماتے ہیں: (خطبات ص ۱۱۴۔۱)

تم یونہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب میں سامان میرے لیے ہے
توحید یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

مرنے سے پہلے ابا جی کی زیارت

حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی بیمار ہوئی، ڈاکٹروں نے جواب دے دیا، جوان العمر بیٹی تھی ماں نے پوچھا کوئی آخری تمنا کوئی آخری خواہش؟ کہا ابا جی کی زیارت کو جی چاہتا ہے ماں نے خط لکھوادیا، جوان العمر بیٹی کا خط پردیس میں ملا کہ میں اپنے عمر کی آخری گھڑیاں گن رہی ہوں، دل کی آخری تمنا ہے کہ ابا حضور تشریف لائیں تو میں آپ کا دیدار کرلوں کتنی بڑی بات تھی، حضرت کو وہ خط ملا حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ اس خط کے پشت پر دو شعر لکھ کر وہ خط واپس بھیج دیا، بیٹی کو اس حال میں کیا جواب لکھا، فرماتے ہیں:

میں تو مجبور ہوں اللہ تو مجبور نہیں
تجھ سے میں دور ہوں وہ تو مگر دور نہیں
تیری صحت ہمیں منظور ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزہ آجائے اللہ رب العزت ہمارے لیے اپنی یہ محبت آسان فرمادے۔ آمین۔ (خطبات ص۱۱۵۔۱)

محبت الٰہی کی برکت سے ہو گئے سب اپنے

شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ آپ نے جس کو جنت میں میرا ساتھی بنانا ہے دنیا میں ہی میری اس سے ملاقات کرادیجئے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ حبشہ کی رہنے والی ایک عورت میمونہ ہے جو جنت میں تمہاری ساتھی بنے گی، چنانچہ میں اس بستی کی طرف چل پڑا، جا کر بستی والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا وہ تو بکریاں چراتی ہے اور اس وقت وہ باہر کہیں بکریاں چرا رہی ہوگی، فرماتے ہیں کہ میں اس کی طرف چل پڑا، جب میں بستی سے باہر نکل کر دیکھا تو حیران ہوا کہ بکریاں ایک ہی جگہ پر چر رہی ہیں اور ادھر ادھر بھاگتی نہیں ہیں، اور ایک

عورت درخت کے نیچے کھڑی نماز پڑھ رہی ہے۔ جب میں نے غور کیا تو میں نے دیکھا کہ جہاں بکریاں چر رہی تھیں اس چراگاہ کے کنارے پر مجھے کچھ بھیڑیے بیٹھے نظر آئے، ان بھیڑیوں کی وجہ سے وہ بکریاں کہیں باہر بھی نہیں بھاگ رہی تھیں، اور ایک ہی جگہ پر چر رہی تھیں۔ جب اس عورت نے سلام پھیرا اور مجھے دیکھا تو کہنے لگی! عبدالواحد! اللہ رب العزت نے ملاقات کی وعدہ گاہ تو جنت بنائی ہے۔ اس لیے تم دنیا میں کیسے آگئے! میں نے کہا میں نے دعا مانگی تھی جو اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہوگئی، البتہ اب میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایسا منظر تو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہی تھیں، بکرایاں چر رہی تھیں، اور بھیڑیے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ بکریوں کو کچھ بھی نہیں کہہ رہے تھے۔ مجھے اس کی راز سمجھ میں نہیں آرہی، وہ کہنے لگی، عبداالواحد!!! یہ بات سمجھنی آسان ہے کہ جس دن سے میں نے اپنے پروردگار سے صلح کر لی ہے اس دن بھیڑیوں نے میری بکریوں سے صلح کر لی ہے......تو معلوم ہوا کہ ''فاذکروانی اذکرکم'' کا ایک مطلب یہ بنا کہ اے بندو! تم مجھ سے صلح کر لو میں مخلوق کی تمہارے ساتھ صلح کر دوں گا۔ (خطبات ذوالفقار: ص۴۵ ج۔۷)

ساری چمک دمک تو انہی موتیوں سے ہے
آنسو نہ ہوتو عشق میں کچھ آبرو نہیں

محبت میں باہر آنے نہیں دیتے

ایک آدمی نے مچھلی خریدی اور ایک مزدور سے کہا کہ گھر پہنچادو تو اتنی مزدوری مل جائے گی۔ مزدور نے کہا بہت اچھا تاہم اگر راستے میں نماز کا وقت ہوگیا تو میں پہلے نماز پڑھوں گا پھر مچھلی پہنچاؤں گا۔ اس آدمی نے رضا مندی کا اظہار کیا۔ جب چلے تو کافی دور جا کر اذان ہوئی، مزدور نے کہا کہ حسب وعدہ میں تو نماز پڑھوں گا۔ آدمی نے کہا بہت اچھا میں مچھلی کے پاس کھڑا ہوتا ہوں تم جلدی سے نماز پڑھ کر آجاؤ۔ مزدور مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔ جب دوسرے لوگ نماز پڑھ کر نکل آئے تو بھی یہ مزدور نماز

پڑھ رہا تھا۔

اس آدمی نے دیکھا کہ بہت دیر لگ گئی تو آواز دینے لگا۔اے میاں اتنی دیر ہوگئی۔ تمہیں کون باہر آنے نہیں دیتا۔اس مزدور نے جواب دیا کہ جناب جو آپ کو اندر نہیں آنے دیتا وہی مجھے باہر نہیں جانے دیتا۔سبحان اللہ عشق ومحبت والوں کا عجیب حال ہوتا ہے۔وہ نماز میں یوں محسوس کرتے ہیں جیسے اپنے محبوب حقیقی سے راز ونیاز کی باتیں کر رہے ہوں۔(عشق الٰہی ص ۴۴)

اس کو محبت نہ ہوتی تو توفیق تہجد نہ دیتا......

ایک شخص بازار جارہا تھا اس نے دیکھا ایک باندی کا مالک اسے بیچ رہا ہے مگر خریدار کوئی نہیں۔وہ باندھی دیکھنے میں بہت دبلی پتلی سی نظر آرہی تھی۔اس شخص نے اس باندی کو معمولی داموں میں خریدلیا۔جب رات کو آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ وہ باندی تہجد کی نماز پڑھ کر دعا کررہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم۔اس شخص نے ٹوکا کہ یوں نہ کہو اے اللہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم۔یہ سن کر وہ باندی بگڑ گئی اور کہنے لگی میرے آقا، اگر اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو مجھے ساری رات مصلے پر نہ بٹھاتا اور آپ کو یوں میٹھی نیند نہ سلاتا۔یہ کہہ کر اس باندی نے رو رو کر دعا کی کہ اے اللہ! اب تک میرا معاملہ پوشیدہ تھا اب مخلوق کو پتہ چل گیا ہے تو مجھے اپنے پاس بلالے چنانچہ وہیں مصلے پر بیٹھے بیٹھے اس کی روح پرواز کرگئی......(عشق الٰہی ص۔۴۴)

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنے گر ہار گئے تو مات نہیں

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ پر محبت الٰہی

کتابوں میں لکھا ہے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا اور انہیں قیامت کا منظر دکھایا گیا، انہوں نے دیکھا کہ قیامت کا دن ہے، لوگ اللہ رب العزت

کے حضور کھڑے ہیں اوران میں ایک آدمی ہے جواللہ کی محبت میں مست ہے اور دیوانہ ہے اور دیوانوں کی طرح اللہ رب العزت کی یاد میں لگا ہوا ہے، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ تو اللہ رب العزت نے فرمایا، اے اہل موقف! اے یہاں کھڑے ہونے والے لوگو! تم اس بندے کو حیران ہوکر دیکھ رہے ہو، یہ میرا بندہ معروف کرخی ہے، اس پر میری محبت کا جذبہ طاری ہے، اس کو اس وقت تک سکون نہیں ملے گا جب تک کہ میرا دیدار نہیں کرلے گا، لہٰذا اللہ رب العزت ان کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے تب ان کے جسم کو سکون پیدا ہوگا۔

(خطبات ذوالفقار ص ۳۰۰، ج:۵)

ابلتے تیل میں کباب بننا

ایک مرتبہ دو تابعین رحمہم اللہ علیہم کسی جہاد میں دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔فوجیوں نے انہیں اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا تھا جب اس نے ان دونوں حضرات کے چہروں کو دیکھا تو ان پر جوانمردی اور شجاعت کے نمایاں اثرات دیکھے۔اس کا جی چاہا کہ ان دونوں کو قتل کرنے کے بجائے میں ان کو اپنے دین پر آمادہ کرلوں تو یہ میری فوج کے سپہ سالار بن سکتے ہیں۔ چنانچہ اس نے دونوں حضرات کو سبز باغ دکھائے کہ اگر تم ہمارے دین کو قبول کرلو تو تمہیں زندگی کی ہر آسائش اور سہولت مہیا کردی جائے گی۔جس خوبصورت لڑکی سے چاہیں گے شادی کردی جائیں گی۔مزید برآں فوج میں اعلیٰ عہدہ پر تعینات کردیا جائے گا۔ان حضرات نے کہا یہ فانی دنیا کی چیزیں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ہم اپنے دین سے ہرگز ہرگز نہیں پھریں گے۔بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس طرح تو دال گلتی نظر نہیں آتی تو اس نے ڈراؤ دھمکاؤ کا حربہ آزمایا اور کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو تمہیں ابلتے تیل میں ڈال کر بھون دیا جائے گا۔ ان حضرات نے فرمایا ”فاقض ما انت قاض “(تو کر جو کر سکتا ہے)اس نے حکم دیا کہ ایک لوہے کے بڑے کڑاہ میں تیل کو گرم کیا جائے۔تھوڑی دیر میں آگ بھڑکا کر تیل کو خوب ابال دیا گیا۔بادشاہ نے دونوں سے آخری مرتبہ پوچھا کہ تم اپنا دین بدل لو تو تمہیں آزاد کردیا جائے گا اگر نہیں تو

پھر اس تیل میں جل کر کباب بنا پڑے گا۔ انہوں نے واضح الفاظ میں انکار کیا تو بادشاہ کے اشارے پران دونوں میں ایک کو اٹھا کر ابلتے تیل میں ڈال دیا گیا۔ بس چشم زدن میں چند بخارات اٹھے وہ کباب بن گئے۔ بادشاہ نے دوسرے تابعی کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔

بادشاہ سمجھا کہ یہ خوف زدہ ہوگیا ہے اب شاید اپنا دین بدل لے۔ چنانچہ اس نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا کہ تمہارے ساتھی نے میری بات نہیں مانی تو دیکھو اس کا انجام کیا ہوا۔ اب تم اگر میری بات مان لو تو تمہیں تیل میں نہیں ڈالا جائے گا۔ وہ تابعی فرمانے لگے او بدبخت کیا تو سمجھتا ہے کہ میں موت سے گھبرا رہا ہوں، ہرگز ہرگز ایسا نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کہ پھر تم روئے کیوں۔ تابعی نے جواب دیا کہ مجھے یہ خیال آیا تھا کہ میری ایک جان ہے تم مجھے تیل میں ڈال دو گے تو یہ ختم ہو جائے گی۔ اے کاش کہ میرے بدن پر جتنے بال ہیں میری اتنی جانیں ہوتیں تو مجھے اتنی بار تیل میں ڈلواتا اور میں اتنی جانوں کا نذرانہ اپنے اللہ کے سپرد کر دیتا۔

رہ یار ہم نے قدم قدم تمہیں داستاں بنا دیا
جو رکے تو وہ کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گذر گئے

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے محبت الٰہی پر واقعات

واقعہ نمبر ۱۔ ایک مرتبہ آپ تنہائی میں بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول تھے کہ ایک سالک نے آکر کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے واصل کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا، اللہ سے؟ آپ کی زبان سے اللہ کا لفظ اتنی محبت سے نکلا کہ نوجوان کے دل کو چیر کر رکھ دیا اور اس نے وہیں گر کر جان دے دی۔ آپ پر قتل کا مقدمہ درج کر دیا گیا، گرفتار ہو گئے۔ قاضی کی عدالت میں پہنچے تو قاضی نے پوچھا شبلیؒ! تم نے ایک نوجوان کو قتل کیا ہے۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ اس نوجوان نے کہا تھا کہ مجھے اللہ سے واصل کر دیجئے میں نے فقط کہا ''اللہ سے'' اور وہ اس لفظ کی تاب نہ لا سکا۔ جب قاضی صاحب نے آپ کی زبان سے اللہ کا لفظ سنا تو اس نے اپنے دل پر عجیب تاثیر

محسوس کی۔ پس اس نے مقدمے سے باعزت بری کر دیا۔

واقعہ نمبر ۲۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جو شخص آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا آپ اس کے منہ میں شیرینی ڈالتے۔ ایک شخص نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ جو شخص میرے محبوب کا نام لے میں اس منہ کو شیرینی سے نہ بھر دوں تو اور کیا کروں۔ سبحان اللہ۔

واقعہ نمبر ۳۔ ایک دن لوگوں نے دیکھا حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ میں تلوار لئے غصے میں بھرے ہوئے ایک جگہ کھڑے ہیں۔ پوچھا کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کیا بات ہے فرمایا کہ جو شخص میرے سامنے اللہ کا نام لے گا میں اسے قتل کر دوں گا۔ پوچھا کہ کیوں؟ فرمایا مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ لوگ میرے محبوب کا نام غفلت سے لیتے ہیں اور میرے نزدیک محبوب حقیقی کا نام غفلت سے لینا کفر ہے۔

واقعہ نمبر ۴۔ ایک دن آپ کہیں جا رہے تھے کہ بچے آپ کے پیچھے لگ گئے اور آپ کو مجنون سمجھ کر تنگ کرنے لگے۔ آپ ان کی طرف توجہ دیئے بغیر چلے جا رہے تھے۔ ایک لڑکے نے کنکر اٹھا کر آپ کی طرف پھینکا جو آپ کی پنڈلی پر لگا حتیٰ کہ خون نکلنے لگا۔ ایک شخص نے یہ منظر دیکھا تو بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیا اور آپ کے قریب ہوا کہ زخم کو صاف کر دے مگر یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ آپ کے جسم سے خون کا قطرہ زمین پر گرتا تھا اس سے اللہ کا لفظ بن جاتا تھا سبحان اللہ ۔ اس جسم میں محبت الٰہی کتنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوگی کہ جس سے خون کا قطرہ زمین پر گرتے ہی اللہ کا لفظ بن جاتا تھا۔

واقعہ نمبر ۵۔ ایک مرتبہ آپ وضو کر کے نماز پڑھنے کے لئے مسجد جا رہے تھے کہ آپ کے دل میں الہام ہوا۔ شبلی ! تو ایسا گستاخانہ وضو کر کے ہمارے گھر کی طرف جا رہا ہے۔ آپ اس وقت واپس مڑے کہ دوبارہ وضو کروں، الہام ہوا کہ "شبلی ہمارا در چھوڑ کر کدھر جائے گا" آپ نے وجد میں آ کر زور سے کہا اللــہ۔ الہام ہوا کہ "شبلی! تو ہمیں اپنا جوش دکھاتا ہے" آپ خاموش ہو گئے، الہام ہوا کہ شبلی!" تو ہمیں اپنا صبر دکھاتا ہے" آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور رونا شروع کر دیا۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عاجزی کرتے

ہوئے دیکھنا چاہتے تھے۔

واقعہ نمبر ٦۔ ایک مرتبہ آپ کے دل میں الہام ہوا کہ ''شبلی! تو چاہتا ہے کہ میں تیرے عیب لوگوں کے سامنے ظاہر کردوں تاکہ تمہیں کوئی منہ لگانے والا نہ رہے'' آپ بھی ناز کی کیفیت میں تھے، عرض کیا اے اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی رحمت کھول کر لوگوں پر ظاہر کردوں تو آپ کو دنیا میں کوئی سجدہ کرنے والا نہ رہے۔فوراً الہام ہوا ''شبلی تو میری بات کرنا نہ میں تیری بات کروں گا''

ان واقعات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جن لوگوں نے ریاضیت کی بھٹی میں اپنے نفس کو ڈال کر کندن بنالیا ہو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت ہوتی ہے۔

ایک معصومانہ سوال

ایک مرتبہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ میرے نانا جی سے محبت ہے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ میری امی سے محبت ہے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ مجھ سے محبت ہے؟ فرمایا ہاں۔سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بڑی معصومیت سے کہا ابو! آپ کا دل تو گودام ہوا۔دل میں تو ایک کی محبت ہونی چاہئے آپ نے اتنی محبتیں جمع کر رکھی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سمجھایا کہ بیٹے تمہارا سوال بہت اچھا ہے مگر تمہارے نانا جی، تمہاری والدہ اور تم سے اس لئے محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت کرنے کا حکم دیا ہے پس یہ سب محبتیں درحقیقت محبت الٰہی کی ہی شاخیں ہیں۔ یہ سن کر سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ مسکرائے کہ اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔

سمنون محبّ کا حال

حضرت سمنون محبّ بڑے خوبصورت نوجوان تھے عشق الٰہی میں ہر وقت سرشار رہتے تھے۔ایک مرتبہ لوگوں نے وعظ و نصیحت کی درخواست کی، آپ نے محبت الٰہی کی اہمیت پر

بیان کرنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک چڑیا آ کر آپ کے کندھے پر بیٹھ گئی پھر تھوڑی دیر بعد آپ کی گود میں بیٹھ گئی۔ آپ محبت الٰہی کی باتیں کرتے رہے تو وہ چڑیا پھڑکتی رہی حتیٰ کہ اس نے گود ہی میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ لوگوں نے آپ کا نام سمنون محب رکھ دیا۔

دو سال تک نام یاد نہ ہوا

حضرت مولانا اصغر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نانا شیخ احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ بڑے باخدا لوگوں میں سے تھے۔ جب دار العلوم دیوبند کا سنگ بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا کہ دار العلوم کا سنگ بنیاد میں ایسی ہستی سے رکھواؤں گا جس نے ساری زندگی کبیرہ گناہ تو کیا گناہ کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ لوگ یہ سن کر حیران ہو گئے۔ پھر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ وہ دار العلوم کا سنگ بنیاد رکھیں۔ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کثرت ذکر کی وجہ سے اکثر اوقات عالم جذب میں ہوتے تھے۔ آپ کے ایک داماد کا نام تھا اللہ کا بندہ۔ وہ آپ کی خدمت میں دو سال تک رہا اور آپ کو اس کا نام یاد نہ ہوا۔ جب کبھی وہ سامنے سے گزرتا تو آپ پوچھتے ارے میاں! تم کون ہو؟ وہ عرض کرتا کہ اللہ کا بندہ ہوں، آپ فرماتے کہ ارے میاں! سبھی اللہ کے بندے ہیں تم کون ہو؟ وہ عرض کرتا کہ حضرت! میں آپ کا داماد اللہ کا بندہ ہوں۔ فرماتے اچھا اچھا۔ دو سال تک یہی سوال و جواب ہوتے رہے مگر اللہ تعالیٰ کا نام دل پر اتنا چھا چکا تھا کہ اب کسی کا نام یاد نہ ہوتا تھا۔

جگر مراد آبادی کی سچی توبہ

استاد جگر مراد آبادی اپنے وقت کے مشہور و معروف شاعر گزرے ہیں۔ ابتداء میں مے نوش ہی نہیں بلانوش تھے۔ اپنے تخیلات کی دنیا میں مست رہتے تھے۔ اشعار کی بندش ایسی ہوتی تھی کہ گویا مضامین کے ستارے آسمان سے توڑ کر لائے ہیں۔ ایک مرتبہ عبدالرب نشتر سے ملنے ان کے دفتر گئے تو چپڑاسی نے معمولی لباس دیکھ کر انہیں دفتر میں داخل ہونے

سے منع کر دیا۔ استاد جگر نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ میرا گورنر صاحب سے دوستانہ تعلق ہے۔ مگر چپڑاسی ماننے کے لئے تیار نہ ہوا۔ چنانچہ استاد جگر نے ایک چھوٹی سی پرچی پر لکھا۔

نشتر کو ملنے آیا ہوں میرا جگر تو دیکھ

اور چپڑاسی سے کہا یہ صاحب کو صرف دکھادو۔ جب عبدالرب نے پرچی دیکھی تو سمجھ گئے کہ نشتر اور جگر کو اتنے پیارے طریقے سے ایک مصرعے میں جمع کرنا عام بندے کا کام نہیں، ہو نہ ہو یہ استاد جگر ہوں گے۔ چنانچہ وہ ملنے کے لئے خود دفتر سے باہر تشریف لائے۔ چپڑاسی ہکا بکا رہ گیا۔

ایک مرتبہ استاد جگر کی ملاقات ایک مشاعرے میں حضرت خواجہ مجذوب الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ حضرت مجذوب کا کلام سن کر جگر صاحب بہت متاثر ہوئے کہ انگریزی تعلیم، اونچا عہدہ مگر دل میں محبت الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جناب آپ کی ٹرکیسے مس ہوئی (مسٹر کی ٹرمس ہوگئی)۔ حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر کی وجہ سے۔ استاد جگر نے کہا کہ اچھا۔ حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ اگر ملنا چاہیں تو میں ملاقات کا بندوبست کر دیتا ہوں۔ استاد جگر نے کہا میں ملنے کے لئے چلوں گا تو سہی مگر وہاں جا کر بھی پیئوں گا۔ حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ خانقاہ تو ایک عوامی جگہ ہے وہاں مے نوشی کی اجازت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ میں جگر صاحب کو اپنے ذاتی مکان میں مہمان کی حیثیت سے ٹھہراؤں گا وہاں پر تنہائی میں وہ جو چاہیں کریں۔ حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ استاد جگر کو ایک دن لے گئے، ولی کامل کی تھوڑی دیر کی صحبت نے دل کی دنیا بدل دی استاد جگر نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تین دعائیں کروائیں۔ پہلی دعا یہ کہ میں شراب نوشی ترک کر دوں، دوسری دعا یہ کہ میں سنت رسول اللہ ﷺ کو چہرے پر سجا لوں، تیسری یہ کہ میں حج کر لوں۔ جب واپس

آئے تو شراب نوشی ترک کر دی اور سنت رسول اللہ ﷺ چہرے پر سجالی۔ لوگ ان کی زندگی میں اتنی بڑی تبدیلی آجانے پر حیران ہوتے اور ملنے کے لئے آتے۔ استاد جگر نے اپنے بارے میں خود ہی ایک شعر بنا دیا۔

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے کہ وہ کافر مسلماں ہوا ہے

شراب نوشی یک دم ترک کر دینے سے استاد جگر کی طبیعت کافی خراب ہوگئی۔ استاد جگر کو ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ آہستہ آہستہ یہ عادت چھوڑتے تو اچھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب چھوڑنے کی نیت کر لی تو یک دم چھوڑنا اچھا ہے اب اگر موت بھی آگئی تو انشاء اللہ توبہ قبول ہو جائے گی۔ آخرت اچھی ہو جائے گی۔ استاد جگر پر محبت الٰہی کا غلبہ ہونا شروع ہو گیا۔ یہ مشائخ کے ساتھ قلبی رابطے کی تاثیر تھی حتیٰ کہ یہ محبت کا اثر ان کے کلام سے بھی ظاہر ہونے لگا۔ بعض اشعار تو بڑے غضب کے ہیں۔ مثلاً

میرا کمال عشق میں اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پر چھا گئے میں زمانے پر چھا گیا
یہ موج و دریا یہ ریگ وصحرا یہ غنچہ وگل یہ ماہ و انجم
ذرا جو وہ مسکرا دیئے ہیں یہ سب کے سب مسکرا رہے ہیں

شب بھر کا مراقبہ

حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں والے حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کی خانقاہ میں یہ معمول ہوتا تھا کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت ساری رات جماعت کو مراقبہ کرواتے۔ جماعت کے لوگوں کو اجازت تھی کہ جو تھک جائے وہ اٹھ کر چلا جائے۔ چنانچہ جب لوگ تھک جاتے تو ایک ایک کر کے جاتے رہتے حتیٰ کہ جب وہ آدھی رات گزر چکی ہوتی تو آپ مراقبہ سے سر اٹھاتے دیکھتے کہ سامنے تو کوئی دوسرا نہیں ہے تو آپ اٹھ کر تہجد کی نیت باندھ لیتے۔ پوری رات یادالٰہی میں بسر ہو جاتی۔

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

موت کے وقت محبت رکھنے والوں کی حالت

عاشق صادق کی ساری زندگی موت کی تیاری کرنے میں گزرتی ہے کیونکہ موت ایک پل ہے جس پر گزر کر وصال یار ہوتا ہے پس جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس پر خوشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے

شکر اللہ کہ نمردیم و رسیدیم بدوست
آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما

(اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں مرا نہیں بلکہ دوست تک پہنچ گیا، میرے مردانہ ہمت کو شاباش دو)

اسے جب خیال آتا ہے کہ آج امتحان کی گھڑیاں ختم ہوں گی اور موت ایک پل کی مانند ہے جو ایک دوست سے ملا دیتی ہے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔

ہیں سرور وصل سے لبریز مشتاقوں کے دل
کر رہی ہیں آرزوئیں سجدہ شکرانہ آج

عاشق صادق کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو دوست احباب طبیب کو بلاتے ہیں تاکہ اس کو بیماری سے شفا کے لئے دوا دی جا سکے۔ جب کہ مرنے والے کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ آج موت سے زیادہ اکسیر دوا کوئی نہیں ہے۔

از سر بالیں من بر خیز اے ناداں طبیب
درد مند عشق را دارد بجز دیدار نیست

(اے نادان طبیب میرے سرہانے سے اٹھ جا، عشق کے دردمند کے لئے دیدار کے سوا اور کوئی علاج نہیں)

موت کے قریب عاشق کی بعض اوقات ایسی کیفیت ہوتی ہے جیسا کہ وہ ایک تھکا ماندہ

سائل ہے جو سخی کے دروازے تک آ پہنچا اور اب وہ دروازہ کھلے گا تو محبوب اس کے دامن کو گوہر مراد سے بھر دے گا۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئا للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بردست و بر بازوئے تو

(ہم مفلس ہیں تمہاری گلی میں آئے ہیں، اللہ کے واسطے اپنے حسن سے کچھ عطا کیجئے۔ اپنے ہاتھ کو ہمارے کشکول کی طرف بڑھائیں تمہارے ہاتھوں اور بازوؤں پر آفریں ہو)

عاشق صادق کی آخری تمنا یہی ہوتی ہے کہ اسے نماز کے سجدے میں موت آجائے یا مدینہ طیبہ میں موت آئے تا کہ اس کی بے قراری کو ہمیشہ کے لئے قرار آجائے۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

موت کے وقت عشاق کی کیفیت درج ذیل واقعات سے واضح ہو سکتی ہے۔

۱۔ حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پڑھا گیا۔ جان بدہ، جان بدہ، جان بدہ، (جان دے دو، جان دے دو، جان دے دو) اور یہ کہہ کر فوت ہو گئے۔

۲۔ ایک عاشق صادق طواف کعبہ کے لئے اپنے گھر سے روانہ ہوئے۔ جب اس کی نظر بیت اللہ شریف پر پڑی تو عجیب کیفیت میں یہ شعر پڑھ کر فوت ہو گئے۔

چو رسی بکوئے دلبر بسپار جان مضطر
کہ مبادا بار دیگر نرسی بدیں تمنا

(جب محبوب کے کوچے میں پہنچ جائے تو بے قرار جان کو سپرد کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ دوبارہ اس تمنا کو نہ پہنچ سکے)

۳۔ محدث ابوذرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لاکھ احادیث اس طرح یاد تھیں۔ جس طرح عام

لوگوں کو سورۃ اخلاص یاد ہوتی ہے۔ایک مرتبہ طلباء کو حدیث پڑھا رہے تھے کہ من کان اخر کلامه لا اله الا الله (جس کا آخری کلمہ لا اله ا لا الله هو) یہ کہا اور فوت ہو گئے گویا دخل الجنته کی عملی تصویر بن گئے۔

۴۔ حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے ایک فقیر بے نوا داخل ہوا اور چاروں طرف دیوار کے ساتھ پڑی شیشیوں کو غور سے دیکھتا رہا۔آپ نے پوچھا کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ آپ کی جان اتنی شیشیوں میں اٹکی ہوئی ہے یہ کیسے نکلے گی؟ آپ نے فرمایا میاں جیسے تمہاری جان نکلے گی ویسی ہی ہماری جان نکلے گی۔اس فقیر نے یہ سنا تو وہیں فرش پر لیٹ کر کپڑا اپنے اوپر اوڑھ کر کہا میاں ہماری جان تو ایسے نکلے گی۔ لا اله الله محمد رسول الله جب آپ نے قریب پہنچ کر اسے ہلایا جلایا تو دیکھا کہ وہ اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر چکا ہے۔آپ کے دل پر اس واقعہ کا بڑا گہرا اثر ہوا آپ کی زندگی کا رخ بدلا۔حتیٰ کہ آپ خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بنے اور آپ نے تذکرۃ الاولیاء کتاب لکھی۔

(۵) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ چند فقراء کے ہمراہ ذکر و شغل میں مشغول تھے کہ ایک عاشق صادق آیا اور پوچھنے لگا کہ یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پر انسان مر سکے۔آپ یہ سن کر حیران ہوئے اور قریبی کنوئیں اور مسجد کی طرف اشارہ کیا کہ ہاں وہ جگہ ہے۔وہ شخص وہاں گیا کنویں کے پانی سے وضو کیا مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور لیٹ گیا۔جب اگلی نماز کا وقت آیا تو لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو کسی نے ان کو جگانا چاہا کہ نماز کا وقت قریب ہے، دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے تھے۔

(۶) ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو کسی نے دعا دی، اے اللہ! ممشاد کو جنت کی نعمتیں عطا فرما۔آپ نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا اور کہا گزشتہ بیس سال سے جنت خوب مزین کر کے میرے سامنے پیش کی جاتی رہی مگر میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے نظر ہٹا کر اس کی طرف نہیں دیکھا۔

(۷) حضرت ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے سامنے جنت کو پیش کیا گیا تو وہ طالب دیدار مولیٰ تھے۔انہوں نے شعر پڑھا۔

ان کان منزلتی فی الحب عندکم

ما قد رائیت فقد ضیعت ایامی

(اگر محبت میں میرا مرتبہ آپ کے ہاں یہ ہے جو میں نے دیکھا تو پھر میری زندگی ضائع ہوگئی)

(۸) ایک بزرگ اپنے مرض الموت میں گرفتار تھے والدہ بھی پاس بیٹھی ہوئیں تھیں۔ان کی چھوٹی بیٹی ان کے پاس آئی اور چاہتی تھی کہ ابو مجھ سے کھیلیں اور باتیں کریں وہ خاموش آنکھیں بند کیے لیٹے محو ذکروفکر رہے۔بیٹی ان سے روٹھ گئی اور اپنی دادی سے کہنے لگی کہ اب میں ابو سے نہیں بولوں گی۔ چنانچہ دادی نے ان بزرگوں سے کہا دیکھو یہ چھوٹی بیٹی آپ سے ناراض ہوگئی ہے آپ اسے منالیں۔انہوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور کہا کون بیٹی، کیسی بیٹی، ہم نے تو اپنے یار کو منالیا۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ کہہ کرفوت ہوگئے۔

(۹) ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو میدان جنگ میں تلوار کا وار لگا تو فرمایا فزت و رب الکعبہ (رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا) یہ کہہ کر شہید ہوگئے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(10) ایک نوجوان مراقبہ میں مشغول تھے کہ اسی حال میں موت آ گئی۔

ایک بزرگ نے موت کے وقت کہا:

یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمین

(کاش کہ میری قوم کو پتہ چلتا کہ بخش دیا مجھے پروردگار نے اور مجھے عزت والوں میں سے بنادیا)

ایک اور بزرگ نے موت کے وقت کہا:

لمثل هذا فليعمل العاملون

(اس جیسے کے لئے عمل کرنے والے عمل کریں)

(۱۱) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے پیشانی پر لکھا ہوا دیکھا۔

هذا حبيب الله مات في حب الله

(یہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے یہ اللہ ہی کی محبت میں مرا ہے)

قبر میں محبت رکھنے والوں کی حالت

جن عشاق کو موت کے وقت عنایات الٰہی کا ثمر نصیب ہوتا ہے ان کی قبر کے حالات بھی عجیب وغریب ہوتے ہیں۔

لحد میں محبت الٰہی کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

چند واقعات درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے قبر میں فرشتوں نے پوچھا کہ کیا لائے ہو؟ جواب دیا کہ میرے آقا کا فرمان عظیم الشان تھا۔ الدنيا سجن المومن (دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے) اب مجھے بتاؤ کہ قید خانے سے کوئی کیا لاسکتا ہے؟ فرشتے یہ جواب سن کر چلے گئے اور قبر کو باغ بنا دیا گیا۔

☆ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کو خواب میں نظر آئے اس نے پوچھا کہ قبر میں کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا کہ فرشتے پوچھنے لگے کہ او بوڑھے! کیا لائے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جب کوئی بادشاہ کے در پر آتا ہے تو یہ نہیں پوچھتے کہ کیا لائے ہو بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا لینے آئے ہو؟ فرشتے یہ جواب سن کر خوش ہوئے۔

☆ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات کے بعد کسی کو خواب میں نظر آئیں اس نے پوچھا کہ کیا بنا؟

فرمایا کہ فرشتے آئے تھے پوچھنے لگے، من ربک میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے جا کر کہہ دو کہ یا اللہ! تیری اتنی ساری مخلوق ہے اور ان میں سے تو مجھے ایک بوڑھی عورت کو نہیں بھولا، میرا تو تیرے سوا ہے ہی کوئی نہیں۔ بھلا میں تجھے کیسے بھول سکتی ہوں؟

☆ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے قبر میں فرشتوں نے سوال کیا کہ من ربک آپ نے فرمایا کہ میرا رب وہی ہے جس نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ فرشتے یہ جواب سن کر حیران ہوئے اور چلے گئے۔

☆ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات کے بعد کسی شخص کو خواب میں نظر آئے، اس نے پوچھا کہ حضرت! آگے کیا بنا؟ فرمایا کہ فرشتوں نے آ کر پوچھا کہ من ربک، میں نے جواب دیا تم سدرۃ المنتہی سے نیچے اتر کر (کھرب ہا کھرب میل کا فاصلہ طے کر کے) آئے اور اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولے تو کیا میں سطح زمین سے چار فٹ نیچے آ کر سب کچھ بھول جاؤں گا۔ پس میرے اوپر رحمت الٰہی کا دروازہ کھول کر میری قبر کو جنت بنا دیا گیا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب مومن کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ یہ میرا بندہ دنیا سے تھکا ماندہ آیا ہے۔ اسے کہہ دو کہ نم کنومۃ العروس (دلہن کی نیند سو جا) یہاں محدثین نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ یہ نہیں فرمایا کہ تو میٹھی نیند سو جا بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ تو دلہن کی نیند سو جا اس میں راز یہ ہے کہ جب دلہن سوتی ہے تو اس کو وہی جگاتا ہے جو اس کا محبوب (خاوند) ہوتا ہے یہ بندہ قبر میں دلہن کی نیند سو رہا ہے اس کو روز محشر وہ جگائے گا جو اس کا محبوب (اللہ تعالیٰ) ہوگا۔ دلہن جاگے تو خاوند کا مسکراتا چہرہ دیکھتی ہے، یہ عاشق صادق روز محشر جب جاگے گا تو اللہ تعالیٰ کو مسکراتا دیکھے گا۔

روز محشر محبت رکھنے والوں کی حالت

حدیث پاک میں آیا ہے کہ بعض لوگ روز محشر اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھ کر مسکرائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھ کر مسکرائیں گے۔ آواز

آئے گی۔

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

(اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ جا وہ تجھ سے راضی تو اس سے راضی پھر تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلا جا)

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کو بلکہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کو عرش کا سایہ عطا کیا جائے گا۔ یہ وہ دن ہوگا جس دن عرش کے سائے کے سوا دوسرا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ عام لوگوں کے لئے قیامت کا دن ستر ہزار سال کے برابر ہوگا۔ جبکہ عشاق کے لئے وہ دن فجر کی دو رکعت سنتیں پڑھنے کے بقدر بنا دیا جائے گا ان کے لئے مشک و زبرجد کے ٹیلے ہوں گے جن پر وہ سیر کریں گے اور اپنے محبوب حقیقی کے جمال کا مشاہدہ کرتے رہیں گے۔

عاشقاں را با قیامت روز محشر کار نیست
عاشقاں را جز تماشائے جمال یار نیست

(عاشقوں کو قیامت کے ساتھ محشر کے دن کوئی کام نہیں عاشقوں کے لئے سوائے محبوب کے حسن کے مشاہدہ کے کوئی کام نہیں)

بعض عشاق کا تو یہ حال ہوگا کہ جنت کے دروازے پر پہنچ کر رضوان سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں سنا کرتے تھے کہ جنت میں ہمیں دیدار ہوگا۔ رضوان داروغہ جنت اللہ تعالیٰ سے پوچھے گا رب کریم ابھی میزان عدل قائم نہیں ہوا اور یہ لوگ جنت میں داخلہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے میرے بندو! تم نے حساب کتاب تو دیا نہیں اور جنت میں جانے کے متمنی ہو۔ عشاق عرض کریں گے اے رب کریم! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے دنیا سے رخ موڑا اور آپ سے رشتہ جوڑا تھا، ہمیں دنیاوی ناز و نعمت سے کوئی دلچسپی نہ تھی، ہم نے دنیا میں قناعت کی آپ سے محبت کرتے رہے، راتوں کو آپ کے حضور سر بسجود رہتے،

مناجات میں راز و نیاز کی باتیں کرتے غمزدوں کی طرح راتیں بسر کرتے اور آپ کی رضا جوئی کے لئے تڑپتے رہتے، جب ہماری موت آئی تو ہمارے پاس آپ کی محبت کے سوا کچھ باقی نہیں تھا۔

حضور یار ہوئی دفتر جنوں کی طلب
گرہ میں لے کے گریبان کا تار تار چلے

اب ہمارے کندھے پر تیرے در کی چٹائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے رضوان سے فرمائیں گے۔ رضوان! یہ لوگ میرے عشاق ہیں ان سے کیا حساب کتاب لینا، جنت کے دروازے کھول دو اور ان کو بغیر حساب کتاب کے اندر جانے دو۔

ایک روایت کا مفہوم ہے کہ وہ عشاق جو دنیا میں زہد و ریاضت اور فقر و فاقہ کی زندگی گزاریں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے معذرت فرمائیں گے جیسے ایک دوست کوئی چیز نہ دینے کی وجہ سے دوسرے دوست سے معذرت کرتا ہے۔

روز محشر عشاق کا مجمع حوض کوثر کے قریب لگے گا اللہ تعالیٰ کے محبوب شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین ﷺ انہیں حوض کوثر سے جام بھر بھر کر پلائیں گے۔ اپنے ہر ہر امتی کو وضو، نماز کے نشانات اور اعضاء کی نورانیت سے پہچانیں گے۔ فرشتے بھی امت محمدیہ ﷺ کے ان لوگوں کو دیکھ دیکھ کر نہال ہوں گے۔

جو پہنچا حشر میں ثاقب فرشتے سب پکار اٹھے
محمد کے غلاموں کا غلام آیا

روز محشر کی سختیاں کفار مشرکین، منافقین اور فاسقین کے لئے ہوں گے۔ عشاق پل صراط سے ہوا کی تیزی سے گزریں گے۔ جب جہنم کے اوپر سے گزرنے لگیں گے تو جہنم کی گرمی ان کے نور ایمان کی وجہ سے ٹھنڈک میں بدلنے لگے گی۔ جہنم پکارے گی جلدی گزر جاؤ۔

روز محشر عشاق کو اللہ تعالیٰ شفاعت کا اختیار دیں گے۔ وہ اپنے ساتھ کئی گناہ گاروں

کو لے کر جنت میں جائیں گے۔ محشر کی سختیوں سے وہ خود بھی بچیں گے اور دوسروں کے بچنے کا سبب بھی بنیں گے۔ ان کے سامنے ایک نور ہوگا جس کی روشنی میں ان کو جنت کے دروازے تک پہنچائیں گے۔

وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا

(اور لے جایا جائے گا ان لوگوں کو جو اپنے رب سے ڈرے جنت کی طرف گروہ گروہ)

دنیا میں جو اپنے دلوں میں محبت الٰہی کو پیدا کریں گے روز محشر ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ خصوصی عنایت کی نظر ہوگی اس دن مال و اولاد کام نہ آئے گی۔

یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من الی اللہ بقلب سلیم

(جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد نرینہ مگر جو اللہ کے پاس قلب سلیم کے ساتھ آئے گا)

یہ دنیا میں غربت و مسکنت کی زندگی گزارنے والے قیامت کے دن کے معزز مہمان ہوں گے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی ﷺ دعا مانگتے تھے۔

اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین

(اے اللہ مجھے مسکین ہی زندہ رکھنا اور مسکین ہی وفات دینا اور مجھے مساکین کی جماعت کے ساتھ اٹھانا)

اللہ وہ دل دے جو ترے عشق کا گھر ہو
دائمی رحمت کی تری اس پر نظر ہو
دل دے کہ ترے عشق میں یہ حال ہو اس کا
محشر کا اگر شور ہو تو بھی نہ خبر ہو

محفل دیدار

چنانچہ قیامت کے دن مومن اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔ اتنا مزہ آئے گا اتنا مزہ آئے گا کہ مومن وہاں سے جنت میں جانا ہی نہیں چاہیں گے، چنانچہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو جنت میں لے جاؤ۔ یہ ایسا ہی ہوگا کہ پیر صاحب کہہ بھی دیتے ہیں کہ بھئی! اب آپ یہاں سے چلے جائیں! تو عاشق لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں سے ہلتے ہی نہیں۔ کہتے ہیں

جی پتہ نہیں کیا مقناطیسیت ہے! زمین سے ملنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ تو وہ کہہ بھی دیتے ہیں کہ بھئی آپ اب یہاں سے چلے جائیں! محفل برخاست ہوگئی ہے، تو محبت والے وہیں بیٹھے رہتے ہیں پھر ان کو کہہ کر لے جانا پڑتا ہے اور انتظامیہ والے ان کی منتیں کر کے لے جا رہے ہوتے ہیں اور ان کی کمر پر ہاتھ پھیر کر تھپکیاں دیتے ہیں اچھا بھئی! پھر آجانا، ابھی تشریف لے جائیں تو ان کو بھیجنا پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح قیامت کے دن مومنوں کو کہہ دیا جائے گا کہ جنت میں چلے جاؤ! فرشتے ان کی منتیں کریں گے، مومن وہیں اللہ کے دیدار میں مست کھڑے رہیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ تعجب کرتا ہوں ان لوگوں پر جن کو قیامت کے دن فرشتے نور کی زنجیروں سے باندھ کر جنت میں کھینچ کر لے جائیں گے، ان کی طبیعت جانے کو نہیں کرے گی، اللہ کے دیدار میں اتنے مستغرق ہوں گے، یہ محبت ہوتی ہے۔ پھر انسان کو نماز کا مزہ، تلاوت کا مزہ اور پھر انسان کو زندگی کا مزہ آتا ہے۔

اللہ سے اللہ کو مانگئے

عشق الٰہی والی نعمت جس کے حصول کے لئے ہمیں پوری زندگی عطا کی گئی۔ اس لئے اگر انسان اللہ رب العزت سے مانگے تو اللہ رب العزت کو ہی مانگے، اس کی محبت مانگے، اس کا عشق مانگے۔ آج اللہ تعالیٰ سے مال مانگنے والے بہت ہیں، کاروبار مانگنے والے بہت ہیں، گھربار مانگنے والے بہت ہیں لیکن اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو اس لئے ہاتھ اٹھاتے ہوں کہ میں تجھ سے تیری رضا چاہتا ہوں، میں تیری محبت مانگتا ہوں۔ میرے دوستو! کسی نے گھربار مانگا، کاروبار مانگا، بیوی بچے مانگے یا پوری دنیا مانگ لی تو یقین کیجئے کہ اس نے کچھ نہ مانگا اور اگر اللہ کا عشق مانگا تو سب کچھ مانگ لیا۔ کیونکہ یہ سب کچھ محبت الٰہی کے سامنے ہیچ ہے۔ اس لئے اس کو تمنا بنا کر مانگئے کہ رب کریم! ہم تیرا ایسا عشق چاہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے ہماری رگ رگ اور ریشہ ریشہ سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔

لیتک تحلوا والحیوة مریرة
ولیتک ترضی والانام غضاب
ولیت الذی بینی وبینک عامر
وبینی و بین العالمین خراب

اے کاش! تو میٹھا ہو جائے اگر چہ ساری دنیا میرے ساتھ تلخ ہو جائے اور میرے اور تیرے درمیان جو رشتہ ہے کاش کہ وہ آباد ہو جائے اور میرے اور مخلوق کے درمیان جو رشتہ ہے وہ بے شک خراب ہو جائے۔

رابعہ بصریہ رحمہ اللہ کی اللہ تعالیٰ سے محبت

رابعہ بصریہ رحمہ اللہ کے بارے میں آیا ہے کہ ایک دفعہ تہجد کے بعد یہ دعا مانگی۔ اے اللہ! سورج غروب ہو چکا، رات آ گئی، آسمان پر ستارے چمکنے لگ گئے، دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے، تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے اس لئے تیرے سامنے دامن پھیلاتی ہوں۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا مزہ بھی وہی لوگ جانتے تھے۔

جھوٹی محبت والے

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا، میرے ان بندوں سے کہہ دو کہ جھوٹا ہے وہ شخص جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرے اور رات آ جائے تو سو جائے۔ کیا ہر عاشق اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی نہیں چاہتا۔ یہ جو میری محبت کے دعوے کرتے ہیں انہیں چاہئے تھا کہ میرے سامنے سر بسجود ہوتے اور راز و نیاز کی باتیں کرتے۔

شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت

حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے شیخ تھے۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ حضرت نے فرمایا، اشرف علی!

جب سجدہ کرتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے میرا پیار لے لیا ہو۔ اور اشرف علی! جب قرآن پڑھتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے پروردگار سے ہمکلامی کر رہا ہوں اور مجھے اتنا مزہ آتا ہے کہ جنت میں اگر کچھ حوریں میرے پاس آئیں تو میں ان سے کہوں گا، بی بی! مجھے تھوڑا سا قرآن سنا دو۔ سبحان اللہ، ان لوگوں کو کتنا مزہ آتا ہوگا!!! وہ سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ تھے اور مراقبہ کو ''پریم پیالہ'' کہتے تھے۔ مراقبہ میں اتنا مزہ آتا تھا کہ مراقبہ کے لئے بیٹھتے تو مریدین سے فرماتے کہ آؤ! پریم پیالہ پئیں۔

محبت الٰہی کی لذتیں

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ عجیب بات ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ۔ سبحان اللہ۔ جی ہاں! عشق الٰہی والے حضرات رات کے اندھیرے کے ایسے ہی منتظر ہوتے ہیں جیسے دلہا اپنی دلہن سے ملاقات کا منتظر ہوا کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کو لذت ملتی ہے۔ دیکھیں ایک لذت انسان کو زبان سے ملتی ہے۔ کھانے پینے سے انسان کو ایسی لذت ملتی ہے کہ کبھی مسٹر بدگر کی طرف جا رہا ہوتا ہے، کبھی چائنیز سوپ کی طرف جا رہا ہوتا ہے اور کبھی کسی اور چیز کی طرف۔ لہٰذا کچھ لذتیں انسان کی زبان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کچھ لذتیں انسان کی آنکھ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی خوبصورت چیز یا خوبصورت منظر کو دیکھتا ہے تو لطف اندوز ہوتا ہے۔ کچھ لذتیں انسان کے کان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جب اچھی آواز سے تلاوت ہو رہی ہو قاری عبدالباسط، عبدالصمد پڑھ رہے ہوں تو بڑا لطف آتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ سنتے ہی رہیں۔ اسی طرح کچھ لذتیں انسان کے قلب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ محبت اور عشق کی لذتیں ہیں۔

جب یہ قلب تمام اعضاء کا سردار ہے تو اس سے وابستہ لذتیں بھی سب اعضاء کی لذتوں پہ فائق ہوں گی۔ ہم ان لذتوں کو کیا جانیں۔ ''جنہاں لائیاں نہ لاڈ ٹھیاں اکھیاں رنگ بجھ یاں'' وہ کیا جانیں؟ جن کو محبت الٰہی کی لذتیں نصیب ہو جائیں وہ تو پھر یوں کہا

کرتے ہیں:

اللہ اللہ ایں چہ شیرین است نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

اللہ اللہ یہ کتنا میٹھا نام ہے کہ جس کو لینے سے میرے بدن میں یوں مٹھاس آ گئی جیسے چینی کو ڈالنے سے دودھ میٹھا ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے محبت

نبی اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت سے کیسی شدید محبت تھی! سیدہ عائشہ رضی اللہ سے فرماتی ہیں کہ جب اذان کی اللہ اکبر ہوتی تو نبی کریم ﷺ مجھے پہچاننا چھوڑ دیتے تھے۔ میں کئی مرتبہ سامنے آتی تو آپ ﷺ پوچھتے، تم کون ہو؟ میں کہتی، عائشہ۔ پوچھتے، عائشہ کون؟ میں کہتی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں۔ پوچھتے، ابوبکر کون؟ میں اس وقت پہچان لیتی کہ اب ایک نام دل میں اتنا غالب آچکا ہے کہ دنیا میں کسی اور کو یہ نہیں پہچانیں گے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ سے کے عشق و محبت کی داستان

اب آپ کو ایک ملکہ کا واقعہ بتاتا ہوں کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس قدر محبت تھی۔ اس کا نام حضرت آسیہ رضی اللہ سے تھا۔ وقت کے بادشاہ فرعون کی بیوی تھی۔ اللہ رب العزت نے ان کو حسن و جمال کا پیکر بنا دیا تھا، پری چہرہ بنا دیا تھا، نازک اندام بنا دیا تھا۔ اس لئے فرعون ان سے عشق کرتا تھا اور ان کے نخرے اٹھاتا تھا۔ ہر قسم کی سہولت اور آسائش موجود تھی۔ جو چاہتی کپڑے پہنتی، جیسے چاہتی گھر کو سجاتی، جیسے چاہتی آسائش کا کھانا کھاتی۔ بیسیوں نوکرانیاں ان کی خدمت کے لئے ہر وقت موجود رہتی تھیں، جب وہ آنکھ اٹھا کر دیکھتی تو نوکرانیاں بھاگ پڑتیں۔ کوئی کام نہیں کرتی تھیں، سارا دن شاہی محل میں حکم چلاتی رہتی تھیں۔ غرض ہر لحاظ سے آسودگی کی زندگی گزار رہی تھیں۔

اتنے میں پتہ چلا کہ اللہ نے ایک نیک بندے کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ انہوں نے

بندوں کو ایک اللہ کی طرف بلایا۔ان کی یہ توحید والی بات ان کے کانوں تک بھی پہنچی اور دل میں اترتی چلی گئی۔ان کے دل نے گواہی دی کہ باتیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سچی کرتے ہیں مگر میرا خاوند فرعون تو خود خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔کئی دن اسی سوچ بچار میں گزر گئے کہ اب میں کیا کروں۔دل نے گواہی دی کہ پروردگار تو اللہ ہے۔پروردگار تو وہی ہے جو زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی، جبکہ میرا خاوند تو میری منت سماجت میں لگا رہتا ہے اور میری خوشنودی چاہتا ہے، بھلا یہ کیسے خدا ہو سکتا ہے۔مگر چونکہ عورت تھیں اس لئے دوسری طرف خوف بھی آتا تھا کہ اگر میں نے کوئی بات کی تو میری یہ سب سہولتیں چھن جائیں گی اور مجھ پر مصیبتیں پڑ جائیں گی۔لیکن دل نے گواہی دی، آسیہ! یہ دنیا کی آسائشیں تھوڑی ہیں، یہ سب عارضی باتیں ہیں، آخرت کی آسائشیں اصل چیز ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام جو پیغام لے کر آئے ہیں وہی باتیں سچی ہیں۔چنانچہ چوری چھپے اللہ رب العزت پر ایمان لے آئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اپنے ایمان کے بارے میں بتلا دیا۔

اب دل میں اللہ کی محبت آ گئی سوچ کا انداز بدل گیا۔اب رہتی تو فرعون کے پاس تھیں مگر دل فرعون سے دور ہو گیا۔فرعون سے نفرت ہونے لگ گئی۔محل میں رہتی تھیں مگر دل میں ایمان رچ بس چکا تھا۔فرعون کو شروع میں تو پتہ نہ چلا۔بالآخر ایک ایسا وقت آیا کہ فرعون کو ان کی باتوں کے انداز سے پتہ چل گیا۔کیونکہ جب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی باتیں کرتا تھا تو یہ بڑے غور سے سنتی تھیں۔جب وہ اللہ تعالیٰ کی باتیں کرتا تھا اس وقت ان کے تاثرات بدل جاتے تھے۔

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی جب تیرا کسی نے نام لیا

جب فرعون ان کے سامنے اللہ کا نام لیتا تھا تو وہ پھڑک اٹھتیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا سمندر دل میں ٹھاٹھیں مارنے لگتا۔چنانچہ فرعون پر بات کھل گئی کہ میری بیوی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکی ہے۔اس نے بڑا سمجھایا کہ تو ایسا نہ کر، میں تجھ سے پیار کرتا ہوں اور تجھے ہر قسم کی سہولت حاصل ہے۔کہنے لگی کہ نہیں حقیقت تو وہی جو میرے دل میں

اتر چکی ہے۔ میں اس کو بالکل نہیں چھوڑ سکتی۔ چنانچہ باتیں ہوتی رہیں اور وقت گزرتا گیا۔

ایک دن جب فرعون بڑی محبت کا اظہار کر رہا تھا تو انہوں نے اپنے خاوند کو سمجھایا کہ جب آپ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں تو میری بات مان لیں کہ آپ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں۔ فرعون کا دل اس وقت موم ہوگیا۔ کہنے لگا، میں جاتا ہوں ان کے پاس اور ایمان لے آتا ہوں۔ چنانچہ وعدہ کر کے چل پڑا۔ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اسے ہامان مل گیا۔ وہ اس کا وزیر تھا، بڑا مشیر تھا۔ فرعون نے کہا کہ میں نے دل میں ارادہ کرلیا ہے کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پروردگار پر ایمان لے آؤں۔ ہامان یہ سن کر کہنے لگا، توبہ توبہ، غلام کا خادم بننے سے تو زیادہ بہتر ہے کہ آدمی آگے جا کر جہنم کے عذاب میں جل مرے۔ فرعون پر اس کی بات اثر کر گئی۔ لہٰذا فرعون وہیں سے واپس لوٹ گیا۔ کہنے لگا، ہاں میں غلام کا غلام نہیں بن سکتا۔ چنانچہ ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ جب وہ منکر بن گیا تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہ نے اس کو لعن طعن کی کہ تو اپنے وعدے سے پھر گیا۔ جب دونوں میاں بیوی میں باتیں ہوئیں تو فرعون غصہ میں آ کر کہنے لگا کہ میں تجھے مزہ چکھا دوں گا۔ وہ کہنے لگیں پھر تو جو کر سکتا ہے کر لے۔ چنانچہ سہولتوں اور آسائشوں پہ لات ماردی اور ساری نعمتوں کو پیچھے پھینک دیا۔ کہنے لگیں، تو مجھے اپنے محل سے تو نکال سکتا ہے مگر میرے دل سے ایمان نہیں نکال سکتا۔

فرعون نے پہلے تو ڈرایا دھمکایا۔ بعد میں پھر اس کے لئے بھی ناک کا مسئلہ بن گیا۔ کہنے لگا، میں تجھے عذاب دوں گا۔ کہنے لگیں، تو جو کر سکتا ہے کر لے میں تیرا عذاب سہنے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ اس نے لوگوں کو بلوایا۔ وقت کی ملکہ، پری چہرہ اور نازک بدن کو گھسیٹ کر فرش کے اوپر لٹا دیا گیا۔ کہاں گئیں وہ نعمتیں، کہاں گئے وہ محلات، کہاں گئے وہ نرم بستر، کہاں گئیں وہ ہزاروں باندیاں جو ان کے اشارے کے پیچھے بھاگتی پھرتی تھیں۔ آج یہ اکیلی اللہ کی بندی فرش کے اوپر گھسیٹی جا رہی ہے، بال پکڑے ہوئے ہیں، کان سے پکڑ کر گھسیٹی جا رہی ہے۔ جسم زخموں سے چور ہو چکا تھا مگر پھر بھی اپنی بات پر ڈٹی رہیں۔

جب فرعون نے دیکھا کہ چھوٹی موٹی سزا سے یہ نہیں بدلی تو اس نے کہا کہ میں تمہیں زمین پر لٹا کر تمہارے ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھونک دوں گا۔ کہنے لگیں، تو جو کر سکتا ہے کر لے۔ چنانچہ ان کو لٹا دیا گیا اور ان کے ہاتھ کو زمین کے اوپر رکھ کر درمیان میں لوہے کی ایک بڑی میخ ٹھونک دی گئی۔ تکلیف ہو رہی تھی مگر جانتی تھیں کہ یہ تکلیف اللہ کی خاطر ہے۔ پھر دوسرے ہاتھ کو اسی طرح زمین پر رکھ کر میخ ٹھونکی گئی۔ پھر پاؤں میں بھی اسی طرح زمین پر رکھ کر میخیں ٹھونکی گئیں۔ فرعون نے کہا، تمہارے جسم کے کپڑے اتار لوں گا اور پھر تمہاری کھال کو اتار دوں گا۔ کہنے لگیں تم جو کر سکتے ہو کر لو مگر میں اپنے ایمان سے باز نہیں آؤں گی۔ چنانچہ جیتے جاگتے ان کے جسم سے کھال اتارنا شروع کر دی۔ ذرا سوچئے تو سہی آج بکرے کی کھال اتاری جا رہی ہو تو نرم دل کا آدمی اس کو بھی دیکھ کر پریشان ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ تو عورت ذات تھیں۔ زمین پر لیٹی ہوئی تھیں، ہاتھ پاؤں ہلا نہیں سکتی تھیں، سر ایک جگہ پڑا ہوا تھا اور ان کے جسم سے چاقوؤں اور ریزر کے ذریعے ان کی کھال کو جدا کیا جا رہا تھا۔ زخم لگائے جا رہے تھے، تکلیفوں پہ تکلیفیں اٹھا رہی تھیں مگر سمجھتی تھیں کہ یہ سب کچھ میرے پروردگار کی طرف سے ہے۔

اس پریشانی کے عالم میں انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا۔ دنیا کا تو جو ساتھی تھا وہ اب دشمن بن چکا تھا۔ اب تو اصل سہارا باقی رہ گیا تھا۔ اسی ذات کو ندا دی کہ رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ اے اللہ! مجھے محل سے نکالا جا رہا ہے لیکن تو مجھے اپنے پاس محل عطا فرما دے۔ اے اللہ! یہاں فرعون نے تو اپنے سے دور کر دیا ہے مگر میں تو تیرا ساتھ چاہتی ہوں، مجھے فرعون کا ساتھ نہیں چاہئے۔ اس لئے جب بات کرنے لگیں تو یہ نہ کہا کہ اے اللہ! مجھے محل عطا کر دے بلکہ جنت سے پہلے بیتا کا لفظ کہا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ محل تو چاہتی تھیں مگر اللہ کے پاس چاہتی تھیں۔ اپنے دلدار کے پاس چاہتی تھیں، اپنے محبوب حقیقی کے پاس چاہتی تھیں۔ اور پھر کہا ہے ونجنی من فرعون و عملہ اور مجھے فرعون سے اور اس کے عملوں سے نجات عطا فرما۔ کتنی ذہین تھیں کہ یہ نہ کہا کہ اے اللہ! مجھے فرعون سے نجات

دینا۔ کیونکہ اگر فرعون سے نجات مل بھی جاتی تو کسی اور کے پاس چلی جاتیں اور وہ بھی فرعون کی مانند ہوتا۔ اس لئے دو دعائیں مانگیں۔ سبحان اللہ کیسی کامل دعا مانگی۔

سلف صالحین کا محبت الٰہی میں استغراق

یہ شدید محبت انسان کی عبادات میں رنگ بھر دیتی ہے، یہ شدید محبت اس کو تنہائیوں کی لذت عطا کر دیتی ہے، یہ شدید محبت اس کو چپ کا مزہ دے دیا کرتی ہے۔ ہم چپ کا مزہ کیا جانیں؟ ہم تو ہر وقت ٹرٹر کرنے والے ہیں، محفلوں میں ہنسنے کھیلنے والے ہیں۔ ہمیں کیا پتہ کہ رات کی تنہائیوں کا مزہ کیا ہوتا ہے، ہمیں کیا پتہ کہ خالق سے جب انسان تار جوڑ کر بیٹھتا ہے تو اس وقت کی کیفیت کی لذتیں کیا ہوتی ہیں۔ ذرا ان سے پوچھئے جن کی تار جڑ جاتی ہے۔ ان کے دل و دماغ سے غیر کا خیال بھی نکل جاتا ہے۔

ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے کہ دو سال تک ان کا خادم ان کے پاس رہا لیکن حضرت کو اس کا نام ہی یاد نہ ہوا۔ جب وہ سامنے سے گزرتا تو پوچھتے، ارے میاں! تم کون ہو؟ وہ کہتے۔ حضرت! میں آپ کا فلاں خادم ہوں۔ فرماتے اچھا اچھا۔ پھر کچھ دیر بعد سامنے سے گزرتا تو پھر پوچھتے، ارے میاں تم کون ہو؟ وہ کہتے حضرت میں! آپ کا فلاں خادم ہوں پھر فرماتے، اچھا اچھا۔ سبحان اللہ۔ ایک نام دل میں ایسا اتر چکا تھا کہ دو سال تک اپنے خادم کا نام پوچھتے رہے مگر اس کا نام دل میں نہ سما سکا۔

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث یار کہ تکرار می کنیم

بعض سلف صالحین جب اذان دینے کے لئے مینارہ پر چڑھتے، اللہ اکبر کہتے اور اللہ کی جلالت شان سے مرعوب ہو کر اسی وقت گرتے اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دیتے تھے۔ آج اللہ اکبر کی آواز ہم بھی سنتے ہیں لیکن ہمارے دلوں پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ محبت کا وہ جذبہ بیدار نہیں ہے، وہ آگ اندر ابھی لگی نہیں ہے۔ کاش! وہ آگ لگ جائے۔

خانقاہ فضلیہ میں عاشقوں کا مجمع

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ خانقاہ فضلیہ مسکین پور شریف میں رات کو سب سالکین ایک جگہ پر سو جایا کرتے تھے۔ جب سو جاتے اور کچھ دیر گزرتی تو ان میں سے کسی ایک پر جذب طاری ہو جاتا اور وہ اونچی آواز سے اللہ اللہ اللہ کہنا شروع کر دیتا۔ اس کی آواز سن کر سب کی آنکھ کھل جاتی۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کی طبیعت ذرا بحال ہوتی تو سو جاتے۔ ابھی سوتے ہی تھے کہ کسی اور کو جذب ہو جاتا اور وہ اللہ اللہ کہنا شروع کر دیتا، ساری رات یونہی سوتے جاگتے گزر جاتی۔ یہ عاشقوں کا مجمع تھا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر محبت الٰہی کا رنگ

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا ہے کہ جب آپ کے سامنے کوئی اللہ کا نام لیتا تھا آپ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے، شیرینی نکالتے اور اس بندے کے منہ میں ڈالتے اور فرماتے کہ جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے میں اس منہ کو شیرینی سے کیوں نہ بھر دوں۔

محبت الٰہی میں سرمست نوجوان کے اشعار

جن میں یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے وہ اللہ رب العزت سے راز و نیاز کی عجیب باتیں کرتے ہیں۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ ایک آدمی عجیب عجیب اشعار پڑھتا ہوا جا رہا تھا۔

والله ما طلعت الشمس ولا غربت
الا و انت فی قلبی و وسواسی
ولا جلست الی قوم احدثهم
الا و انت فی حدیثی بین جلاسی

ولا ذکرتک محزوناً ولا طربا
الا و حبک مقرون بانفاسی
ولا هممت بشرب الماء من عطش
الارایت خیالا منک فی الکاس
ولو قدرت علی الاتیان زرتکم
سحبا علی الوجه او مشیا علی راس

ان کا ترجمہ یہ بنے گا کہ اللہ کی قسم! کبھی سورج طلوع نہیں ہوا اور کبھی غروب نہیں ہوا مگر یہ کہ تو میرے دل میں اور میرے خیال میں ہوتا ہے۔ اور میں کبھی کسی مجلس میں نہیں بیٹھا مگر یہ کہ اس مجلس میں تیرا ہی تو ذکر ہو رہا ہوتا ہے۔ اور میں نے کبھی تیرا ذکر نہیں کیا خوشی اور غم کی حالت میں مگر یہ کہ تیری محبت میرے سانسوں میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اور میں نے کبھی پانی نہیں پیا مگر اس حال میں کہ پانی کے پیالے میں بھی تیرا ہی تصور کر رہا ہوتا ہوں۔ اور اے محبوب! اگر مجھے اجازت ہوتی تیری زیارت کو آؤں تو میں اپنے رخسار اور سر کے بل چلتا ہوا تیری ملاقات کو پہنچ جاتا۔

محبت الٰہی کا عجیب اظہار

کہتے ہیں کہ مجنوں نے ہر چیز کا نام لیلیٰ رکھ دیا تھا اور زلیخا نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ دیا تھا۔ اسی طرح جن کے دلوں میں محبت الٰہی کا جذبہ ہوتا وہ بھی ہر بات کے سامنے اللہ رب العزت کا نام لیتے ہیں۔

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار محبت

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن والے محبت الٰہی میں پنجابی میں کچھ اشعار کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

میڈا عشق دی توں میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں ایمان وی توں
میڈا جسم وی توں میڈی روح وی توں
میڈا قلب وی توں جند جان وی توں
میڈا کعبہ قبلہ مسجد منبر
مصحف تے قرآن وی توں
میڈے فرض فریضے حج زکوتاں
میڈی صوم صلوۃ اذان وی توں
میڈا زہد عبادت طاعت تقوی
علم وی توں عرفان وی توں
میڈا ذکر وی توں میڈا فکر وی توں
میڈا ذوق وی توں وجدان وی توں
میڈی آس امید تے کھٹیا وٹیا
میڈا تکیہ مان تران وی توں
میڈا دھرم وی توں میڈا بھرم وی توں
میڈا شرم وی توں میڈی شان وی توں
میڈی خوشیاں دا اسباب وی توں
میڈے سولاں دا سامان وی توں
میڈی مہندی کجل مساگ وی توں
میڈی سرخی بیڑا پان وی توں
میڈا حسن تے بھاگ سہاگ وی توں
میڈا بخت تے نام نشان وی توں

جے یار فرید قبول کرے
سرکار وی توں سلطان وی توں
میڈا عشق وی توں میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں ایمان وی توں

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

الف ہکو ہم بس وے میاں جی
بے تے دی میکوں لوڑ نہ کائی
الف کیتم بے وس وے میاں جی
دل وچ چاہت ہو نہ کائی
الف لیم دل کھس وے میاں جی
ایں شاہت ساہت وے میاں جی
جیندیاں مردیاں یار دی رہساں
وسری ہور ہوس وے میاں جی
رانجھن میڈا تے میں رنجھن دی
روز ازل دی حق دے میاں جی
عشقوں مول فرید نہ پھرسوں
روز نویں ہم چس وے میاں جی

سبحان اللہ! یہ بات کون کرسکتا ہے؟ جس کا دل محبت الٰہی سے بھرا ہوا ہو۔ یہ بے اختیاری کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ عقل کی باتیں نہیں بلکہ عشق کی باتیں ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے دل کو کھول کر کاغذ پر رکھ دیا تھا۔

حضرت چلاسی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار محبت

حضرت چلاسی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک کہہ دیا:

مرا طعنہ دہد واعظ بعشقت
تو ہم یک بار سوئے او نظر کن
ورا مانند ما دیوانہ گرداں
تکبر از دماغ او بدر کن
چلاسی خواب در ہجراں حرام است
شب ہجراں بفریادے سحر کن

کہ اے اللہ! ہم تیرے عشق کے طالب ہیں اور واعظ مجھے تیرے عشق کا طعنہ دیتا ہے۔ تو ذرا اس واعظ کے دل پر بھی نظر ڈال دے۔ اسے بھی میری طرح دیوانہ بنا دے اور اس کے دماغ سے تکبر کو دور کر دے۔ چلاسی! جدائی میں سو جانا حرام ہے لہٰذا جدائی کی یہ رات تو اس کی یاد میں روتے ہوئے گزار دے۔ سبحان اللہ۔

محبت الٰہی سے ہاتھ میں تاثیر

اسی طرح کا ایک اور واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک آدمی ملا۔ پوچھا کون ہو؟ کہنے لگا، میں آتش پرست (آگ پوجنے والا) ہوں۔ دونوں نے مل کر سفر شروع کر دیا۔ راستہ میں بات چیت ہونے لگی۔ اس بزرگ نے اس کو سمجھایا کہ آپ خواہ مخواہ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔ آگ تو خدا نہیں، خدا تو وہ ہے جس نے آگ کو بھی پیدا کیا ہے۔ وہ نہ مانا۔ بالآخر ان بزرگوں کو بھی جلال آ گیا۔ انہوں نے فرمایا، اچھا اب ایسا کرتے ہیں کہ آگ جلاتے ہیں اور دونوں اپنے اپنے ہاتھ اس آگ میں ڈالتے ہیں۔ جو سچا ہوگا آگ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوگا اور جو جھوٹا ہوگا آگ اس کے ہاتھ کو جلا دے گی۔ وہ بھی تیار ہو گیا۔ چنانچہ اس جنگل میں انہوں نے خوب آگ جلائی۔ آگ جلانے کے بعد مجوسی گھبرانے لگا۔ جب ان بزرگوں نے دیکھا کہ اب پیچھے ہٹ رہا ہے تو انہوں نے اس کا بازو پکڑ لیا اور اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لے کر آگ میں ڈال دیا۔ ان بزرگوں کے دل میں تو پکا یقین تھا کہ میں مسلمان ہوں، اور اللہ تعالیٰ میری حقانیت کو ضرور

ظاہر فرمائیں گے، دین اسلام کی شان وشوکت واضح فرمائیں گے۔ لیکن اللہ کی شان، نہ ان بزرگوں کا ہاتھ جلا اور نہ اس آتش پرست کا ہاتھ جلا۔ وہ آتش پرست بڑا خوش ہوا اور یہ بزرگ دل ہی دل میں بڑے رنجیدہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ اے اللہ! میں سچے دین پر تھا، آپ نے مجھ پر تو رحمت فرمادی کہ میرے ہاتھ کو محفوظ فرمالیا، یہ آتش پرست تو جھوٹا تھا، آگ اس کے ہاتھ کو جلا دیتی۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات القا فرمائی کہ میرے پیارے! ہم اس کے ہاتھ کو کیسے جلاتے جبکہ اس کے ہاتھ کو آپ نے پکڑا ہوا تھا۔ سبحان اللہ، اللہ والوں کے ہاتھوں میں ایسے برکت آجاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ ھم رجال لا یشقی کہ وہ ایسے بندے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوا کرتا۔ وہ جس کام میں ہاتھ ڈالیں اللہ تعالیٰ اس کام کو آسان فرمادیتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں درختوں کی ٹہنیاں ہوں اور دشمن تلواریں لے کر آئے تو وہ ٹہنیاں بھی تلواریں بن جایا کرتی ہیں۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

محبت الٰہی کا دھن

ارشاد فرمایا: جس کام کی لگن اور دھن سوار ہو جائے اور ہر وقت اسی کی طرف دھیان لگا رہے وہ کام آسان ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبت حاصل کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ ہر وقت ہر لمحہ ہر پل اسی سوچ اور دھیان میں رہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آرہی ہے میرے دل میں سما رہی ہے اور میرا دل کہہ رہا ہے اللہ، اللہ، اللہ، انشاءاللہ دل کی کیفیت بدلے گی اور دل آہستہ آہستہ محبت الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا پھر تو یہ حالت ہو جائے گی۔

شوق میری لے میں ہے شوق میری نے میں ہے
نغمۂ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے

اللہ کی محبت کیسے حاصل ہو گی

اگر محبت الٰہی کی تڑپ ہو، عشق ہو تو پھر معمولات بوجھ محسوس نہیں ہوتے بلکہ مزہ آتا ہے، یہ چیزیں شیخ کی صحبت میں ادب اور طلب کے ساتھ بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہیں، شیخ تو ہر مرید پر توجہات ڈالتا ہی رہتا ہے مگر مرید کی طلب اور محبت کی کمی بیشی سے فرق پڑ جاتا ہے

مالی دا کم پانی دینا تے بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

محبت الٰہی آخر تو سنبھال لیتی ہے

امریکہ میں ایک نوجوان کلمہ گو مسلمان تھا دفتر میں کام کرتا تھا، دفتر میں کام کرنے والی ایک امریکن لڑکی سے اس کا تعلق بن گیا، اور اس کی محبت کا یہ تعلق اتنا بڑھا کہ اس نے یہ محسوس کیا کہ اب میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا، چنانچہ اس نے اس کے والدین کو پیغام بھیجا کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں، اس کے والدین نے کہا کہ ہماری کنڈیشن ہے کہ ہمیں عیسائی بننا پڑے گا، والدین سے قطع تعلق کرنا پڑے گا، آپ اپنے ملک واپس نہیں جایا کریں گے، جس معاشرے میں آپ رہتے ہیں اس سے بالکل آپ ملا ہی نہیں کریں گے، اگر آپ یہ شرائط پوری کر سکتے ہیں تو ہم اپنی بیٹی کی شادی کر دیں گے۔ یہ جذبات میں اس قدر مغلوب الحال تھا کہ اللہ کے اس بندے نے یہ تمام شرائط قبول کر لی، ماں باپ سے رشتہ ختم، عزیز واقارب سے رشتہ ختم، ملک سے رشتہ ختم اور جس کمیونٹی میں یہ رہتا تھا، ان سب سے رشتہ ختم، حتیٰ کہ یہ عیسائی بن کر عیسائیوں کے ماحول میں زندگی گذارنے لگ گیا، اور اس نے شادی کر لی، مسلمان بڑے پریشان کبھی کبھی وہ اس کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے مگر یہ ان سے ملنے سے بھی گھبرایا کرتا تھا کبھی کہیں کسی کو دیکھ لیتا تھا تو دور کترا جاتا تھا لوگ بالآخر تھک گئے، کسی نے کہا کہ اس کے دل پر مہر لگ گئی، کسی نے کہا کہ اس نے بڑا مہنگا سودا خریدا...... ہر ایک کی اپنی اپنی باتیں تھیں۔

تین چار سال اسی حال میں گذر گئے، یہاں تک کہ دوست احباب سب کی یادداشت سے بھی نکلنے لگ گیا، بھولی بسری چیز بنتا چلا گیا، ایک دن امام صاحب نے فجر کی نماز کے لئے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ یہ نوجوان آیا اس نے وضو کیا اور مسجد میں نماز کی صف میں بیٹھ گیا، امام صاحب بڑے حیران، ان کے لئے تو یہ چیز بالکل عجیب تھی نماز پڑھائی اور اس کے بعد اس سے سلام کیا پھر اس کو لے کر اپنے حجرے میں گئے اور محبت پیار سے ذرا پوچھا کہا آج بڑی مدت کے بعد زیارت نصیب ہوئی، اس وقت اس نے اپنی حالت بتائی کہ میں نے اس لڑکی کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا، سب کچھ اپنا ضائع کر دیا، لیکن جس گھر میں رہتا تھا میرے اس گھر میں اللہ کا قرآن رکھا ہوتا تھا، میں جب کبھی آتا جاتا، اس پر میری نظر پڑتی، تو میں اپنے دل میں سوچتا کہ یہ میرے مولیٰ کا کلام ہے، یہ میرے اللہ کا قرآن ہے اور میرے گھر میں موجود ہے میں اپنے نفس کو ملامت کرتا۔

اعمال تو میرے برے تھے، لیکن دل مجھے کہا کرتا تھا کہ نہیں جس کا کلمہ پڑھا میں اس سے محبت ضرور کرتا ہوں اس کی نشانی میں نے اپنے گھر میں رکھی ضرور ہے، اس طرح کئی سال گذر گئے، ایک دن میں آیا اور حسب معمول میں نے گذرتے ہوئے اس جگہ پر نظر ڈالی مجھے قرآن نظر نہ آیا، میں نے بیوی سے پوچھا کہ یہاں ایک کتاب ہوا کرتی تھی وہ کہاں ہے؟

اس نے کہا کہ میں نے گھر کی صفائی کی تھی اس میں غیر ضروری چیزوں کو میں نے پھینک دیا ہے، اس نے پوچھا اس کتاب کو بھی؟ اس نے کہا ہاں، یہ وہاں سے واپس گیا اور کوڑے پھینکنے کی جگہ سے اس کتاب کو اٹھا کر لے آیا، جب لڑکی نے دیکھا کہ یہ بہت زیادہ اس کتاب کا احساس کر رہا ہے تو وہ بھی احساس کرنے لگی کہ آخر وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ بس میں اس کتاب کو رکھنا چاہتا ہوں، اس لڑکی نے جب دیکھا کہ یہ تو عربی میں ہے تو اس نے کہا کہ ہاں کوئی نہ کوئی اس کا تعلق اسلام سے ہے تو اس نے کہا کہ دیکھو یا تو اس گھر میں یہ کتاب رہے گی یا پھر میں رہوں گی، تمہیں اس میں سے کسی ایک کے بارے میں فیصلہ کرنا

ہوگا وہ کہنے لگا کہ جب اس لڑکی نے یہ کہا تو میرے لئے یہ زندگی کا عجیب وقت تھا میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ تو نے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے وہ کچھ کرلیا جو تجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔

آج تیرا رشتہ پروردگار سے ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے گا۔ اب تو فیصلہ کرلے اب تو اس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے، جب میں نے دل میں یہ سوچا تو دل نے یہ آواز دی کہ نہیں میں اپنے مولیٰ سے کبھی بھی نہیں کٹنا چاہتا میں نے لڑکی کو طلاق دی اور میں نے دوبارہ کلمہ پڑھا اور اب میں ہمیشہ کے لئے پکا مسلمان بن چکا ہوں۔ سوچئے اتنے غافل مسلمان کے دل میں بھی اللہ رب العزت کی محبت کا بیج موجود ہوتا ہے۔

محبت کی حقیقت ان سے پوچھو

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے محبت کا لفظ آیا تو فرمایا کہ اگر اس کے لفظی معنی پوچھنا ہو تو ہم بھی بتا دیں گے، شش اقسام میں یہ کونسا لفظ ہے ہفت اقسام میں کونسا ہے، باب اس کا کونسا ہے، یہ تو ہم بھی بتا دیں گے، لیکن اس کی حقیقت پوچھنی ہو تو تمہیں فلاں شیخ کے پاس جانا ہوگا، وہ تمہیں اس کی حقیقت سمجھائیں گے، اسی طرح امت کے علماء، وقت کے مشائخ کے ساتھ ایک رابطہ رکھتے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ گورنری سے فقیری تک

عباسی دور خلافت میں اسلامی حکومت کی وسعتیں لاکھوں مربع میل کے علاقے تک پھیل چکی تھیں مختلف علاقوں کے گورنر اپنے اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے حکومتی نظم ونسق چلا رہے تھے۔ اکثر اطراف وجوانب سے عدل وانصاف کی خبریں مل رہی تھی، تاہم چند علاقوں کے حالات مزید بہتر بنانے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی، خلیفہ وقت نے سوچا کہ تمام گورنر حضرات کو مرکز میں طلب کیا جائے اور اچھی کارکردگی دکھانے والوں کو انعام واکرام سے نوازا جائے تاکہ دوسروں کو بھی اصلاح احوال کی ترغیب ہو، چنانچہ فرمان

شاہی چند دنوں میں ہر علاقے میں پہنچ گیا کہ فلاں دن سب گورنر حضرات مراکز میں ا ہوں ا۔ بالآخر وہ دن آ پہنچا، جس کے لئے گورنر حضرات ہزاروں میل کا سفر طے کر کے آئے تھے۔ خلیفہ وقت نے ایک خصوصی نشست میں سب کو جمع کیا۔ بعض اچھی کارکردگی دکھانے والوں کو خصوصی لطف و اکرام سے نوازا اور بقیہ حضرات کو نصیحتیں کیں۔ محفل کے اختتام پر خلیفہ نے سب حضرات کو اپنی طرف سے خلعت عطا کیا اور اگلے دن خصوصی دعوت کا اہتمام کیا...... سب حضرات اپنی اپنی خصوصی پوشاک پہن کر اگلے دن دعوت میں آئے۔ پرتکلف کھانوں اور لذیذ پھلوں کی ضیافت سے لطف اندوز ہوئے۔ کھانے کے بعد تبادلہ خیالات اور گذارش احوال واقعی کی محفل گرم ہوئی۔ سب لوگ انتہائی خوش تھے۔ خلیفہ وقت کی خوشی بھی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ عین اسی وقت ایک گورنر کو چھینک آ رہی تھی وہ اسے اپنی قوت سے دبا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کی کشمکش کے بعد گورنر کو دو تین چھینکیں ا آ ئیں تھوڑی دیر کے لئے محفل کا ماحول تبدیل ہوا۔ سب لوگوں نے اس کی طرف دیکھا۔ چھینک آنا ایک طبعی امر ہے۔ مگر جس گورنر کو چھینک آئی وہ سب کی محسوس کر رہا تھا کیونکہ اس کی ناک سے کچھ مواد نکل آیا تھا جب سب لوگ خلیفہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اس گورنر نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اپنی خلعت کے ایک کونے سے ناک کو صاف کر لیا...... اللہ تعالیٰ کی شان کہ عین اس لمحے خلیفہ وقت اس گورنر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کی عطا کردہ خلعت کے ساتھ ناک سے نکلے ہوئے مواد کو صاف کیا گیا ہے۔ تو اس غصے کی انتہا نہ رہی۔ خلیفہ نے گورنر کو سخت سرزنش کی کہ تم نے خلعت شاہی کی بے قدری کی اور سب لوگوں کے سامنے اس سے خلعت واپس لے لی اسے دربار سے باہر نکلوا دیا۔ مجلس کی خوشیاں خاک میں مل گئیں اور سب گورنر حضرات پریشان ہو گئے کہ کہیں ان کا حشر بھی اس جیسا نہ ہو۔

وزیر باتدبیر نے حالات کی نزاکت کا خیال کرتے ہوئے خلیفہ وقت سے کہا کہ آپ محفل برخواست کر دیں، چنانچہ محفل ختم ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ سب گورنر حضرات اپنی رہائش گاہوں کی طرف لوٹ گئے۔ دربار میں خلیفہ اور وزیر باقی رہ گئے۔ تھوڑی دیر

دونوں حضرات خاموش رہے اور اس ناپسندیدہ واقعے پر متأسف تھے۔...... تھوڑی دیر بعد دربان نے آ کر اطلاع دی کہ نہاوند کے علاقے کا گورنر شرف باریابی چاہتا ہے خلیفہ نے اندر آنے کی اجازت دی۔ گورنر نے اندر آ کر سلام کیا اور پوچھا کہ چھینک آنا اختیاری امر ہے یا غیر اختیاری امر ہے؟ خلیفہ نے سوال کی نزاکت کو بھانپ لیا اور کہا کہ تمہیں ایسا پوچھنے کی کیا ضرورت ہے جاؤ اپنا کام کرو۔ گورنر نے دوسرا سوال پوچھا کہ جس آدمی نے خلعت سے ناک صاف کی اس کی سزا یہی لازمی تھی کہ بھرے دربار میں ذلیل کر دیا جائے یا اس سے کم سزا بھی دی جا سکتی تھی؟

یہ سوال سن کر خلیفہ نے کہا تمہارے سوال سے محاسبے کی بو آتی ہے میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ ایسی بات مت کرنا ورنہ پچھتاؤ گے۔ گورنر نے کہا بادشاہ سلامت مجھے ایک بات سمجھ میں آئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو خلعت پہنائی اور اس نے خلعت کی ناقدری کی تو آپ نے سر دربار اس کو ذلیل و رسوا کر دیا مجھے خیال آیا کہ رب کریم نے بھی مجھے انسانیت کی خلعت انسانی کی قدر کروں تاکہ محشر کی ذلت سے بچ سکوں۔ گورنر یہ کہہ کر اور گورنری کو لات مار کر دربار سے باہر نکل گیا۔

باہر نکل کر سوچا کہ کیا کروں تو دل میں خیال آیا کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر باطنی نعمت کا حاصل کرنا چاہیے۔

شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ محبت و معرفت کی دکان میں

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو کہا کہ حضرت آپ کے پاس باطنی نعمت ہے۔ آپ یہ نعمت عطا کریں چاہے اس کو مفت دے دیں یا چاہیں تو قیمت طلب کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ قیمت مانگیں تو تم دے نہیں سکو گے اور اگر مفت دیں تو تمہیں اس کی قدر نہیں ہوگی۔ گورنر نے کہا پھر آپ جو فرمائیں میں وہی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں کچھ عرصہ رہو۔ جب ہم دل آئینے کو صاف پائیں گے تو یہ نعمت القاء عطا کر دیں گے۔ کئی ماہ کے بعد حضرت نے پوچھا

کہ تم کیا کرتے ہو۔ عرض کیا فلاں علاقے کا گورنر رہا ہوں۔ فرمایا اچھا جاؤ بغداد شہر میں گندھک کی دکان بناؤ گورنر صاحب نے شہر میں گندھک کی دکان بنالی۔ ایک تو گندھک کی بدبو اور دوسرے خریدنے والے عامۃ الناس کی بحث وتکرار سے گورنر صاحب کی طبیعت بہت بیزار ہوتی۔ چار ونا چار ایک سال گزرا تو حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت ایک سال کی مدت پوری ہوگئی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا تم دن گنتے رہے ہو جاؤ ایک سال دکان اور چلاؤ۔ اب دماغ ایسا صاف ہوا کہ دکان کرتے کرتے سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر وقت کا حساب نہ رکھا۔ ایک دن حضرت نے فرمایا گورنر صاحب آپ کا دوسرا سال مکمل ہوگیا۔ عرض کیا پتہ نہیں۔ حضرت نے کشکول ہاتھ میں دے کر فرمایا جاؤ بغداد شہر میں بھیک مانگو۔ گورنر صاحب حیران رہ گئے۔ حضرت فرمایا اگر نعمت کے طلب گار ہو تو حکم کی تعمیل کرو ورنہ جس راستے سے آئے ہو ادھر سے واپس چلے جاؤ۔ گورنر صاحب نے فوراً کشکول ہاتھ میں پکڑا اور بغداد شہر میں چلے گئے۔ چند لوگوں کو ایک جگہ دیکھا اور ہاتھ آگے بڑھایا کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو، انہوں نے چہرہ دیکھا تو فقیر کا چہرہ لگتا ہی نہیں تھا۔ لہٰذا انہوں نے کیا کام چور شرم نہیں آتی مانگتے ہوئے۔ جاؤ محنت مزدوری کر کے کھاؤ۔ گورنر صاحب نے جلی کٹی سن کر غصے کا گھونٹ پیا اور قہر درویش برجان درویش والا معاملہ۔ عجیب بات تو یہ تھی کہ پورا سال دریوزہ گری کرتے رہے کسی نے کچھ نہ دیا ہر ایک نے جھڑکیاں دیں۔ یہ باطنی اصلاح کا طریقہ تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ گورنر صاحب کے دل سے عجب اور تکبر نکالنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایک سال مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلا کر گورنر صاحب کے دل میں یہ بات اتر گئی کہ میری کوئی وقعت نہیں اور مانگنا ہو تو مخلوق کے بجائے خالق سے مانگنا چاہیے۔ پورا سال اسی کام میں گذر گیا......

ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا کر کہا کہ گورنر صاحب آپ کا نام کیا ہے؟ عرض کیا شبلی۔ فرمایا: اچھا اب آپ ہماری محفل میں بیٹھا کریں۔ گویا تین سال کے

مجاہدے کے بعد اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دی مگر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے دل کا برتن پہلے ہی صاف ہو چکا تھا۔ اب حضرت ایک ایک بات سے سینے میں نور بھرتا گیا اور آنکھیں بصیرت سے مالا مال ہوتی گئیں۔ چند ماہ کے اندر اندر احوال و کیفیات میں ایسی تبدیلی آئی کہ دل محبت الٰہی سے لبریز ہو گیا۔ بالآخر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن بلایا اور فرمایا: کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپ نہاوند کے علاقے کے گورنر رہے ہیں آپ نے کسی پر زیادتی کی ہو گی، کسی کا حق دبایا ہو گا۔

آپ ایک فہرست مرتب کریں کہ کسی کا حق آپ نے پامال کیا۔ آپ نے فہرست بنانا شروع کی۔ حضرت کی توجہات تھیں چنانچہ تین دن میں کئی صفحات پر مشتمل طویل فہرست تیار ہو گئی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ باطن کی نسبت اس وقت تک نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ معاملات میں صفائی نہ ہو۔ جاؤ ان لوگوں سے حق معاف کروا کے آؤ۔ چنانچہ آپ نہاوند تشریف لے گئے اور ایک ایک آدمی سے معافی مانگی۔ بعض نے تو جلد معاف کر دیا۔ بعض نے کہا کہ تم نے ہمیں بہت ذلیل کیا تھا ہم اس وقت معاف نہیں کریں گے۔ جب تک تم اتنی دیر دھوپ میں کھڑے نہ رہو۔ بعض نے کہا ہم اس وقت تک معاف نہ کریں گے جبکہ ہمارے مکان کی تعمیر میں مزدور بن کر کام نہ کرو، آپ ہر آدمی کی خواہش کے مطابق اس کی شرط پوری کرتے۔ ان سے حق بخشواتے رہے حتیٰ کہ دو سال کے بعد واپس بغداد پہنچے۔ اب آپ کو خانقاہ میں آئے ہوئے پانچ سال کا عرصہ گزر گیا تھا۔ مجاہدے اور ریاضت کی چکی میں پس پس کر نفس مر چکا تھا۔ ''میں'' نکل گئی تھی باطن میں تو ہی تو کے نعرے تھے۔ پس رحمت الٰہی نے جوش مارا اور ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں باطنی نسبت سے مالا مال کر دیا۔ بس پھر کیا تھا، آنکھ کا دیکھنا بدل گیا، پاؤں کا چلنا بدل گیا، دل و دماغ کی سوچ بدل گئی، غفلت کے تارو پور بکھر گئے۔ معرفت الٰہی سے سینہ پر نور ہو کر خزینہ بن گیا اور آپ عارف اللہ بن گئے۔

جو دنیا کی صورت پر ہوتے ہیں شیدا
ہمیشہ وہ رنج و الم دیکھتے ہیں

محبت کیلئے ہاں تو کہہ دیں

ایک بندے کی جھونپڑی تھی سرکنڈے کی بنی ہوئی، ایک ہاتھی والا کہیں سے آ گیا ہاتھی والے نے اس جھونپڑی والے سے کہا کہ میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں، اس نے کہا کہ جی میں تو نہیں کرسکتا، کیوں؟ اس نے کہا کہ آپ تو ہاتھی والے ہیں ہاتھی لے کر آئیں گے اور میری جھونپڑی میں تو ہاتھی آ نہیں سکتا، تو ہاتھی والا مسکرایا اور کہنے لگا کہ بس ہاتھی والا محبت کے اقرار کرنے پر اس کی جھونپڑی کو محل بنا سکتا ہے۔

بالکل یہی معاملہ پروردگار نے قرآن پاک میں فرما دیا۔

اللہ ولی الذین امنوا، اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کی مثال ہاتھی والے کی طرح ہے اور مومن کی مثال جھونپڑی والے کی، اب اگر مومن ہاں کہہ دے، اللہ تعالیٰ آپ سے دوستی کرنا چاہتے ہیں ہم اس کی دوستی پر لبیک کہنا چاہتے ہیں تو آپ پروردگار ہماری جھونپڑیوں کو محل بنا دیں گے اور محبت کے آداب خود سکھا کر ہمیں اپنی محبت کی نعمت خود عطا فرما دیں گے تو بڑے کی طرف سے محبت کا اشارہ ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا'' تو جب اشارہ ہے تو ہم اس کے لئے حاضر ہیں اے محبوب ہم آپ سے محبت کے لئے تیار ہیں آپ ہمیں اپنی محبت میں شامل فرمالیجئے۔

دنیا کی محفلوں سے اکتایا گیا ہوں یارب
کیا لطف انجم کا جب دل ہی بجھ گیا

مجھے میرا محبوب بچائے گا

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں ایک کافر نے دیکھا کہ تلوار لٹک رہی ہے اور آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں، اس نے سوچا کہ اچھا

موقع، کچھ کام کر دکھاؤں، اس نے آگے بڑھ کا تلوار کو ہاتھ میں لے لیا، اسی دوران نبی علیہ السلام بیدار ہو گئے تو وہ پوچھتا ہے "**من یمنعک منی یا محمد**" (اے محمد! اب آپ کو مجھ سے کون بچائیگا؟)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ، اس اللہ کے لفظ میں کوئی ایسی تاثیر تھی کہ اس کافر کے دل پر ایک ہیبت طاری ہوئی، اتنا کانپا کے اس کے ہاتھ سے تلوار گرگئی، آپ ﷺ نے تلوار لی، فرمایا: "**من یمنعک منی**" اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟

وہ کافر منتیں کرنے لگا کہ آپ تو کریم ہیں، آپ تو بڑے اچھے ہیں، فلاں ہیں، فلاں ہیں، آپ مجھے معاف فرما دیجئے، آپ ﷺ نے اپنے رحمۃ اللعالمین ہونے کا ثبوت دیا کہ اچھا تو ایسے بخی سے معافی مانگ رہا ہے جسے رحمۃ اللعالمین کہا گیا، فرمایا، جا تجھے میں نے معاف کر دیا، کہنے لگا حضور ﷺ آپ نے مجھے معاف فرما دیا اور ذرا کلمہ پڑھا دیجئے تا کہ مجھے اللہ تعالیٰ بھی معاف فرما دیں، میں آج سے آپ کے غلاموں میں شامل ہوتا ہوں۔

محبوب کی حفاظت دشمن کی گود میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بھروسہ کر لیا، نتیجہ کیا ہوا؟ ذرا یہ واقعہ مختصر سا سن لیجئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "**واوحینا الیٰ امہ موسیٰ ان ارضعیہ، فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم**" (ہم نے وحی کی موسیٰ) کی والدہ کو کہ آپ اس بچے کو دودھ پلایئے اور اگر اس کے بارے میں ڈر لگ جائے (فرعون کے سپاہی کہیں پکڑ کے نہ لے جائیں اور ذبح نہ کر دیں) تو اس کو پھر پانی میں ڈال دینا) اور ارشاد فرمایا: "**فالقہ الیم بالساحل فاخذہ عدو لہ**" (پھر اس کا وہ تابوت ساحل پر آ لگے اس کو وہ پکڑے گا جو میرا دشمن بھی اس کا دشمن ہے۔

اب بتایئے کہ عقل سے پوچھیں عقل چیخے گی، چلائے گی، اور کہے گی پروردگار آپ نے حفاظت بھی کرنی ہے تو یہ بچہ ان سپاہیوں کو نظر ہی نہ آئے، وہ سپاہی ادھر آ ہی نہ سکیں، مجھے فرما دیں میں کہیں غار میں چھپا آتی ہوں، چھت پر لٹا دیتی ہوں، رب کریم یہ کیا بات

ہے کہ اس کو دریا میں ڈالیں، بچہ ہے تابوت بنا کے ڈالنا پڑے گا۔ تابوت میں ڈالیں تو پانی بھرنے کا اندیشہ اور اگر پانی سے بچانے کے لئے واٹر ٹائٹ بنائیں تو ہوا بھی بند ہو جائے گی، ہوا بند ہونے سے مرے گا۔ سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا کریں؟ ہوا کیلئے سوراخ رکھیں تو اپنی جانے خطرہ اور پانی سے بچانے کی کوشش کریں تو ہوا بند ہونے کا خطرہ، عقل کہتی ہے کہ یہ بچہ بچتا نہیں ہے، مگر رب کریم فرماتے ہیں۔ "**ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوه اليك و جاعلوه من المرسلين**" (تم نے خوف بھی نہیں کھایا اور تم نے ڈرنا بھی نہیں ہے، ہم اسے لوٹائیں گے تمہارے پاس اور ہم نے تو اسے رسولوں میں بنانا ہے۔)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اس بات پر یقین کر لیا چنانچہ بیٹے کو دریا میں ڈال دیا، اس کو فرعون کے کارندوں نے پکڑ لیا، اب جب کھول کے دیکھا تو اس میں بچہ تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "**والقيت عليك محبة منى**" (ہم آپ پر محبت ڈال دی)

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں اتنی دل کش تھیں، جاذب تھیں کہ جیسے ہی فرعون اور اس کی بیوی نے دیکھا تو وہ اپنا دل دے بیٹھے، فرعون کی بیوی کہنے لگی:

"**لاتقتلوه عسىٰ ان ينفعنا او نتخذه**" (تم نے اسے قتل نہیں کرنا، ہم اس کو اپنا بیٹا بنائیں گے ہمیں نفع ہوگا۔)

فرعون کہنے لگا، ٹھیک ہے۔ لہٰذا شاہی فرمان جاری ہوئے کہ ہم نے اسے بیٹا بنا لیا، ہزاروں بچوں کو ذبح کروانے والا اپنا دل دے بیٹھا ہے کہتا ہے ٹھیک ہے، اسے قتل نہیں کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"**حرمنا عليه المراضع من قبل**" (ہم نے ان پر باقی عورتوں کے دودھ کو حرام کر دیا،)

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام دودھ نہیں پیتے تو فرعون خود پریشان ہوتا ہے کہ بچہ دودھ نہیں پیتا، کیا بنے گا؟ چنانچہ عورتوں کا بلوایا، جو عورت آتی ہے بچہ دودھ نہیں پیتا، اس

حال میں رات گزر گئی۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی حالت بھی عجیب تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"ان کادت لتبدی بہ لو لا ان ربطنا علی قلبھا"

(وہ تو اپنی بات کا اظہار کر ہی بیٹھتی اگر ہم نے اس کے دل پر گرہ نہ ڈال دی ہوتی)

بیچاری رو بیٹھی، آخر ماں تھی، رات گزر گئی سوچتی تھی کہ کیا پتہ میرا بیٹا کس حال میں ہے؟ رو رہا ہے یا خوش ہے، جاگ رہا ہے یا سویا ہوا ہے، کس کے ہاتھ میں ہے، کس کے ہاتھ میں نہیں، ماں تھی، ان کے خیالات نے بہت پریشان کیا ہوا تھا، چنانچہ مضطرب ہو کر اپنی بیٹی سے کہا جاؤ ذرا بھائی کی خبر لاؤ، وہ بھاگی گئی، جا کر منظر دیکھتی ہے کہ بہت ساری عورتیں دودھ پلانے آرہی ہیں مگر وہ بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا، وہ آگے بڑھی اور فرعون سے کہا

ھل ادلکم علیٰ اھل البیت یکفلونہ لکم وھم لہ ناصحون

(میں تمہیں بتاؤں ایسے گھر والوں کے بارے میں جو اسے دودھ بھی پلائیں گے اور اس کے بڑے خیر خواہ ہونگے)

مفسرین لکھا ہے کہ فرعون کو بات کھٹکی کہنے لگا کون ہے جو اس کے بڑے خیر خواہ ہونگے، وہ بھی نبی کی بہن تھی کہنے لگی، ہم آپ کی رعایا ہیں، اگر ہم آپ کی رعایا ہیں، اگر ہم آپ کی خیر خواہی نہیں کریں تو کون کرے گا، فرعون کہنے لگے، بات سمجھ میں آگئی اچھا لے آؤ، چنانچہ بہن آئی اور والدہ کو لے گئی، انہوں نے دودھ پلایا، جب بچے نے دودھ پی لیا تو فرعون بہت خوش ہوا، کہنے لگا، بی بی اس بچے کو اپنے گھر لے جاؤ وہاں جا کر اسے دودھ پلانا اور دودھ پلانے کی تنخواہ ہم اپنے خزانے سے بھیج دیا کریں گے، کریم فرماتے ہیں۔

فرددناہ الی امہ کی تقر عینھا ولا تحزن ولتعلم ان وعداللہ حق ولکن اکثر الناس لایعلمون'

(اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم زدہ نہ ہو اور وہ جان لے کہ اللہ کے وعدے سچے ہیں۔لیکن اکثر لوگ جانتے ہیں، لیکن اکثر نہیں جانتے)۔

دیکھا اللہ رب العزت کے وعدے کیسے سچے ہیں۔اس لئے فرمایا:۔''ومن اصدق اللہ قلیلا ''(اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچی بات کرنے والا) سبحان اللہ۔اللہ اس طرح اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

راہ عشق و وفا میں دھوکا بھی گوارا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ اپنے غلاموں میں سے کسی کو اچھے انداز سے نماز پڑھتے دیکھتے تو وہ اس غلام کو آزاد کردیا کرتے تھے۔ جب آہستہ آہستہ غلاموں کو پتہ چلا تو ہر غلام نے یہی وطیرہ اپنالیا۔غلام اچھی طرح نماز پڑھ کر دکھادیتے اور وہ انہیں آزاد کردیتے،کسی نے کہا حضرت! آپ کے غلام ریاکاری کرتے ہیں وہ تو آپ کے سامنے بنا سنوار کر نماز پڑھ کر دکھادیتے ہیں اور آپ ان کو آزاد کردیتے ہیں،وہ تو آپ کو اس طرح دھوکا دیتے ہیں اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں اللہ کی محبت میں سچا کیسے ہوسکتا ہوں،جب تک کہ اس کی محبت میں دھوکا نہ کھاؤں۔

عشق الٰہی کے تین امتحان

عشق الٰہی کے میدان میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے راسخ قدم رکھا۔اللہ تعالیٰ نے جب ان کو آزمایا تو وہ اس آزمائش میں کامیاب ہوگئے۔اسی حقیقت کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا۔

''واذا بتلی ابراھیم ربہ بکلمتٍ فاتمھن'' (سورۃ البقرہ:۱۲۴)

(اور یاد کر اس وقت کو جب آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے فرمایا چند باتوں میں اور وہ اس میں کامیاب ہوا۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ فاتمھن کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس میں cent per cen (سو فیصد) کامیاب ہوئے۔اب آپ کی خدمت میں ان چند باتوں کی تفصیل کرتا ہوں۔

(۱) بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

کتابوں میں لکھا ہے:

اوحی اللہ تعالیٰ الی نبیہ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا ابراھیم انک لی خلیل فاحذر ان اطلع علی قبلک فاجد مشغولا بغیری فیقطع حبک منی فانی انما اختار لحبی من لو احرقتہ لم یلتفت قلبہ عنی

(اللہ رب العزت نے اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے ابراہیم! آپ میرے خلیل ہیں، اس بات سے پرہیز کرنا کہ میں آپ کے قلب کو کسی غیر کے ساتھ مشغول پاؤں، اس لئے کہ جس کو میں اپنی محبت کے لئے چن لیتا ہوں تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کو آگ بھی جلا دے تو بھی اس قلب میری طرف سے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا) چنانچہ زندگی میں وہ وقت بھی آیا جب نمرود نے آپ کو آگ میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ تفاسیر میں اس آگ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ان لکڑیوں کو ایک ہی وقت میں آگ لگائی گئی۔ جب ساری لکڑیاں جلنے لگیں تو نمرود اس سوچ میں پڑ گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں کیسے ڈالا جائے۔ بالآخر شیطان نمرود کے پاس آیا اور اس نے سمجھایا کہ ایک جھولا بنا لیجئے اور اس میں بٹھا کر ان کو آگ میں پھینک دیجئے، اس طرح یہ آگ کے وسط میں جا کر گریں گے، چنانچہ اس نے جھولا بنوالیا اور آپ کو اس میں بٹھا کر آگ میں پھینک دیا گیا۔

ابھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جھولا ہوا میں ہی تھا کہ فرشتے تعجب سے کہنے لگے، اے اللہ ابراہیم کے دل میں آپ کی کتنی محبت ہے۔ آپ کی محبت کی وجہ سے آگ میں ڈالے جا رہے ہیں، انہوں نے اسباب کی پرواہ نہیں کی۔ اے اللہ ان کی مدد فرما دیجئے، مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا ”تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ اور اپنی مدد پیش کرلو، پھر میرا خلیل قبول کر لے تو تم مدد کر دینا، ورنہ خلیل جانے اور خلیل کا رب جلیل جانے، کیونکہ یہ میرا اور میرے خلیل کا معاملہ ہے“۔

چنانچہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر مدد کی پیش کش کی مگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی بات سن کر فرمایا ''**لا حاجة لي اليكم** '' (مجھے تمہاری کوئی حاجت نہیں)

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور امداد پیش کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا، اے جبرائیل! کیا آپ اپنی مرضی سے آئے ہیں یا رب العزت نے بھیجا ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا کہ میں تو آیا ہوں اللہ کی مرضی سے ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر مدد قبول کریں تو مدد کر دینا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا نہیں جب میرے اللہ کو پتہ ہے تو پھر مجھے یہی کافی ہے کہ پروردگار جانتا ہے کہ ابراہیم کس حال میں ہے، میرا مالک اور محبوب جانتا ہے کہ مجھے ان کے نمرود کی آگ میں ڈالا جا رہا ہے لہٰذا میں جو حال ہی پسند کروں گا۔

جب فرشتے واپس چلے گئے تو اللہ رب العزت نے آگ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا (**ینار کونی برداً وسلما علی ابراهیم**) (انبیاء:٦٩)...... (اے آگ! میرے ابراہیم پر سلامتی والی ٹھنڈک والی بن جا) اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا۔

(۲) بے آب و گیاہ وادی میں

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوگئی تو اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا: ''اے میرے پیارے خلیل آپ اپنی بیوی کو بے برگ و گیاہ وادی کے اندر چھوڑ آئیے'' ...... چنانچہ آپ اپنی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کے قریب جہاں پانی اور سبزہ کا نام و نشان بھی نہیں تھا، چھوڑ دیتے ہیں۔ کوئی بات بھی نہیں کرتے اور پھر واپس ملک شام جانے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں ...... یہ کوئی آسان کام نہیں تھا، ذرا تصور کر کے دیکھئے کہ اپنی بیوی کو اکیلے مکان میں چھوڑ کر آنے کے لئے بندے کا دل آمادہ نہیں ہوتا حالانکہ شہر کے اندر ہوتا ہے۔ پھر اپنی

بیوی اور بچے کو ایسے ویرانہ میں چھوڑ دینا جہاں پینے کو پانی بھی نہ ملے اور ہر طرف پتھر ہی پتھر نظر آئیں، کتنی بڑی آزمائش ہے...... جب اللہ کے حکم سے ان کو چھوڑ کر واپس آنے لگے تو بیوی نے پوچھا، آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ مگر پھر بھی آپ علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا وہ بھی آخر نبی کی صحبت یافتہ تھیں چنانچہ تیسری بار پوچھنے لگیں، کیا آپ ہمیں اللہ کے حکم سے یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں، آپ نے جواب دینے کی بجائے سر ہلا دیا کہ ہاں میں اللہ کے حکم سے آپ کو یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب اس نیک بیوی نے یہ سنا تو کہنے لگیں، اگر آپ ہمیں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے۔ پھر آپ علیہ السلام اپنی بیوی کو چھوڑ کر وہاں سے واپس شام چلے گئے۔

(۳) سکھائے کس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو آداب فرزندی

اپنی جان دینا آسان ہوتا ہے لیکن اپنے سامنے بچے کو مرتے دیکھنا اس سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔ اسی لئے تو بچے کو بچانے کے لئے ماں باپ آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے ہمیں مارو پھر بچے کو ہاتھ لگانا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالے جانے والا امتحان ایک درجہ پیچھے تھا اور اولاد کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا اس سے بھی ایک درجہ آگے تھا...... حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کو ملنے کے لئے ملک شام سے مکہ مکرمہ آئے، آپ علیہ السلام نے آٹھ ذوالحجہ کی رات کو خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں۔ آپ صبح اٹھے تو سوچنے لگے کہ شاید قربانی مطلوب ہے۔ چنانچہ آپ نے ستر اونٹ اللہ کے راستے میں قربان کر دیئے۔ پھر نویں کی شب کو پھر وہی خواب دیکھا۔ چنانچہ دوسرے دن بھی ستر اونٹ قربان کر دیئے۔ لیکن دسویں کی رات کو پھر وہی خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو اللہ کے نام پر قربان کر رہا ہوں جب تیسری بار یہی خواب دیکھا تو واضح طور پر سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کو میرے بیٹے کی قربانی مطلوب ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اب میں نے اپنے سات سالہ بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا ہے۔

چنانچہ جب صبح ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچے کو پیار کیا اور کہا بیٹا! میرے ساتھ چلو۔ بیوی نے پوچھا، کہاں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کسی بڑے کی ملاقات کرنی ہے...... نام نہ بتایا کیونکہ وہ بالآخر ماں ہے، ممکن ہے کہ قربانی کا نام سن کر اس کا دل پسیج جائے اور اس کی آنکھوں سے آنسو آجائیں اور صبر و ضبط میں کچھ فرق پڑ جائے، چنانچہ موٹی سے بات کردی کہ کسی بڑے کی ملاقات کے لئے جانا ہے۔ بی بی ہاجرہ رضی اللہ سے نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہلا دیا، سر پر تیل بھی لگایا اور کنگھی بھی کردی۔ لیکن ان کو معلوم نہیں تھا کہ آج میرا بیٹا کس آزمائش میں جارہا ہے۔ البتہ روانہ ہوتے وقت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو کہہ دیا، بیٹا! ایک رسی اور چھری بھی لے لو۔ اس نے پوچھا، ابا جان! رسی اور چھری کس لئے لینی ہے؟ فرمایا: بیٹا! جب بڑے سے ملاقات ہوتی ہے تو پھر قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں، بیٹا سمجھا کہ شاید کسی جانور کو قربان کریں گے۔ یوں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لخت جگر کو قربان کرنے کے لئے گھر سے چل پڑے۔

جب وہ اپنے گھر سے چلے گئے تو پیچھے ملعون بی بی ہاجرہ رضی اللہ سے کے پاس آیا اور کہنے لگا، تجھے پتہ بھی ہے کہ آج تیرے بیٹے کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ انہوں نے پوچھا کیا؟ وہ کہنے لگا تیرا خاوند تیرے بیٹے کو ذبح کردے گا۔ انہوں نے کہا بوڑھے! تیری عقل چلی گئی کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے۔؟ وہ کہنے لگا ہاں، ان کو اللہ کا حکم ہوا ہے، جب اس نے یہ کہا کہ ہاں ان کو اللہ کے حکم ہوا ہے تو بی بی ہاجرہ رضی اللہ سے کہنے لگیں، اگر اللہ کا حکم ہوا ہے تو میرے بیٹے کو قربان ہونے دو کیونکہ میرے بارے میں اللہ کا حکم ہوتا تو میں بھی اس کے رستے میں قربان ہونے کو تیار ہو جاتی۔

جب شیطان کا بی بی ہاجرہ رضی اللہ سے کے سامنے کوئی بس نہ چلا تو وہ راستے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے پوچھا، سناؤ! تم کہاں جارہے ہو؟ آپ نے فرمایا، کس بڑے کی ملاقات کے لئے جارہا ہوں، وہ کہنے لگا ہرگز نہیں، تجھے ذبح کردیا جائے گا، انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے، کوئی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے کہنے لگا کہ

ہاں اللہ کا حکم ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے اگر اللہ کا حکم ہے تو میں حاضر ہوں، چنانچہ شیطان پھر ناکام ہوا۔

پھر راستے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا بیٹے کو کیوں ذبح کر رہے ہو، کبھی خواب کے پیچھے بھی کوئی اپنی اولاد ذبح کرتا ہے، دیکھئے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا لیکن آج تک اس کا نام رسوائے زمانہ مشہور ہے، اگر آپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کر دیں گے، تو کہیں آپ کا نام بھی ایسے ہی بُرا نہ مشہور ہو جائے، لہٰذا ایسا کام ہرگز نہ کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، ارے بدبخت! معلوم ہوتا ہے کہ تو شیطان ہے، قابیل نے تو اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے بندے کو مارا تھا اور میں تو رحمانی خواب کو پورا کرنے کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خواب کا اس کے عمل کے ساتھ کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ قابیل تو عورت کا وصل چاہتا تھا، اور میں پاک پروردگار کا وصل چاہتا ہوں، لہٰذا میں آج اپنے بیٹے کی قربانی دے کے دکھاؤں گا...... اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام آگے بڑھے تو شیطان آکر راستے میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، میں نہیں جانے دیتا۔ اس وقت انہوں نے سات کنکریاں اٹھا کر شیطان کو ماریں اور اللہ تعالیٰ نے وہاں سے شیطان کو بھگا دیا۔ جہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کنکریاں ماریں اس جگہ نام جمرۂ اولیٰ پڑ گیا۔ پھر دوسری جگہ پر جا کر راستہ روکا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہاں بھی اس کی رمی جار کی۔ شیطان پھر بھاگ گیا۔ اس جگہ کا نام جمرۂ وسطیٰ پڑ گیا۔ پھر تیسری جگہ بھی اس کو کنکریاں ماری اور اس جگہ کا نام عقبہ پڑ گیا...... جمرۂ عقبہ سے آگے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا، ابا جان آپ نے فرمایا کہ بڑے کے ملاقات کے لئے جانا ہے بتائیے کہ اس بڑے کی ملاقات کب ہوگی۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ساری بات ہوئی۔ (یبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذاتریٰ)

(اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، بتا تیری

کیا رائے ہے؟) (الصفت:۱۰۲)

بیٹا بھی جدا الانبیاء کے گھر کا چشم و چراغ تھا اور بعد میں منصب رسالت پر فائز ہونے والا تھا، اس لئے کم سنی کے باوجود سر تسلیم خم کرتے ہوئے نہایت ادب سے عرض کرنے لگے۔

''یابت افعل ماتومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصبرین''

(اے ابا جان! کرگزریئے جس بات کا آپ کو حکم ہوا ہے، آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے) (الصفت)

سبحان اللہ۔ جب باپ کے دل میں محبت الٰہی کا جذبہ موجزن ہوتا ہے تو پھر گھر کے دوسرے افراد کے اندر بھی اس کے نمونے نظر آتے ہیں ..... جب بیٹے نے یہ جواب دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے، یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے۔

''ابا جان میں آپ سے چار باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں''۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرے بیٹے تم مجھے بتاؤ کہ تم اس وقت مجھے کیا کہنا چاہتے ہو؟ عرض کیا ابا جان! پہلی بات تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ چھری کو اچھی طرح تیز کر لیجئے، ایسا نہ ہو کہ چھری کند ہو اور مجھے ذبح کرنے میں زیادہ وقت لگ جائے۔ میں نے جب اللہ کے نام پر ہی جان دینی ہے۔ تو چھری تیز ہونے کی وجہ سے میری جان نکلے گی اور میں اللہ سے واصل ہو جاؤں گا۔

یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری اور تیز کر لی اور پوچھا بیٹا! دوسری بات کونسی ہے بیٹے نے عرض کیا ابا جان میں چھوٹا ہوں، آپ مجھے رسی سے باندھ دیجئے۔''

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو رسی سے باندھ دیا اور پوچھا بیٹا تیسری بات کون سی ہے؟ بیٹے نے عرض کیا: ''ابا جان جب آپ مجھے ذبح کریں گے تو آپ میرا چہرہ اوپر آسمان کی طرف نہ کرنا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے سجدے کی حالت میں موت آئے ویسے بھی جب آپ کی طرف پیٹھ ہوگی تو آپ کے دل میں محبت پدری بھی جوش نہیں

مارے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، بیٹا میں یہ بھی کر دوں گا۔آپ اور اب کیا چاہتے ہیں۔عرض کیا۔ابا جان آپ مجھے ذبح کر چکیں تو آپ میرے کپڑے میری والدہ کو دکھا دینا اور کہنا کہ آپ کا بیٹا اللہ کے نام پر کامیاب ہو گیا ہے۔'' حضرت اسماعیل علیہ السلام کی چوتھی بات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام رو پڑے اور اللہ رب العزت سے فریاد کی۔اے اللہ! آپ نے مجھے بڑھاپے میں اولاد دی اور اب معصوم بچے کی قربانی مانگتے ہیں۔اے اللہ !خلیل پر رحم فرمانا اور اس بچے پر بھی رحم فرما جو قربانی کے لئے تیار ہے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اوندھے منہ لٹا کر ان کے گلے پر چھری رکھ دی۔وہ ان کو ذبح کرنا چاہتے ہیں مگر چھری ان کو ذبح نہیں کرتی۔اللہ رب العزت نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا......اے جبرائیل علیہ السلام جاؤ اور چھری کو تھام لو اور اگر رگوں میں سے کوئی رگ کٹ گئی تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام نکل جائے گا۔چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آکر چھری کو تھام لیتے ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام چھری چلانے کی پھر کوشش کرتے ہیں لیکن چھری نہیں چلتی۔پھر اپنا پورا بوجھ ڈال دیتے ہیں۔مگر چھری نے بچے کو پھر بھی ذبح نہیں کیا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غصے میں آکر چھری سے کہتے ہیں،اے چھری تو کیوں نہیں چلتی؟......چھری نے جواب میں پوچھا...... اے ابراہیم خلیل اللہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ کو آگ نے کیوں نہیں جلایا تھا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

''آگ کو اللہ کا حکم تھا کہ میرے ابراہیم کو نہیں جلانا۔پھر چھری کہنے لگی،''اے ابراہیم خلیل اللہ آپ مجھے ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ گلے کاٹو اور اللہ تعالیٰ مجھے ستر مرتبہ کہہ رہے ہیں کہ ہرگز نہیں کاٹنا۔اب بتائیں کہ میں گلا کیسے کاٹ سکتی ہوں۔'' اللہ رب العزت کی شان دیکھئے کہ اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زندہ بچا لیا اور ان کی بجائے مینڈھا قربان ہو گیا۔اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ نے ان کے

بیٹے کو محفوظ بھی فرمالیا اور فرمایا

(وفدینه بذبح عظیم) (اس کی جگہ ہم نے ایک بڑی قربانی دے دی۔)

مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عظیم کا لفظ اس لئے ارشاد فرمایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیشانی میں دو نبوتوں کا نور تھا۔ ایک اپنی نبوت کا اور ایک سیدنا محمد ﷺ کی نبوت کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(ان هٰذا لهو لبلوا المبين) (الصفت)

(بے شک یہ بہت بڑی آزمائش تھی)

پھر فرمایا: سلم علی ابراهیم (الصفت ۱۰۹)

(اے ابراہیم! تجھ پر سلامتی ہو)

یعنی اے ابراہیم تجھے شاباش ہو۔ ابراہیم تو جیتا رہے کہ تو نے ایسی قربانی کر کے دکھائی۔

اللہ رب العزت نے اپنے خلیل کی اتنی حوصلہ افزائی کی کہ فرمایا: "(وتركنا عليه في الاخرين) (الصفت)

(اور ہم نے آنے والوں میں اس عمل کو جاری کر دیا۔)

یعنی اے ابراہیم! ہمیں تیرا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ ہم تیرے اس عمل کو قیامت تک سنت بنا کر جاری کر دیں گے۔ دیکھئے جو عشق حقیقی میں کامیاب ہوتے ہیں اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو یوں عزتیں ملتی ہیں۔ آج بھی ایمان والوں کی زندگیوں میں محبت الٰہی کے آثار نظر آتے ہیں۔ کتنی مائیں جو آج کے دور میں بھی اپنے بیٹوں کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے میدان جہاد میں بھیجتی ہیں اور کہتی ہیں کہ جایئے اور اپنی جان قربان کر دیجئے۔

آج بھی گر ہو ابراہیم سا ایماں پیدا

آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

حضرت معروف کرخی پر محبت الٰہی

کتابوں میں لکھا ہے سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا اور انہیں قیامت کا منظر دکھایا گیا، انہوں نے دیکھا کہ قیامت کا دن ہے، لوگ اللہ رب العزت کے حضور کھڑے ہیں۔ اور ان میں ایک آدمی ہے جو اللہ کی محبت میں مست ہے اور دیوانہ اور دیوانوں کی طرح اللہ رب العزت کی یاد میں لگا ہوا ہے، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ تو اللہ رب العزت نے فرمایا، اہل موقف اے یہاں کھڑے ہونے والے لوگو تم اس بندے کو حیران ہو کر دیکھ رہے ہو، یہ میرا بندہ معروف کرخی ہے، اس پر میری محبت کا جذبہ طاری ہے، اس کو اس وقت تک سکون نہیں ملے گا جب تک میرا دیدار نہیں کر لے گا، لہٰذا اللہ رب العزت ان کو اپنا دیدار فرمائیں گے۔ تب ان کے جسم میں سکون پیدا ہوگا۔

محبت الٰہی کی پہچان

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں ایک باندی خرید کر لایا۔ دیکھنے میں وہ کمزور سی تھی بیمار سی لگتی تھی۔ سارا دن اس نے گھر کے کام کیے اور عشاء کے بعد مجھ سے پوچھنے لگی کہ کوئی اور کام بھی میرے ذمہ ہے۔ میں نے کہا جاؤ آرام کر لو۔ اس نے وضو کیا اور مصلّی پر آ گئی اور مصلے پر آ کر اس نے نفلیں پڑھنی شروع کر دیں کہنے لگے۔ میں سو گیا۔ تہجد کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ وہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھی مناجات کر رہی تھی اور مناجات میں یہ کہہ رہی تھی کہ اے اللہ آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم! آپ میری یہ بات پوری فرما دیجئے، کہتے ہیں کہ جب میں نے سنا تو میں نے اس کو ٹوکا اور کہا، اے لڑکی، یہ نہ کہہ کہ اے اللہ آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، بلکہ یوں کہہ کہ اے اللہ مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم فرماتے ہیں، کہ جب اس نے یہ سنا تو وہ ناراض ہونے لگ گئی، بگڑ گئی اور کہنے لگی میرے مالک بات یہ ہے کہ اگر اللہ رب العزت کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو یوں وہ مجھ کو مصلے پر نہ بٹھاتا اور آپ کو ساری رات میٹھی نیند سلاتا۔ آپ جو میٹھی نیند سلا دیا

اور مجھے مصلے پر بٹھا کر جگا دیا، میرے ساتھ کوئی تعلق تو ہے کہ مجھے جگایا ہوا ہے۔ سبحان اللہ ایک وہ وقت تھا کہ تہجد کے وقت اپنے رب کے سامنے یوں اپنے تعلق کے واسطے دیا کرتے تھے، اے اللہ آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، واقعی اللہ رب العزت کو ان سے محبت ہوتی تھی اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی تھی۔

رابعہ بصریہ کی اللہ تعالیٰ سے محبت

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آیا ہے کہ ایک دفعہ تہجد کے بعد یہ دعا مانگی۔ اے اللہ! سورج غروب ہو چکا، رات آگئی، آسمان پر ستارے چمکنے لگ گئے، دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے، تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے اس لئے تیرے سامنے دامن پھیلاتی ہوں۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا مزہ بھی وہی لوگ جانتے ہیں۔

جھوٹی محبت والے

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا، میرے ان بندوں سے کہہ دو کہ جھوٹا ہے وہ شخص جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرے اور رات آجائے تو سو جائے۔ کیا ہر عاشق اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی نہیں چاہتا۔ یہ جو میری محبت کے دعوے کرتے ہیں انہیں چاہیے تھا کہ میرے سامنے سربسجود ہوتے اور راز و نیاز کی باتیں کرتے۔

شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت

حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے شیخ تھے۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ حضرت نے فرمایا، اشرف علی، جب سجدہ کرتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے میرا پیار لے لیا ہو۔ اور اشرف علی جب قرآن پڑھتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے پروردگار سے ہمکلامی کر رہا ہوں اور مجھے اتنا مزہ آتا ہے کہ جنت میں اگر کچھ حوریں میرے پاس آئیں تو میں ان سے کہوں بی بی! مجھے تھوڑا تھوڑا سا قرآن سنا دو۔ سبحان اللہ۔ ان لوگوں کو کتنا مزا آتا ہوگا!!! وہ سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ تھے اور مراقبہ کو ''پریم پیالہ'' کہتے تھے۔ مراقبہ میں اتنا مزہ آتا تھا کہ مراقبہ کے لئے بیٹھتے تو

مریدین سے فرماتے کہ آؤ پریم پیالہ پیئیں۔

محبت الٰہی کی لذتیں

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ عجیب بات ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ۔ سبحان اللہ۔ جی ہاں! عشق الٰہی والے حضرات رات کے اندھیرے کے ایسے ہی منتظر ہوتے ہیں جیسے دولہا دلہن سے ملاقات کا منتظر ہوا کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کو لذت ملتی ہے دیکھیں ایک لذت انسان کو زبان سے ملتی ہے۔ کھانے پینے سے انسان کو ایسی لذت ملتی ہے کہ کبھی مسٹر بدگر کی طرف جارہا ہوتا ہے، کبھی چائینز سوپ کی طرف جارہا ہوتا ہے اور کبھی کسی اور چیز کی طرف۔ لہٰذا کچھ لذتیں انسان کی زبان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کچھ لذتیں انسان کی آنکھ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی خوبصورت چیز یا خوبصورت منظر دیکھتا ہے تو لطف اندوز ہوتا ہے۔ کچھ لذتیں انسان کے کان کے ساتھ وابستہ ہیں جب اچھی آواز سے تلاوت ہورہی ہو، قاری عبدالباسط، قاری عبدالصمد پڑھ رہے ہوں تو بڑا لطف آتا ہے جی چاہتا ہے کہ سنتے رہیں۔ اسی طرح کچھ لذتیں انسان کے قلب کے ساتھ وابستہ ہیں وہ محبت اور عشق کی لذتیں ہیں۔

جب یہ قلب تمام اعضاء کا سردار ہے تو اس سے وابستہ لذتیں بھی سب اعضاء کی لذتوں پر فائق ہوں گی۔ ہم ان لذتوں کو کیا جانیں۔ ''جہاں لائیاں نہ لاڈ ٹھیاں اکھیاں رنگ بھر دیاں'' وہ کیا جانیں؟ جن کو عشق الٰہی کی لذتیں نصیب ہو جائیں وہ تو پھر یوں کہا کرتے ہیں۔

اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

اللہ اللہ یہ کتنا میٹھا نام ہے کہ جس کو لینے سے میرے بدن میں یوں مٹھاس آگئی جیسے چینی کو ڈالنے سے دودھ میٹھا ہو جاتا ہے۔

عشق ایک آگ ہے

العشق ناریحرق ماسوی الله، عشق ایک آگ ہے جو ماسویٰ اللہ کو جلا کر رکھ دیتی ہے۔امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر عجیب اشعار لکھے۔ایک شعر کا ترجمہ کسی شاعر نے اردو میں بھی کر دیا۔وہ ہمارے لئے سمجھنا آسان ہے۔فرمایا:

عشق کی آتش کا جب یہ شعلہ اٹھا
ماسویٰ معشوق سب کچھ جل گیا
تیغ لا سے قتل غیر حق ہوا
دیکھئے پھر بعد اس کیا بچا
پھر بچا اللہ باقی سب فنا
مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا

جب عشق دل میں ہوتا ہے تو یہ ماسویٰ پر تلوار بن کر چلتا ہے۔انسان کے اندر ناز، نمود، نخرہ، انانیت سے کچھ توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

شاد باد اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے کہ افلاطون و جالینوس ما

یہ عشق تو بندے کے لئے افلاطون اور جالینوس بن جاتا ہے۔جی ہاں!

عشق الٰہی کی شدید کمی

میرے دوستو عشق الٰہی نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے اعمال میں جان نہیں ہے علامہ اقبال فرماتے ہیں

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے

وہ جو انسان کے اندر عشق الٰہی کا جذبہ ہوتا تھا، جس کی وجہ سے انسان زندہ ہوتا تھا، آج وہ نہیں ہے۔ ایک وقت تھا کہ یہ سینے کا دل عشق الٰہی انگارے کی طرح گرم ہوا کرتا تھا اور آج تو جلے ہوئے کوئلے کی طرح بالکل ٹھنڈا ہوا پڑا ہے۔ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی
بھاتا ہے دل کو بیان خطیب
مگر لذت شوق سے بے نصیب
وہ صوفی کہ تھا خدمت حق میں مرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا
وہ سالک مقامات میں کھو گیا
بجھی عشق کی آگ اندھیرا ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

آج مسلمان راکھ کا ڈھیر بن گیا ہے۔ سینے میں محبت الٰہی کے وہ انگارے نہیں جل رہے جو اس کے سینے کو گرما رہے ہوں۔ جو اسے کبھی نمازوں میں کھڑا کر رہے ہوں۔ جو اسے اپنے محبوب سے ملاقاتوں پر مجبور کر رہے ہوں۔

نبی کریم ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے محبت

نبی کریم ﷺ کو اللہ رب العزت سے کیسی شدت محبت تھی! سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اذان کی صدا اللہ اکبر ہوتی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے پہچاننا چھوڑ دیتے تھے۔ میں کئی مرتبہ سامنے آتی تو آپ ﷺ پوچھتے، تم کون ہو؟ میں کہتی، عائشہ۔ پوچھتے، عائشہ کون؟ میں کہتی ابوبکر کی بیٹی ہوں۔ پوچھتے ابوبکر کون؟ میں اس وقت

پہچان لیتی کہ اب ایک نام دل میں اتنا غالب آ چکا ہے کہ دنیا میں کسی اور کو یہ نہیں پہچانیں گے۔

محبوب سے ملاقات کا لطف

محبت کا فرق بس اتنا ہی ہے کہ ایک مزدور کو لے آیئے اور اس سے کہیے کہ پتھر کو توڑو، مزدوری دیں گے۔ وہ پتھر پر ضرب تو لگائے گا مگر اس ضرب میں جذب اور کیفیات شامل نہیں ہوں گی۔ کیونکہ اس نے مزدوری لینی ہے۔ وہ ضرب تو لگا رہا ہو گا مگر بے دلی کے ساتھ بوجھ سمجھ کر۔ ایک ضرب فرہاد نے بھی لگائی تھی۔ اس کے محبوب نے کہا کہ اس میں سے دودھ کی نہر نکالئے۔ وہ بھی تیشے کی ضرب لگاتا تھا۔ کسی شاعر نے اس کی اس کیفیت کو یوں بیان کیا۔

ہر ضرب تیشہ ساغر کیف وصال دوست
فرہاد میں جو بات ہے مزدور میں نہیں

وہ تیشے کو جو ضرب لگاتا تھا اسے ضرب پر دوست کے وصل کا کیف نصیب ہوتا تھا اب ہم نمازیں پڑھتے ہیں مزدور والی اور جب دل میں محبت پیدا ہو گی تو پھر فرہاد والی نمازیں پڑھیں گے۔

مجنوں کی ایک نمازی کو سرزنش

ایک دفعہ نماز پڑھ رہا تھا مجنوں لیلیٰ کی محبت میں غرق تھا۔ وہ اسی مدہوشی میں اس نمازی کے سامنے سے گزر گیا۔ اس نمازی نے نماز مکمل کرنے کے بعد مجنوں کو پکڑ لیا۔ کہنے لگا، تو نے تو میری نماز خراب کر دی کہ میرے سامنے گزر گیا۔ تجھے نظر نہیں آتا تھا۔ اس نے کہا خدا کے بندے! میں مخلوق کی محبت میں گرفتار ہوں مگر وہ محبت اتنی غالب آئی کہ مجھے یہ پتہ نہ چلا کہ میں کس کے سامنے سے گزر رہا ہوں اور تو کیسا خالق کی محبت میں گرفتار ہے کہ نمازیں پڑھ رہا تھا اور تجھے اپنے سامنے سے جانے والوں کا پتہ چل رہا تھا۔

محبت والوں کی نمازیں

اس کے برعکس سلف صالحین اپنی نمازوں پر محنت کرتے تھے اسی لیے جب بھی زمین پر ان کا سر پڑتا تھا تو اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فیصلے فرما دیتے تھے۔ کچھ ایسے لوگ بھی تھے کہ جب اذان کہتے تھے تو پہاڑ بھی پارے کی طرح کانپتے تھے۔ شاعر نے کہا:

سنی نہ مصر و فلسطین میں اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ، سیماب

سبحان اللہ کتنے خلوص سے سجدے کرتے تھے۔ وہ جانتے کہ وہی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے جو انسان خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ **لا صلوٰۃ الا بحضور القلب** کہ حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ شاعر نے آگے آج کے نمازیوں کی حالت بھی بیان کردی، فرمایا:

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

محبوب سے وصل کے بہانے

میرے دوستو! جن کے دل میں محبت الٰہی ہوتی ہے وہ محبوب سے وصل کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والے پانچ نمازیں پڑھتے تو ہیں مگر سیری نہیں ہوتی دل نہیں بھرتا، پھر جی چاہتا ہے کہ محبوب سے ہمکلامی کریں، محبوب کا دیدار کریں۔ کبھی اشراق کے نوافل کو بہانہ بناتے ہیں۔ کبھی چاشت کے نوافل کو بہانہ بناتے ہیں، کبھی کبھی اوابین کے نوافل کو بہانہ بناتے ہیں، کبھی تہجد کے نوافل کو بہانہ بناتے ہیں کبھی وضو کر کے فوراً دو رکعت کی نیت باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کبھی مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد کی نیت سے دو رکعت نفل کی نیت کر لیتے ہیں یہ سب بہانے ہیں، حقیقت میں تو پروردگار سے ہمکلامی چاہتے ہیں۔

ہم اپنے بعض سالکین دوستوں کو دیکھتے ہیں کہ فرض اور سنت پڑھتے ہیں اور نفلوں کو

نفل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ نہیں، میرے دوستو! اتنی بھی بڑی بات ہے کہ قیامت کے دن اگر فرضوں میں کمی ہوئی تو اس کے بدلے میں نوافل کو شامل کر کے قبول کر لیا جائے گا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر بات یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ کس زمین پر کس وقت کے کئے ہوئے سجدے پروردگار کی خاص نظر ہو اور وہ سجدہ قبول کر لیا جائے۔ لہٰذا نوافل جس وقت کے بھی شریعت کے مطابق ہوں ان کو ضرور ادا کر لیا جائے۔

مشاہدہ حق کا راز

فرض نمازوں کا پڑھنا تو پھر اس سے بہت شان والی بات ہے اس کو تو اہتمام سے پڑھنا چاہیے کیونکہ اس وقت تو محبوب کی طرف سے پیغام آتا ہے۔ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح آجاؤ نماز کی طرف، آجاؤ فلاح کی طرف۔ کیا مطلب؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے دنیا میں ڈھونڈتے پھرتے ہو، آؤ! نماز پڑھ لو تمہیں میرا مشاہدہ نصیب ہو جائے گا اور پھر اس کے صدقے تمہیں دنیا میں فلاح نصیب ہو جائے گی۔

سچے صوفی کی پہچان

میرے دوستو! محبت الٰہی کا جذبہ جن حضرات کے دلوں میں ہوتا ہے تو پھر ان کے دل میں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ کی محبت ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت کی محبت ان تمام محبتوں پر غالب ہوتی ہے اور یہ کامل مومن کی پہچان ہے۔ اسی لئے رب العزت نے فرمایا:

قل ان کان اباء کم وابناء کم واخونکم وازو اجکم
وعشیرتکم واموان قتر فتموھا وتجارۃ تخشون
کسادھا ومسکین ترضونھا احب الیکم من اللہ و
رسولہٖ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی بامرہٖ

آپ فرما دیجئے کہ تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو، تم کو اللہ اور اس کے راستے میں جہاد سے زیادہ پسند ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ

اللہ اپنا حکم لائے۔

یہی وجہ ہے کہ محبت کرنے والوں کو اعمال کرنے آسان ہوتے ہیں۔ وہ نمازوں کے لئے وقت سے پہلے تیار ہوتے ہیں۔ ظہر کی نماز پڑھتے ہیں تو انہیں عصر کا انتظار ہوتا ہے عصر کی نماز پڑھتے ہیں تو پھر انہیں مغرب کا انتظار ہوتا ہے اور جب رات کو سوتے ہیں تو وہ اس نیت سے سوتے ہیں کہ تہجد کیلئے اٹھیں گے۔

اس لئے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ تصوف اضطراب کا دوسرا نام ہے۔ اضطراب نہ رہا تو تصوف ختم ہو گیا۔ صوفی ہے ہی وہ جو اللہ کی محبت میں مضطرب رہے۔ شوق میں اشتیاق میں، اس کی بندگی کرنے میں اعمال کرنے میں ہر وقت بے تاب رہے بلکہ ایک جگہ فرمایا کہ صوفی وہ ہے جس کی کیفیت ایسی ہو جیسی کہ قرآن مجید میں بتائی گئی ہے۔ فرمایا: (حتی اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت) حتیٰ کہ زمین اپنی پوری فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی۔ وضاقت علیهم انفسهم اور ان کی اپنی جانیں تنگ ہوگئیں۔ پھر فرمایا و ظنوا اور ان کا گمان ہو گیا ان لا ملجا من الله الا اليه کہ اللہ کے سوا اب ان کا کوئی ملجا اور ماویٰ نہیں ہے فرمایا کہ جس بندے میں یہ کیفیت موجود ہے وہ تصوف میں داخل ہے اور جس میں یہ کیفیت موجود نہیں اسے تصوف میں ابھی داخلہ نصیب نہیں ہوا۔

محبت الٰہی کے اثرات

میرے دوستو! جب محبت الٰہی دل میں راسخ ہو جاتی ہے تو یہ انسان کو اوج ثریا پر پہنچا دیتی ہے، جس آنکھ میں محبت سما گئی وہ نگاہ نگاہ ناز بن گئی، جس زبان میں محبت سما گئی وہ زبان شجر موسوی کا مصداق بن گئی، جس دل میں محبت الٰہی سما گئی وہ قلب عرش اللہ کا مصداق بن گیا، جس شخصیت میں محبت الٰہی سما گئی وہ شخصیت برکات الٰہی کا سرچشمہ بن گئی غرض یہ محبت الٰہی انسان کو اتنا اونچا اٹھاتی ہے کہ یہ خاک کی مٹھی فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

جب انسان حقیقی معنوں میں انسان بن جائے تو پھر اس کی ذات میں، کلام میں نگاہ میں اور ہاتھوں میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس اعمال میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں تو اس کا مزہ اور ہوتا ہے، مہمان نوازی کا مزہ اور ہوتا ہے، راتوں کو اٹھنے کا مزہ اور۔ ان کی پوری زندگی راتوں کو جاگنے میں گزر جاتی ہے۔

مجھ کو نہ اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے خیال میں
تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

ان باتوں کی وضاحت دو مثالوں سے سمجھئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی مردے سے قم باذن اللہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ تھوڑی دیر کے لئے اس مردے کو زندہ فرما دیتے تھے۔ آج ہم سب مل کر کسی مردے کو قم باذن اللہ کہیں تو کیا وہ زندہ ہو جائے گا؟ تو کیا وہ کھڑا ہو جائے گا؟ نہیں کھڑا ہوگا۔ حالانکہ الفاظ وہی ہیں مگر کہنے والی زبان میں فرق ہے۔ ان کی زبان ایسی مبارک تھی کہ قم باذن اللہ کے الفاظ نکلتے تھے۔ اور مردے کھڑے ہو جاتے تھے۔

آئی جی پولیس کی مثال

ایک عام آدمی سڑک پر جا رہا ہو اور وہ کسی پولیس والے کو دیکھے وہ ٹھیک کام نہیں کر رہا اس پر وہ پولیس والے سے کہے کہ میں نے تمہیں نوکری سے معطل کر دیا ہے تو کیا وہ پولیس والا معطل ہو جائے گا؟ نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اس کی گردن ناپے گا کہ تو کون ہوتا ہے ایسی بات کرنے والا۔ اس کے بعد اگر اسی سڑک سے آئی جی پولیس گزرے اور اسی پولیس والے کو بلا کر کہے کہ تیرا بیج نمبر کیا ہے؟ جاؤ میں نے تمہیں معطل کر دیا۔ اب وہ معطل ہو جائے گا یا نہیں؟ ضرور معطل ہو جائے گا، حالانکہ الفاظ وہی ہیں۔ ایک عام آدمی نے کہا تو اس نے الٹا اس کی جان کا

مخالف بنا دیا اور وہی الفاظ آئی جی پولیس نے کہے تو وہ معطل ہو گیا۔ فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ آئی جی کو ایک مقام حاصل ہوتا ہے جبکہ عام آدمی کو وہ مقام حاصل نہیں ہوتا۔

اسی طرح جب انسان کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا مقام حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے کردار اور گفتار میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں قرآن

ایک صحابی کی گفتار میں تاثیر

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب فارس پر حملہ کیا تو ایک ایسے شہر کا محاصرہ کیا جس میں بادشاہ کا تخت بھی تھا۔ محاصرہ کیے ہوئے مسلمانوں کو کافی دن گزر گئے۔ بادشاہ نے اپنے ہمنواؤں سے مشورہ کیا کہ ان لوگوں سے کیسے چھٹکارا حاصل کریں، یہ تو جدھر بھی قدم اٹھاتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں، اگر یہ ہم پر مسلط ہو گئے تو ہم کیا کریں گے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ بادشاہ سلامت! آپ ان کو بلا کر اپنا دبدبہ اور جاہ جلال دکھائیں یہ بھوکے ننگے لوگ ہیں، یہ ہمارے مال و دولت سے ڈر جائیں گے۔ اس نے کہا، بہت اچھا، چنانچہ اس نے پیغام بھجوایا کہ صلح کے لئے کوئی بندہ بھیجو جو مذاکرات کرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف روانہ کیا۔

یہ ایسے صحابی رضی اللہ عنہ تھے جن کا کرتا پھٹا ہوا تھا اور ببول کے کانٹوں سے سلا ہوا تھا۔ ان کے بیٹھنے کے لئے گھوڑے پر زین نہیں تھی بلکہ ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر آئے اور ہاتھ میں صرف نیزہ تھا وہاں جا کر بادشاہ کے تخت پر بیٹھ گئے۔ بادشاہ کو بڑا غصہ آیا کہنے لگا، تمہیں کوئی لحاظ نہیں کہ تم کس کے پاس آئے ہو نہ کوئی آداب کا خیال، نہ طریقہ نہ سلیقہ۔ فرمایا کہ ہمارے محبوب ﷺ نے ہمیں بادشاہوں کے دربار میں اسی شان سے آنے کا طریقہ سکھایا

ہے۔ یہ سن کر اسے بڑا غصہ آیا۔ کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو؟ فرمایا اسلم تسلم اسلام قبول کر لے سلامتی پا جا۔ کہنے لگا، نہیں قبول کرتا۔ فرمایا کہ اگر نہیں قبول کرتا تو پھر حکومت ہماری ہوگی اور تمہیں رہنے کی پوری آزادی ہوگی۔ اس نے کہا، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اپنی حکومت ایسے بھوکے ننگے غریب لوگوں کے حوالے کر دیں؟ صحابی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، اچھا یاد رکھنا کہ اگر یہ بات نہ مانی تو تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔ تلوار ہمارا اور تمہارا فیصلہ کرے گی اور تمہاری بیٹیاں ہمارے بستر بنایا کریں گی۔

پھر دربار میں تلواروں کے سایہ میں بادشاہ کو اس طرح بے خوف ہو کر ایک بات کہہ دی۔ درباریوں کے سامنے یہ بات سن کر بادشاہ کا پسینہ چھوٹ گیا۔ اس کی بڑی سبکی ہوئی۔ کہنے لگا، اچھا! تمہاری تو یہ رنگ بھری تلواریں ہیں، تم ان کے ساتھ ہمارا کیا مقابلہ کرو گے؟ آپ تڑپ کر بولے اے بادشاہ! تم نے ہماری رنگ بھری تلواروں کو تو دیکھا ہے لیکن تلواروں کے پیچھے ہونے والے ہاتھوں کو نہیں دیکھا، تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کن ہاتھوں میں یہ تلواریں ہیں۔ انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا دیا، اللہ رب العزت نے ان کو کامیابی سے ہمکنار فرما دیا۔ جی ہاں، جو غیر اللہ سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ ان کی گفتار میں یوں تاثیر پیدا فرما دیتے ہیں۔

لگاتا تھا تو جب نعرہ تو خیبر توڑ دیتا تھا
حکم دیتا تھا دریا کو تو رستہ چھوڑ دیتا تھا

مفتی الٰہی بخش نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتار میں تاثیر

کاندھلہ میں زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تھا جس پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جھگڑا تھا۔ ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے ہم یہاں مندر بنائیں گے اور مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے ہم یہاں مسجد بنائیں گے۔ جب دونوں طرف سے اس قسم کی باتیں ہونے لگیں تو پورے شہر کے اندر آگ لگنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ انگریز حکمران تھا۔ وہ پریشان ہوا کہ اب اس بات کو کیسے سنبھالا جائے۔ مقدمہ عدالت میں پہنچ گیا۔ جج انگریز تھا۔ اس

کے سامنے مسلمان بھی کھڑے تھے اور ہندو بھی۔ جج نے کہا کوئی ہمارے پاس تجویز ہے جج نے پوچھا، وہ کونسی؟ کہنے لگے، ہم ایک مسلمان عالم کا نام بتا دیتے ہیں۔ آپ ان کو اپنے پاس بلا لیجئے، اور ان سے پوچھ لیجئے کہ یہ جگہ کس کی ہے اگر وہ کہیں کہ ہندوؤں کی ہے تو ہمارے حوالے کر دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ مسلمانوں کی ہے تو ان کے حوالے کر دیجئے۔ مگر ہم ان کا نام صرف آپ کو تنہائی میں بتائیں گے، لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کریں گے۔ جج نے مسلمانوں سے پوچھا کہ کیا آپ کو یہ منظور ہے؟ مسلمانوں نے سوچا کہ وہ مسلمان ہو گا لہٰذا وہ مسجد بنانے کے لئے بات کرے گا۔ چنانچہ کہنے لگے، ہاں منظور ہے۔ جج نے فیصلہ کے لئے اگلی تاریخ دے دی۔

جج نے ہندوؤں سے تنہائی میں نام پوچھا تو انہوں نے مفتی الٰہی بخش کا نام بتایا جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے صاحب نسبت بزرگ تھے باہر نکل کر دوسرے ہندوؤں نے اپنے نمائندوں کی بڑی ملامت کی کہ تم نے ایک مسلمان کا نام دے دیا ہے۔ وہ تو مسلمانوں کے حق میں گواہی دے گا، تم نے تو اپنے ہاتھوں سے خود ہی زمین دے دی مگر مسلمانوں کے دل بڑے خوش تھے کہ ایک مسلمان کی گواہی لے لی جائے چنانچہ وہ خوشیاں منانے لگے۔

جب اگلی تاریخ آئی تو کثیر تعداد میں لوگ عدالت پہنچ گئے۔ مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف لے آئے۔ جج نے مفتی صاحب سے کہا، جناب! آپ بتائیے کہ یہ زمین مسلمانوں کی ہے یا ہندوؤں کی؟ مسلمان خوش تھے کہ ابھی کہیں گے کہ مسلمانوں کی ہے مگر مفتی صاحب نے فرمایا، یہ زمین ہندوؤں کی ہے۔ جج نے پوچھا کیا اس زمین پر ہندو اپنا گھر بنا سکتے ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا جب ہندوؤں کی ملکیت ہے تو مندر بنائیں ان کی مرضی، ان کو اختیار ہے۔ چنانچہ جج نے اسی وقت ایک تاریخی فیصلہ الفاظ میں لکھا:

''آج اس مقدمے میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا''

جب جج نے یہ فیصلہ سنایا تو ہندوؤں نے کہا، کہ جج صاحب! آپ نے فیصلہ ہمارے حق میں دے دیا ہے۔ ہم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اب ہم اپنے ہاتھوں سے

اس جگہ مسجد بنائیں گے۔ سبحان اللہ

ایک اللہ والے کی زبان سے نکلی ہوئی سچی بات کا اثر یہ ہوا کہ ہندوؤں نے اسلام بھی قبول کیا اور اپنے ہاتھوں سے مسجد بھی بنادی۔ کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی:

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

حضرت محمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں تاثیر

میرے دوستو! جس آدمی کے دل میں محبت الٰہی رچ بس جاتی ہے پروردگار عالم اس کی برکت سے ایسے ایسے بڑے کام کروادیتے ہیں جو بڑی قومیں مل کر نہیں کرسکتیں۔ ساتویں صدی ہجری میں مسلمانوں میں غفلت کی عجیب کیفیت تھی۔ تاتاری آندھی کی طرح اٹھے اور انہوں نے مسلمانوں سے تخت و تاج چھین لیا۔ بغداد میں ایک دن اڑھائی لاکھ مسلمانوں کا ذبح کیا گیا۔ مسلمانوں پر ان کا اتنا رعب تھا کہ ایک مقولہ بن گیا کہ اگر تمہیں کوئی کہے کہ فلاں محاذ پر تاتاریوں نے شکست کھائی تو اسے تسلیم نہ کرنا۔

دربند ایک شہر تھا۔ تاتاریوں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو وہاں کے سب مسلمان شہر سے بھاگ نکلے۔ مگر خواجہ محمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ایک خادم خاص مسجد میں بیٹھے رہے۔ جب تاتاری شہزادہ شہر میں داخل ہوا تو مسلمانوں کے دولت اور مال سے بھرے ہوئے عالیشان گھروں کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ دیکھو، دشمن اتنا ڈرپوک ہے کہ اپنی نازونعمتوں سے بھری جگہوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ اس نے فوجیوں سے کہا کہ پورے شہر میں دیکھو کوئی آدمی موجود تو نہیں۔ اس کو اطلاع ملی کہ دو بندے موجود ہیں۔ اس نے کہا گرفتار کر کے پیش کرو۔ چنانچہ فوجی آئے اور انہوں نے ان دونوں کو زنجیروں سے باندھ دیا۔

وہ ان کو لے کر شہزادے کے سامنے پیش ہوئے۔ شہزادے نے دیکھ کر کہا کہ تمہیں معلوم نہیں تھا کہ اس شہر میں ہم داخل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہمیں معلوم تھا۔ وہ

کہنے لگا، پھر تم شہر چھوڑ کر کیوں نہیں نکلے؟ فرمایا ہم تو اللہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا، تم کہتے ہو کہ ہم اللہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے، تمہیں پتہ نہیں کہ ہمارے پاس تلواریں بھی ہیں، تمہیں پتہ نہیں کہ ہم نے تمہیں زنجیروں سے باندھا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا، یہ زنجیریں کیا ہیں؟ کہنے لگا، کیوں؟ فرمایا، یہ زنجیریں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں وہ حیران ہوا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ وہ زنجیریں کچھ نہیں کر سکتیں۔ کہنے لگا، تمہیں ان زنجیروں سے ہمارے سوا کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ فرمایا، کیا کوئی نہیں چھڑا سکتا؟ حضرت محمد در بندی رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آیا اور وہیں کھڑے کھڑے شہزادے کے سامنے کہا ''اللّٰہ'' اللّٰہ کے لفظ سے زنجیریں ایسے ٹوٹیں جیسا کہ کچا دھاگہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے شہزادے کے دل پر رعب بیٹھ گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے فوجیوں سے کہا کہ ان کو اسی شہر میں رہنے کی اجازت دے دی جائے۔ شہزادے کو ان سے عقیدت ہوگئی۔ لہٰذا وہ کبھی کبھی ان بزرگوں کے پاس آتا جاتا۔ حضرت دربندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے سینے پر نگاہیں گاڑ کر اس کے دل کی دنیا کو بدلا۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ اسکے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کی وجہ سے دوسرے شہزادے بھی مسلمان ہوگئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے پوری سلطنت پھر مسلمانوں کے حوالے فرمادی۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسبان مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

جو کام پوری قوم نہ کرسکی اللہ کے ایک بندے نے وہ کام کردیا۔

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ نگہ کی تیر بازی وہ سپہ کی تیر بازی

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتار میں تاثیر

محبت الٰہی سے انسان کے کلام میں تاثیر پیدا ہوجاتی ہے۔ وہی باتیں آپ عام بندے سے بھی سنیں گے مگر طبیعت پر اثر نہیں ہوگا اور اگر کسی عشق والے کامل بندے سے

سنیں گے تو طبیعت پر اثر ہوگا۔ الفاظ ایک جیسے ہوں گے مگر الفاظ کہنے والی زبان میں فرق ہوگا۔ مشائخ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے شاہ رکن الدین فارغ التحصیل ہوکر آئے۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، رکن الدین! کچھ نصیحت کرو۔ رکن الدین نے بڑا علم حاصل کیا تھا۔ لہٰذا اٹھے اور بڑی معرفت کی باتیں بیان کرنا شروع کردیں، بڑے نکات بیان کیے۔ مجمع خاموشی سے سنتا رہا مگر کسی کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب انہوں نے بیان مکمل کرلیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ ہاں رکن الدین! رات ہم نے اپنے لئے دودھ رکھا تھا، بس ایک بلی آئی وہ دودھ پی کر چلی گئی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کہنے ہی تھے کہ مجمع لوٹ پوٹ ہونے لگ گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا، بیٹے! آپ نے معارف بیان کیے مگر مجمع پر اثر انداز نہ ہوئے۔ میں نے تو اتنا ہی کہا کہ میں نے دودھ رکھا تھا اور بلی پی گئی۔ یہ سن کر مجمع لوٹ پوٹ ہونے لگ گیا۔ اس کی کیا وجہ؟ بیٹا سمجھ گیا۔ چنانچہ کہنے لگا، ابو، جس زبان سے یہ الفاظ نکلے اس زبان میں تاثیر تھی جس نے لوگوں کے دلوں کو اس طرح پگھلا دیا ہے۔

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں تاثیر

اللہ والوں کی نگاہ جس پر پڑ جاتی ہے اس چیز پر بھی اثر ہوجایا کرتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مسجد فتح پور دہلی میں چالیس دن کا اعتکاف کیا۔ جب باہر دروازہ پر آئے تو ایک کتے پر نظر پڑ گئی۔ ذرا غور سے اس کو دیکھا۔ اس کتے میں ایسی جاذبیت آئی کہ دوسرے کتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے۔ وہ جہاں بیٹھتا دوسرے کتے اس کے ساتھ جا کر بیٹھتے۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ واقعہ سنا تو ہنس کر فرمایا کہ وہ ظالم کتا بھی کتوں کا پیر بن گیا۔ دیکھا، ایک ولی کامل کی نظر ایک جانور پر پڑی تو اس کے اندر کیفیت پیدا ہوگئی، اگر انسان پر نظر پڑے گی تو اس انسان کے اندر کیفیت پیدا کیوں نہیں ہوگی۔

مفتی لطف اللہ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے کردار میں تاثیر

حضرت مفتی لطف اللہ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبند کے ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ ایک مرتبہ اپنی مستورات کو لے کر کسی شادی میں شمولیت کے لئے جانا تھا۔ ایک سواری بنالی جس کے اوپر گھر کی ساری عورتیں بیٹھ گئیں، بچے بھی بیٹھ گئے۔ مرد صرف آپ ہی ساتھ تھے۔ آپ ان کو لے کر شادی میں شریک ہونے کے لئے دوسری جگہ جارہے تھے راستہ میں ایک جگہ ویرانہ آیا۔ وہاں کچھ ڈاکو چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ کوئی سواری آرہی ہے جس پر بہت ساری پردہ دار خواتین ہیں اور صرف ایک مرد ہے تو وہ باہر نکل آئے۔ سواری کو گھیر لیا۔ کہنے لگے کہ ہم مال بھی لوٹیں گے اور عزتیں بھی خراب کردیں گے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے یہ سارے کے سارا مال لے جائیں مگر ان پردہ دار خواتین کے سروں سے چادریں نہ کھینچئے۔ آپ کو ان کے کانوں سے زیور کھینچنے کی ضرورت نہیں، ہم خود ہی اتار کر سارے زیور آپ کو دے دیتے ہیں۔ ڈاکو کہنے لگے بہت اچھا۔ آپ نے گھر کی مستورات سے فرمایا کہ سب زیورات اتار کردے دو۔ وہ نیک عورتیں تھیں۔ انہوں نے سب چوڑیاں، سب انگوٹھیاں وغیرہ اتار کر ایک رومال میں رکھ دیں۔ آپ نے اس کی گٹھڑی باندھی اور ڈاکوؤں کے سردار کے حوالے کردی اور فرمایا کہ ہمارے پاس جتنا زیور تھا وہ ہم نے آپ کو دے دیا ہے۔ آپ ہماری پردہ دار خواتین کو دھبہ نہ لگائیں اور اب ہماری جان بخشی کردیں۔ ڈاکوؤں نے جب دیکھا کہ مال کی گٹھڑی خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے باندھ کر دے دی ہے تو کہنے لگے۔ بہت اچھا جایئے۔

جب آپ تھوڑا سا آگے بڑھے تو گھر کی عورتوں میں سے ایک نے کہا اوہو! میری انگلی میں سونے کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا چھلہ (Ring) رہ گیا ہے، میرا دھیان ہی نہیں گیا، میں نے تو دیا نہیں۔ آپ نے سنا تو سواری کو روک دیا اور اسے کہا کہ وہ بھی اتار کردے دو۔ کیونکہ میں نے کہا تھا کہ ہم تمہیں سارے زیورات دیں گے، اب یہ مناسب نہیں کہ ہم یہ چھلہ واپس لے جائیں۔ چنانچہ آپ نے وہ چھلہ لیا اور ڈاکوؤں کے پیچھے بھاگنے لگے۔

جب ڈاکوؤں نے دیکھا کہ کوئی پیچھے بھاگتا ہوا آرہا ہے تو پہلے تو وہ گھبرائے پھر انہوں نے کہا کوئی بات نہیں، یہ تو اپنے ہاتھ سے پوری گٹھڑی باندھ کر دے چکا ہے، اب یہ ہمارا کیا کرلے گا۔ چنانچہ وہ وہیں کھڑے ہو گئے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ آپ ان کی منت کر کے فرمانے لگے کہ میں نے آپ سے تو وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنے سب زیورات آپ کو دے دیں گے مگر یہ ایک چھوٹا سا چھلہ ہماری ایک بیٹی نے پہنا ہوا تھا اس کی طرف دھیان ہی نہ گیا، اور یہ ہمارے ساتھ جا رہا تھا، میں یہ لے کر آیا ہوں تاکہ یہ بھی آپ لوگوں کے حوالے کردوں۔

ڈاکوؤں کے سردار نے جب یہ سنا تو اس کے جسم کے اندر ایک ایسی لہر دوڑی کہ اسے پسینہ آ گیا اور کہنے لگا، اوہو! یہ اتنا نیک اور دیانتدار بندہ ہے، یہ تو اتنی چھوٹی سی بات کا اتنا لحاظ رکھتا ہے اور میں نے بھی اپنے پروردگار کا کلمہ پڑھا ہے۔ مگر میں اپنے پروردگار کے کلمے کی لاج نہیں رکھتا۔ چنانچہ اسی وقت کہنے لگا، حضرت میری زندگی برائی کرنے اور لوگوں کی عزتیں لوٹنے میں گزر گئی ہے اور میں نے لوگوں کا مال بھی چھینا ہے، بہت گناہ گار ہوں۔ مجھے آپ معاف کردیں اور مجھے توبہ کا طریقہ بھی بتادیں تاکہ میرا پروردگار بھی مجھے معاف کردے۔

ایک عورت کی برکت سے قحط سالی ختم

میرے دوستو! یاد رکھئے کہ جس انسان کے اندر محبت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے، اگر اس کی برکت سے دعائیں مانگی جائیں تو اللہ رب العزت ان دعاؤں کو بھی شرف قبولیت نصیب فرما دیتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں قحط پڑا۔ بارش ہونا بند ہوگئی۔ جس کی وجہ سے دریا، نہریں اور تالاب خشک ہو گئے۔ سبزیاں اور کھیتیاں خشک ہوگئیں۔ پانی اور غلے کی قلت ہوگئی۔ ہر طرف گرمی کی وجہ سے لوگ بے تاب ہو گئے، بچے رونے لگے، مائیں تڑپنے لگیں، جانور پریشان ہو گئے، چرند پرند نڈھال ہو گئے کہ قحط سالی کیسے ختم ہو۔ علمائے کرام نے فیصلہ کیا کہ سارے شہر

والے مرد و عورتیں بچے بوڑھے خود بھی باہر نکلیں اور اپنے جانوروں کو بھی باہر لائیں اور ایک بڑے میدان میں نماز استسقاء ادا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تاکہ اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش برسا دیں۔ دہلی کا شہر اس وقت چھوٹا ہوتا تھا۔ چنانچہ سب لوگ باہر نکلے۔ نماز استسقاء ادا کی اور رو رو کر دعائیں مانگنے لگے کہ اے رب کریم اپنی رحمت کی بارش نازل فرما اور ہمیں اس مشکل سے نجات عطا فرما۔ مگر ظاہری طور پر کوئی اسباب نظر نہ آئے۔

ایک نوجوان اپنی والدہ کے ہمراہ اونٹ پر سوار قریب سے گزرا۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو رک گیا۔ اپنے اونٹ وہیں روک کر مجمع کے پاس آیا اور پوچھا کہ یہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ قحط سالی سے تنگ آ کر لوگ بارش کے لئے دعا مانگ رہے ہیں لیکن بارش کی کوئی شکل نظر نہیں آتی۔ اس نے کہا، بہت اچھا، میں آپ کے لئے بارش کی دعا مانگتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنی سواری کے پاس گیا۔ اس نے اپنی والدہ کی چادر کا کونہ پکڑ کر کچھ الفاظ کہے۔ اس کے الفاظ کہنے ہی تھے کہ اسی وقت آسمان پر بادل نمودار ہوئے۔ مجمع وہیں تھا، علماء و مشائخ وہیں، مرد و عورتیں وہیں کھڑی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش برسا دی۔ اتنی بارش ہوئی کہ لوگ نہال ہو گئے۔

علمائے کرام بڑے حیران ہوئے کہ کیا وجہ ہے اتنے لوگوں نے دعا مانگی مگر قبول نہ ہوئی اور اس نوجوان نے دعا مانگی اور قبول ہو گئی۔ چنانچہ اس نوجوان کے پاس جا کر پوچھا کہ آپ نے کونسی دعا مانگی؟ وہ کہنے لگا، کوئی ایسی خاص دعا تو نہیں، البتہ میں ایک نیک ماں کا بیٹا ہوں، میری ماں تقیہ نقیہ اور پاک صاف زندگی گزارنے والی عورت ہیں، کبھی کسی غیر محرم کا ہاتھ اس کے جسم کے ساتھ نہیں لگا۔ جب آپ نے کہا کہ ہم مشکل اور پریشانی میں گرفتار ہیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک ایسی ماں کا بیٹا ہوں جس نے اپنی پوری زندگی پاکدامنی میں گزار دی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی ماں کی چادر کا کونہ پکڑ کر دعا کی کہ اے اللہ! تجھے اس کی پاکدامنی کا واسطہ دیتا ہوں تو رحمت کی بارش نازل فرما دے۔ اللہ تعالیٰ کو میری ماں کی نیکی اتنی پسند آئی کہ اس نے اس کے واسطے سے رحمت کی بارش برسا دی۔

دل کو تصویر جان جاناں سے

ارشاد فرمایا: جو تصویریں دل میں جمی ہوئی ہیں پہلے انہیں نکالو خواہ وہ تصویریں بیوی کی ہوں یا کسی دوست کی یا مال و دولت کی محبت کی ہوں، اللہ تعالیٰ کی محبت ان تمام محبتوں پر غالب ہو تب بات بنے گی۔

دلوں من لئی تیری بن گئی

کسی دن تنہائی میں بیٹھ کر دل سے کہیں کہ بس میں نے تمام گناہوں سے توبہ کرلی، انسان نفس کی خواہشات کی پوجا میں مشغول ہیں اور نفس انہیں جہنم میں دھکیل رہا ہے۔

مشائخ کے پسندیدہ اشعار

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
ایک ان سے کیا محبت ہوگئی
ساری دنیا ہی سے نفرت ہوگئی
لاکھ جھڑکو اب کہاں پھرتا ہے دل
ہو گئی اب تو محبت ہوگئی
حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

محبت الٰہی کے لئے سفر

ارشاد فرمایا: ہمارے بزرگوں نے محبت الٰہی کے حصول کے لئے سالوں سال لگا دیئے، سینکڑوں میلوں کا سفر طے کیا، محنت اور مجاہدے کئے، حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے محبت الٰہی کے لئے دس سال سفر کئے اور سخت مجاہدے کے ذریعے اس منزل کو طے کیا۔

محبت کرنے والا دل

ارشاد فرمایا: ہم تو سونے کی سل مانگتے ہیں کاش کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا دل مانگ لیا کریں، اگر اللہ کو مانگ لیں گے تو بس کام آسان ہو جائیں گے، آج یہ حالت ہوگئی ہے کہ تجارت والا، دفتر والا، حتیٰ کہ بغیر کام والا بھی بہانہ کرتا ہے اور خود مطمئن ہو جاتا ہے کہ واقعی میں معذور ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بہانے بازی نہیں چلے گی وہ تو پوچھے گا کہ میرے حکموں کو سیکھا کیوں نہیں تھا اور عمل کیوں نہیں کیا تھا، اس وقت ندامت، خاموشی اور پچھتاوا ہوگا۔

بڑے لوگ دنیا میں کیسے بڑے بنے

ارشاد فرمایا: جو سلف صالحین دنیا میں مشاہیر بنے اگر ان کی زندگیوں کو دیکھیں تو جو چیزیں خاص نظر آئیں گی وہ یہ ہیں۔

(۱) محبت الٰہی

(۲) خشیت الٰہی

محبت الٰہی اور خشیت الٰہی، یہ اللہ کی دو بڑی نعمتیں ہیں، نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے دونوں مانگا کرتے تھے، "اللھم انی اسئلک حبک" "اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کو مانگتا ہوں۔"

ایک جگہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خشیت مانگی اور عرض کی، اے اللہ! اپنے خوف کو مجھ پر تمام چیزوں سے بڑا فرمادے۔

پس خشیت کی بھی دعا مانگے اور محبت کی بھی دعا مانگے، یعنی محبت زندگی میں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھانے کے طریقے

ارشاد فرمایا: محبت ہونے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔

(۱) صفات کامل کی وجہ سے محبت ہو جاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کو دیکھیں تو جذبۂ محبت پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی اللہ کے احسانات ایسے ہیں کہ جنہیں سوچتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کی محبت قوی ہوتی جاتی ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا انسان کو عزت کا مقام دے دینا یہ بھی اس کا احسان ہے اگر اللہ کسی کو عزت دینا چاہے تو تمام دنیا اگ ہو کر بھی اسے ذلیل نہیں کر سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنا ہے تو گھر بیٹھے بیٹھائے بھی ذلیل کر دیتا ہے۔

(۳) اللہ کے جسمانی، روحانی اور آفاقی احسانات کو سوچئے تو محبت الٰہی بڑھے گی۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عزت کو سوچے تو محبت بڑھے گی۔

(۵) انسان ذرا ذلت کا تصور کرے کہ اگر اللہ کسی گناہ کی وجہ سے ذلیل کر دیتا تو کیا بنتا، اس نے گناہوں کو چھپایا ہوا ہے، اس کا تصور کرنے سے بھی محبت الٰہی بڑھتی ہے۔

(۶) سوچے مرضی تو اللہ کی پوری ہونی ہے اس لئے ہمیشہ اللہ کی مرضی کو مدنظر رکھے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام چاہتے ہیں کہ بیٹا غرق ہونے سے بچ جائے مگر اللہ کی مرضی نہیں تھی اس لئے بچ نہ سکا، حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہیں لیکن اللہ ذبح ہونے دینا نہیں چاہتے تو چھری کے نیچے بھی بچا لیا، مرضی اللہ کی پوری ہوئی، حضور ﷺ نے شہد پینا بند کر دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے آخر کار مرضی تو اللہ تعالیٰ کی پوری ہوئی۔

اللہ کے نام سے محبت

ارشاد فرمایا: اگر چھوٹا بچہ گر رہا ہو تو باپ اسے سنبھال لیتا ہے، اس طرح بغیر تشبیہ یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ارادہ کرنے والے کو اللہ سنبھال لیتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بکریوں کا ریوڑ تھا، ایک فرشتہ آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا نام بڑے مزے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے لیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا، پھر اللہ کا نام لو، اس نے کہا کہ اس کی قیمت لگتی ہے، پوچھا کیا قیمت ہے؟ کہا، آدھا ریوڑ ہے، آدھا ریوڑ دے دیا اور دوبارہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو

بقیہ آدھا ریوڑ بھی دے دیا، پھر عرض کی کہ پھر اللہ کا نام لیں، فرشتہ جو انسانی شکل میں تھا اس نے کہا اب کیا دو گے؟ اب آپ کے پاس کیا ہے؟ فرمایا: کہ تمہیں اس ریوڑ کے چرانے کے لئے چرواہے کی ضرورت ہوگی مجھے رکھ لینا، آپ میرے لئے اللہ کا نام لیتے رہیں میں آپ کی بکریاں چراتا رہوں گا۔

خدا کے نام پے بک جا خدا کے نام پے مٹ جا
یہ اک ایسی تجارت ہے کہ جس کو بے خطر پایا

شاعروں کی اللہ کے نام سے محبت

ارشاد فرمایا: مختلف شعراء نے بھی مختلف انداز سے اللہ کے نام سے اظہار محبت کیا ہے اور اس پاک نام کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ہست نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

خواجہ غلام فرید عشق الٰہی میں یوں گویا ہیں

عشقوں مول فرید نہ پھر سوں
روز نویں ہم چس دے میاں جی

کسی نے کہا

رٹیں گے ہم گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

محبوب سے ملاقات

ارشاد فرمایا: کہ اگر اللہ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو موت کا ڈر بھی نکل جاتا ہے بلکہ انسان اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے تڑپتا رہتا ہے، کسی کے شعر کا ترجمہ ہے۔

"اس دن سے میرے دل سے موت کا ڈر نکل گیا ہے جس دن سے یہ پتہ چلا ہے

کہ یہ بھی میرے محبوب کی سنت ہے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت

ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت آیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کہ جا کر پوچھئے کہ کیا کبھی خلیل بھی خلیل کی روح قبض کرواتا ہے؟ فرشتے نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میرے ابراہیم سے کہہ دو کہ کیا کبھی دوست بھی دوست سے ملاقات کرنے سے انکار کرتا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے اور فرمایا: عجل عجل، تب تو جلدی کرو جلدی کرو میری روح کو قبض کرو، دوست کو دوست سے ملاؤ،

دم واپسیں بر سرِ راہ ہے
عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے

اللہ کی محبت اور مجنوں

ارشاد فرمایا: کہ مجنوں کا اصلی نام قیس عامری تھا، قیس کہتے ہیں عقلمند کو مگر لیلیٰ کی محبت میں ایسا مجنوں ہوا کہ لوگوں نے اسے مجنوں کہنا شروع کر دیا، ہم سوچیں وہ ایک عورت کی محبت میں مجنوں ہوا اور یہ حالت ہوگئی، ہم اللہ کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر ہم اللہ کی محبت میں سچے کیوں نہیں ہوتے، ذرا اس بات کو غور سے سوچیں۔

یہی مجنوں ایک دن جا رہا تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ملے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہم نے حکومت ان کے سپرد کر دی جن کو زیبا تھی، مجنوں کہنے لگا کہ وہ تو لیلیٰ کو زیبا ہے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''انت مجنون (تو مجنوں ہے) دیوانہ ہے۔

مساجد سے محبت، محبت الٰہی کی علامت

ارشاد فرمایا: ایک دفعہ مجنوں ایک کتے کے پاؤں چوم رہا تھا کسی نے پوچھا کہ ایسے

کیوں کر رہے ہو؟ کہنے لگا کہ یہ لیلیٰ کی گلی سے ہو کر آ رہا ہے، اس لئے مجھے یہ اچھا لگ رہا ہے،، ہم سوچیں کہ اگر کتے کو محبوب کی گلی سے نسبت ہو جائے تو عاشقوں کو اس چیز سے بھی محبت ہو جاتی ہے، اگر ہمیں مسجد سے محبت نہیں تو ہم کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ سے محبت ہے، کسی سے محبت ہو تو اس سے وابستہ ہر چیز سے محبت ہو جاتی ہے، اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں تو ہمیں مساجد سے اور نیک لوگوں سے بھی محبت ہونی چاہئے کیونکہ ان مساجد اور اہل اللہ کی بھی اللہ تعالیٰ سے نسبت ہے، سچی محبت والے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایسے ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے علاوہ کچھ حاصل کرنے کو ان کا جی ہی نہیں چاہتا چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی وہ رب کی رضا ڈھونڈتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت

ارشاد فرمایا: جو عقل پر چلے وہ فرزانہ ہے اور جو عشق پر چلے وہ دیوانہ ہے ہمیں ذکر محبوب کے بغیر چین نہ آئے یہ دیوانگی ہے، ہر چیز کی ایک علامت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی بھی علامت ہے وہ یہ ہے کہ بندے کو عبادت کا شوق عطا کر دیا جاتا ہے۔

شوق مری لے میں ہے شوق میری نے میں ہے
نغمہ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے

محبت الٰہی نہ ہونے کی علامت

ارشاد فرمایا: آج ہم زبان کے مزوں سے واقف ہیں مگر دل کے مزوں سے واقف نہیں ہیں کھانے کے مزے جانتے ہیں مگر بھوکا رہنے کے مزے سے ناواقف ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حدیث شریف کا مفہوم ہے ''گرمی کے موسم میں بھوک پیاس کے عالم میں جہاد کرنے کا جو مزہ آیا وہ کہیں اور نہیں ملا''۔

حدیث شریف کا مفہوم ہے ''جو کوئی اپنی نظر کو غیر محرم سے بچائے گا تو اسے عبادت

میں مزہ آنے لگ جائے گا"، یاد رکھیں! جس بندے کو مصلے پر بیٹھنے سے وحشت ہوتی ہے اس کے دل میں محبت کامل نہیں ہے اور یہ ڈرنے کی بات ہے۔

اللہ کی محبت کا غم

ارشاد فرمایا: مشائخ کرام کے لئے غم اور خوشی برابر ہوتے ہیں بلکہ غم زیادہ اچھا لگتا ہے کیونکہ وہ محبوب کی دی ہوئی چیز ہے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جب گوالیار کے قلعے میں بند تھے تو اس وقت آپ نے مکتوب لکھا کہ لوگوں کے طعنے اور ملامتیں گویا بادل بن بن کر برس رہی ہیں۔

تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

محبت کی تمنا

ارشاد فرمایا: ہم کہاں کہ اللہ تعالیٰ کو پاسکیں، ہمیں نایافت کا درد نصیب ہے، یہ بھی بڑی بات ہے، اس نے اپنی طلب دے دی ہے اسی لئے اس کو پانے کے لئے رلتے پھرتے ہیں، اگر اس کو پانے میں رلتے رلتے ساری زندگی گزر گئی تو یہ بھی اس کا احسان ہوگا

یہ بھی کیا کم ہے کہ ہم اس کی تمنا میں جئیں
لطف منزل نہ سہی خواہش منزل ہی سہی

زندگی اس کے نام پر نچھاور

ارشاد فرمایا: کہ ہم تو ٹی سی ایس کے پارسل کی طرح ہیں، کبھی اس کے ہاتھ میں اور کبھی اس کے ہاتھ میں ہیں، کہتے ہیں کہ مہمان بے زبان ہوتا ہے کیونکہ اپنی مرضی کی کوئی چیز مانگ بھی نہیں سکتا ان تمام مشقتوں کے باوجود اگر اس کا وصل نصیب ہوجائے تو بڑی بات ہے اور اس کا احسان عظیم ہے، عشق تو یہی ہے کہ زندگی اس کے نام پہ گزار دیں، عشق تو

اس کی محبت میں چلتے رہنے کا نام ہے۔

صبح چلتے ہیں شام چلتے ہیں
عشق والے مدام چلتے ہیں

محبت الٰہی کی کیفیت

ارشاد فرمایا: عید کے دن حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ چورا ہے پر بیٹھے تھے اور بڑے غمزدہ تھے لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا: کہ لوگوں کے دلوں سے اللہ کا دھیان نکل چکا ہے اس کا غم ہے۔

غموں سے کام لے اکبر
غم بڑا مدرک حقائق ہے

اللہ تعالیٰ سے محبت مخلوق کی محبت کا ذریعہ

ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے جتنی زیادہ محبت کرے گا مخلوق بھی اتنی ہی زیادہ اس سے محبت کرے گی، جس طرح دو اور دو چار ہیں میں اس سے بھی زیادہ یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو جتنی زیادہ اللہ سے محبت کرے گا مخلوق بھی اتنی ہی زیادہ اس سے محبت کرے گی کیونکہ

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

تین باتیں

ارشاد فرمایا: بزرگوں نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

(۱) جو آدمی جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے لوگ اتنے ہی زیادہ اس سے ڈرتے ہیں، ڈرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ انسان ہوا بن جاتا ہے بلکہ اس کا رعب ہوتا ہے۔

(۲) ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ سے جتنی زیادہ محبت کرے گا لوگ اس سے اتنی ہی زیادہ محبت کریں گے، یہ محبت عجیب چیز ہے وقت کا بادشاہ ہارون الرشید محل میں بیٹھا ہے، امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں، ہر طالب علم چاہتا ہے کہ امام صاحب کے جوتے اٹھائے، دو طلباء کا ایک ہی وقت میں ہاتھ پڑا، انہوں نے رومال میں جوتے ڈال دیئے اور ایک نے رومال کو ایک طرف سے اور دوسرے نے دوسری طرف سے پکڑ لیا، یوں انہوں نے استاد کے جوتے اٹھالئے، ہارون الرشید نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا، بھلا بادشاہ کے جوتے اٹھانے پر بھی کوئی جھگڑتا ہے، پس جو جس قدر اللہ سے محبت کرے گا مخلوق اتنی ہی اس سے محبت کرے گی۔

(۳) جو جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا اللہ کی مخلوق اتنی ہی زیادہ اس کی خدمت کرے گی اور موت کے بعد بھی لوگ اس کا ذکر خیر کرتے رہیں گے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں وفات پا گئے، اللہ کے نبی ﷺ نے جنازہ پڑھایا حضور ﷺ پنجوں کے بل چلتے ہیں، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، حضور ﷺ! آپ کو کبھی ایسے چلتے نہیں دیکھا، حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں، ان کے جنازے کے لئے اتنے فرشتے آئے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اہل دل سے مخلوق بھی محبت کرتی ہے

ارشاد فرمایا: حضرت خواجہ عبد المالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تبلیغ کے لئے گئے اور تھک کر ایک جگہ ایک کمرے میں سو گئے، سوتے میں آنکھ کھلی تو دیکھا، کوئی پاؤں دبا رہا تھا، فرمایا: میں نے تو کنڈی لگائی تھی تم کون ہو؟ کہا ہم ساتھ والے درخت پر رہتے ہیں، ہم جن ہیں، ہم نے چاہا کہ کچھ خدمت کر کے آپ سے برکت حاصل کر لیں، جنوں کی مخلوق اس طرح اہل اللہ کی مطیع ہو جاتی ہے کہ حیرانی ہوتی ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ بننا چاہئے، دل میں اللہ کے سوا کسی کا بھی ڈر نہ ہو، بیماریاں اور مشکلات اس لئے آتی ہیں کہ

انسان رجوع الی اللہ کرے بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ صحت انسان کے لئے ایک رحمت ہے تو بیماری دوسری رحمت ہے کیونکہ دوگنا اجر وثواب ملتا ہے۔

ہر بیماری کا علاج محبت الٰہی

ارشاد فرمایا: محبت الٰہی ایسا تریاق ہے کہ ہماری تمام باطنی بیماریوں کا علاج ہے

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے دوائے جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے کہ افلاطون و جالینوس ما

تمام دنیا کی سستی اور غفلت کا علاج محبت الٰہی میں ہے، لوگ محبت الٰہی میں سنجیدہ نہیں ہوتے یونہی سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں محبت الٰہی ہے، حالانکہ وہ عقیدت ہوتی ہے، محبت وہی ہوتی ہے جس میں شدت ہو۔

(والذین اٰمنوا اشد حباللہ)

یہ نص صریح ہے کہ محبت وہ صحیح محبت ہے جو شدید قسم کی ہو۔

محبت دنیا کا وبال

ارشاد فرمایا: جس طرح کوئی شخص پل پر اپنا گھر نہیں بناتا اسی طرح مومن دنیا سے دل نہیں لگاتا کیونکہ دنیا بھی ایک پل کی مانند ہے، دنیا دھوکے کا گھر ہے اس کی ہر چیز انسان کو دھوکہ دیتی ہے، دنیا بیوہ عورت کی مانند ہے جس نے کئی خاوند کئے ہوئے ہیں، آخر کار یہ سب زمین میں گاڑ دیتی ہے، دنیا کی محبت اور اللہ کی محبت دونوں ا ،ایک دل میں نہیں رہ سکتیں جس طرح دو سگی بہنیں ایک نکاح میں نہیں جمع ہوسکتیں، جو انسان دنیا سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن دنیا سے جدا کردیا جائے گا اور جو انسان اللہ سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن اللہ سے ملادیا جائے گا۔

دنیا ہاتھ میں رکھنا جائز ہے، جیب میں رکھنا جائز ہے مگر دل میں رکھنا جائز نہیں ہے، دنیا اور انسان کی مثال ایسے ہے جیسے کشتی اور پانی ہوتا ہے، اگر پانی کشتی کے نیچے نیچے رہے تو اس کے لئے چلانے میں مدد دیتا ہے اور اگر وہی پانی کشتی کے اندر آ جائے تو اسے ڈبو کے رکھ دیتا ہے، اسی طرح اگر مال کسی کے دل کی کشتی سے نیچے رہے تو اس کا بہترین خادم ہے اگر دل کے اندر داخل ہو جائے تو اس کا بدترین آقا ہے۔

یہ کیسے معلوم ہو کہ دل میں دنیا کی محبت ہے کہ نہیں ہے؟ اس کا پیمانہ یہی ہے کہ اس کو نہ تو ناجائز طریقے سے کمائے اور نہ ہی ناجائز کاموں میں لگائے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس دل میں دنیا کی محبت ہو تو تمام دنیا کے اولیاء اللہ بھی مل کر اس کے دل میں اللہ کی محبت نہیں ڈال سکتے۔

محبت الٰہی کا درد

ارشاد فرمایا: اے انسان! سوچ کہ تیرا جینا بھی کیا جینا ہے کہ جس جینے میں محبت الٰہی کا درد نہیں ہے، اے اللہ! ہمیں بھی یہ کیفیات عطا کر دے کہ تیرے عشق میں ماسوا کو بھول جائیں۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھتی ہی نہیں معنی پیغام عمل
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بہتر ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے
عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ ملاں نہ زاہد نہ حکیم

محبت الٰہی میں اشعار

بعض لوگوں نے اللہ کی محبت میں عجیب وغریب اشعار کہے ہیں جو انسان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کو بڑھاتے ہیں کیونکہ بعض اشعار بھی حکمت میں سے ہوتے ہیں، ''ان من الشعر لحکمة'' (بے شک بعض اشعار حکمت میں سے ہوتے ہیں)

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے
جو مضطرب ہے اس کو ادھر التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخ گل میں جس طرح باد سحر گاہی کا نم
احوال محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز و تب تاب اول سوز تب تاب آخر
نہ محتاج سلطاں نہ مرعوب سلطاں
محبت ہے آزادی و بے نیازی
ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی
یہ بھی کیا کم ہے کہ ہم تیری تمنا میں جئیں
لطف منزل نہ سہی خواہش منزل ہی سہی

محبت الٰہی کا حصول

اب یہ محبت الٰہی ہم کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ اس کے لئے ہمارے مشائخ نے کچھ طریقے بتائے ہیں۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے!!

(۱) طلب صادق

چنانچہ یہاں مجلس میں آنا اس بات کی دلیل کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نوازنا چاہتے ہیں۔ وہ کیسے بھئی؟ وہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کوئی چیز نہ دینا چاہیں تو اس چیز کی طلب بندے کو نہیں دیا کرتے۔ ورنہ یہ سخی کی شان کے خلاف ہے کہ مانگنے والا مانگے اور سخی نہ دے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مانگنے کی توفیق بعد میں دیتے ہیں اور دینے کا ارادہ پہلے فرما لیتے ہیں۔

من طلب فقد وجد (جس نے طلب کیا اس نے پالیا)

آپ سچے دل کے ساتھ آج تمام نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتوں کو دل سے نکالنے کا عہد کر لیجئے! اور اللہ سے ان کی محبت کو طلب کر لیجئے اور پھر دیکھئے کہ یہ محبت آپ کے دل کو کیسے گرماتی ہے، یہ محبت آپ کے دل کو کیسے بھر دیتی ہے؟ یہ برتن بھر جائے گا اس میں اگر پہلے سے کوئی گند ہوا تو اس گند کو نکالنا پڑے گا، صاف کرنا پڑے گا۔ چونکہ اس گند سے اچھی طرح توبہ نہیں کرتے تو محبت کی وہ چاشنی نہیں ملتی جو ملنی چاہئے۔ تو ہمارے مشائخ نے اس کے طریقے بتائے ہیں کہ یہ محبت الٰہی کیسے ملتی ہے؟

ایک طریقہ تو اس کا حدیث پاک میں آیا ہے، مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''اللہ کی محبت ملتی ہے موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرنے اور تلاوت قرآن کثرت کے ساتھ کرنے سے۔''

(۲) موت کی یاد

موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرنے کا کیا مطلب؟ موت کو کثرت سے یاد کرنے سے آرزوئیں ٹوٹتی ہیں، چاہتیں ختم ہوتی ہیں، انسان کے دل میں جو آرزوئیں ہوتی ہیں،

جن کو انسان نے اپنی جان بنایا ہوتا ہے، بلکہ جنہوں نے انسان کو نوجوان بنایا ہوتا ہے۔ کسی نے کہا تھا ''ابھی تو میں جوان ہوں'' اور آگے ایک بوڑھا تھا تو اس نے سن کر کہا کہ ابھی تو میں نوجوان ہوں۔ تو یہ آرزوئیں موت کی یاد کے ساتھ کم ہو جاتی ہیں، یہ ٹوٹتی ہیں۔ اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا۔

اذکرو اھاذم للذات الموت

لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو یاد کرو!

تو موت کو کثرت سے یاد کرنے سے دنیا کی آرزوئیں ٹوٹتی ہے۔ انسان ایک حساب سے اپنے آپ کو کھانے کمانے میں مصروف کرتا ہے۔ بے حساب نہیں کرتا کہ نماز کی فرصت ہی نہ ملے، بے حساب نہیں کرتا کہ انسان کو تہجد کی توفیق نہ ملے۔ اس کو ایسا رکھتا ہے کہ اعمال بھی اس کے ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔ تو موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرنا اور قرآن پاک کی کثرت کے ساتھ تلاوت کرنا۔

(۳) انعامات باری تعالیٰ کا استحضار

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انعامات کا استحضار کرنا، مراقبہ کرنا، سوچنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں۔ تو بیٹھ کر سوچنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اچھی شکل دی، اچھی عقل دی، اچھی صحت دی، گھر دیا، گھر والی دی، محبت کرنے والی اولاد دی، عزت دی، اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا کیا نعمتیں دیں! جتنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کریں گے، اتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں زیادہ آئے گی۔ اس لئے کہ محسن کے ساتھ انسان کو فطری محبت ہو جاتی ہے۔ جب اللہ کی نعمتوں کو ہم یاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ سے قدرتی محبت ہو جائے گی۔ اس لئے تو فرمایا۔

فبای الا ربکما تکذبن

(تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا۔ یوں سوچیں کہ اگر میرے کاروبار ٹھپ ہو جائیں تو

کیا ہوگا؟ پھر محسوس ہوگا کہ کاروبار کتنی بڑی نعمت تھی۔ اگر میرا بیٹا فوت ہوجائے تو کیا ہوگا؟ پھر محسوس ہوگا کہ بیٹا کتنی بڑی نعمت تھا۔ اگر بیوی فوت ہوجائے تو میرا کیا بنے گا؟ اگر میرا خاوند فوت ہوجائے تو کیا ہوگا؟ اگر کوئی ایسا کام ہو کہ میری Public Insult (سرعام رسوائی) ہوجائے تو کیا بنے گا؟ اگر مجھے Blood Cancer (خون کا کینسر) ہوجائے تو کیا بنے گا؟ اگر میری بینائی چلی جائے تو کیا ہوگا؟ اسی طرح ان نعمتوں کے بارے میں سوچیں کہ ان کے چلے جانے سے کیا ہوگا۔ پھر دل کہے گا کہ نہیں ان نعمتوں کا میں محتاج ہوں، ان کا رہنا میرے لئے ضروری ہے۔ پھر انسان کو منعمِ حقیقی کے ساتھ محبت ہوجائے گی تو انعامات الٰہی کو یاد کریں۔ اور اگر یہ انعامات انسان کو یاد نہ آئیں تو پھر اللہ والوں کے پاس آئے اور کہے جی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد نہیں آتے۔ وہ پھر انہیں گن گن کر دکھائیں گے کہ تیرے اوپر اللہ تعالیٰ کے کون کون سے انعامات ہیں؟ وہ پھر اسے بتاتے ہیں، سمجھاتے ہیں اور بندے کو اپنی اوقات یاد دلاتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا

حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔ وجبت محبتی میری محبت واجب ہوگئی، ان لوگوں پر جو میری رضا کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ تو اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کرنا۔ چنانچہ استاد شاگرد کی محبت اللہ کے دین کی وجہ سے، پیر مرید کی محبت اللہ کے دین کی وجہ سے تو یہ محبت بھی اللہ کی محبت کے بڑھنے کا سبب بن جاتی ہے۔

(۵) اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ میری محبت واجب ہوگئی، ان لوگوں پر جو میری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

(۶) صلہ رحمی

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ میری محبت واجب ہوگئی ان لوگوں پر جو میری

خاطر ایک دوسرے کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں، یعنی رشتے ناطے جوڑتے ہیں۔تو حدیث مبارکہ میں تین باتیں بتائی گئیں: ایک صلہ رحمی کرنا، اللہ کے راستے میں صدقہ کرنا، اور اللہ کے لئے محبت کرنا۔ان تینوں سے محبت بڑھتی ہے۔لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم تینوں کام بڑے اہتمام سے کریں۔تو کل پانچ کام بن گئے، موت کو یاد کرنا، کثرت سے قرآن پڑھنا، اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا، اللہ کے راستے میں خرچ کرنا، اور اللہ تعالیٰ کے لئے رشتے ناطوں کو قائم کرنا۔اگر ان پانچ چیزوں کو ہم اہتمام سے کریں گے تو آپ دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بڑھ جائے گی اور آپ اس کی کھچاوٹ کو خود محسوس کریں گے۔

کھچاوٹ والی محبت

دیکھیں! آج محبت تو سب میں ہے کھچاوٹ والی محبت نہیں ہے۔وہ کھچاوٹ والی محبت مل جائے، ایسی محبت جو بندے کو اپنی طرف کھینچے وہ محبت انسان کو نصیب ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ میرے بندے میری یہ محبت حاصل کرلیں۔اسی لئے تو ارشاد فرمایا۔

والذین امنوا اشد حباللہ (البقرۃ: ۱۶۵)

(ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے)

بھئی! جب بندوں کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھی بندوں سے محبت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو بندوں سے بہت محبت ہے۔اسی لئے اگر ساری دنیا کی ماؤں کی محبتوں کو جمع کر دیا جائے، ستر حصوں میں سے ایک حصہ نہیں بن سکتی۔اتنی محبت اللہ تعالیٰ کو بندوں کے ساتھ ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

والتین والزیتون ○ وطور سینین○ (تین: ۲۱)

طور سینین کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ رب العزت پہاڑ کی قسمیں کھا رہے ہیں۔پھر انہوں نے اس کی تفصیل لکھی کہ اصل وجہ یہ تھی کہ اس کوہ طور پر ایک اللہ

سے محبت کرنے والے عاشق، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کرتے تھے، ملاقات کرتے تھے۔تو جب محبوب سے محبت ہوتی ہے تو جس جگہ پر ملاقات ہوتی ہے وہ جگہ بھی اچھی لگتی ہے۔عورتیں جس گھر میں رخصت ہوکر آتی ہیں، ان کو اس گھر سے قدرتی محبت ہوتی ہے، اس گھر کو چھوڑنے کو دل نہیں کرتا، انسان کی یہ فطرت ہے، کیونکہ پہلی ملاقات ہوتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ کو دیکھو! جب محبت والی جگہ اتنی اچھی لگی کہ اللہ رب العزت نے قرآن میں اس جگہ کی قسمیں کھائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو یہ محبت کتنی عزیز اور پسند ہوگی۔

اللہ کو کتنی محبت ہے؟

اس لئے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نہیں مانو گے، شریعت کی اتباع میں سستی کرو گے، ہم تمہیں بدل کر ایسی قوم کو لائیں گے۔

(یحبهم و یحبونه) (مائدہ: ۵۴)

(اللہ ان سے محبت کریں گے اور وہ اللہ سے محبت کریں گے)

اب اس میں اللہ تعالیٰ نے یحبهم کو پہلے ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے محبت کریں گے اور بندے اللہ سے محبت کریں گے۔تو اللہ تعالیٰ کو یہ محبت اتنی اچھی لگتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی محبت کا تذکرہ پہلے کیا، بندوں کی محبت کا تذکرہ بعد میں کیا۔ یحبهم و یحبونه واہ میرے مولیٰ! آپ کو اپنے بندوں کے ساتھ کتنی محبت ہے؟

محبت الٰہی......زندگی کی گاڑی کا پٹرول

تو میرے دوستو! محبت الٰہی کی حالت گاڑی کے پٹرول کی مانند ہے، جیسے گاڑی ڈیزل اور پٹرول سے چلتی ہے، ایسے ہی یہ محبت الٰہی ہماری زندگی کا ڈیزل اور پٹرول ہے، جس طرح پٹرول کے بغیر گاڑی چلتے چلتے بند ہو جاتی ہے، اسی طرح یہ محبت الٰہی نہ رہے تو انسان کی زندگی کی گاڑی بھی چلتے چلتے بند ہو جاتی ہے۔

محبت الٰہی کی قدر

اس محبت کی اگر دل میں قدر ہو تو پھر تو بندہ اپنی جان بھی اس محبت کی خاطر دے دے اور پھر بھی یہ سوچے کہ میں نے یہ محبت سستی لی ہے۔

متاع وصل جاناں بس گراں است
گر ایں سودا بجا بودے کہ بودے

اگر یہ سودا مال دے کر بھی حاصل ہو جائے تو پھر بھی سستا حاصل ہو گیا، اگر اللہ کی محبت جان دے کر بھی مجھے مل جائے تو بڑی نعمت ہے، اس لئے میں نے اللہ کو اور اللہ کی محبت کو حاصل کر لیا۔

کسی نے اللہ کی محبت میں اپنا سارا مال خرچ کر دیا تو خواب میں اس نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا کہ بندے! تو نے جب اتنا کچھ میرے راستے میں خرچ کر دیا، اب میں نے اس کے بدلے میں تجھے محبت عطا کر دی تو اس بندے نے اٹھ کر شعر کہا، کہتا ہے:

جمادا چند دادم جاں خریدم
بحمد للہ عجب ارزان خریدم

کہ میں نے چند ٹھیکریاں دیں، تھوڑے پیسے دیئے اور جان خرید لی، اللہ کی قسم! میں نے بڑی ارزاں خریدی ہے۔ لہٰذا جان دے کے بھی اللہ کی محبت مل جائے تو دوستو! یہ بڑا سستا سودا ہے۔ اس لئے کہنے والوں نے کیا عجیب بات کہی! سبحان اللہ، اللہ اکبر کبیرا! فرماتے ہیں۔

جان دیتن بردی و درجانی ہنوز
دردہا دا دی و درمانی ہنوز

میرے محبوب نے میرے بدن میں سے میری جان نکال لی اور ابھی میری جان میں وہ موجود ہے مجھے درد ساری اسی نے دی اور درد کی دوا بھی اسی کے پاس ہے۔

قیمت خوذ ہر دو عالم گفتہ ای
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

آپ نے اپنی قیمت دونوں جہان بتلائی ہے، اے میرے بندے! اگر مجھے چاہتے ہو تو دونوں جہان قربان کر دو! تمہیں نہ دنیا کی خواہش رہے نہ آخرت کی خواہش رہے، میں تمہاری تمنا بن جاؤں۔ او میرے بندو! تم میری خاطر دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو جاؤ! اے میرے محبوب حقیقی! قیمت بڑھا دیجئے یہ سودا تو آپ نے بڑا سستا بتایا ہے، اللہ اکبر۔

محبت الٰہی کے لئے مناجات

لہٰذا آج کی اس محفل میں اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگیے۔ جتنی چاہیں مانگیں، مانگنے والے نے تو یہ کہا:

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ! کیا چاہتا ہوں؟

ہم آج اللہ تعالیٰ سے اس محبت کی انتہا مانگیں۔ اللہ میں دونوں جہان دے کر آپ کو لینے کے لئے تیار ہوں، اے میرے مولیٰ! میں اسی کے لئے تو حاضر ہوا۔ اے مالک! میں یہ فیصلہ کر کے بیٹھا ہوں، اے اللہ! آج میں آپ کی محبت دل میں لوں گا، آپ کی محبت دل میں بھروں گا۔ اے مالک! میں مخلوق کی محبتوں سے تھک گیا ہوں، اللہ! میں در در کے دھکے کھا کر تھک گیا ہوں، اے اللہ! میں نے جگہ جگہ منہ مارا، سوائے حسرت کے مجھے کچھ نہیں ملا۔ اللہ! ایک تیرا ہی تو در ہے جہاں سچی محبت ملتی ہے، اے اللہ! آج سچی محبت کو لینے کے لئے میں آیا بیٹھا ہوں، میرے مولیٰ میں نے دامن پھیلا دیا مجھے عطا کر دیجئے۔ رب کریم ہم نے اپنے علماء سے سنا ہے کہ کسی نے حاکم سے پانچ دینار مانگے تھے، حاکم نے اسے پانچ سو دینار دے دیے۔ پوچھنے والوں نے پوچھا کہ مانگنے والے نے پانچ مانگے تو دینے والے نے پانچ سو کیوں دیے؟ اس نے کہا: وہ مانگنے والے کا ظرف تھا، یہ دینے والے کا ظرف ہے۔ اللہ! ہم آج آپ کی محبت مانگتے ہیں، یہ مانگنے والے کا ظرف ہے، اللہ! دینے والے کا ظرف بہت بڑا ہے، آپ کے خزانے بہت وسیع ہیں، اے مالک! آج

آپ خزانوں کے در کھول دیجئے، ہمارے دلوں میں محبت بھر دیجئے، اک نگاہ ناز سے اللہ! ہمارے دلوں کو تڑپا دیجئے، اللہ! آج ہمیں عبادت کی لذت عطا کر دیجئے، تلاوت کی لذت عطا کر دیجئے، بے ذوق سجدے کب تک کرتے رہیں گے! بے سرور نمازیں کب تک پڑھتے رہیں گے! میرے مالک! آج ہم نے فیصلہ کر لیا، ہم آپ کے سامنے سر جھکا کر بیٹھے ہیں۔ یا اکرم الاکرمین! یا احکم الحاکمین! یا حنان یا منان!!! آج ہم عاجز مسکینوں پہ اپنی رحمت کی نظر فرما دیجئے۔ آج ہم زندگی کا سودا کرنا چاہتے ہیں، اللہ! زندگی میں بڑے سودے کیے مگر کچھ نہیں پایا، آج ایک بڑا سودا کرنا چاہتے ہیں۔ اے مولیٰ! آج ہم آپ سے آپ کی محبت مانگتے ہیں، اے اللہ!! کسی دنیا دار سے مانگتے، دل میں خیال آتا پتہ نہیں دے گا کہ نہیں دے گا؟ آج تو ہم آپ سے مانگ رہے ہیں، اے مولیٰ! آپ تو مانگنے والوں کو دے کے خوش ہوتے ہیں، اے اللہ! اپنی محبت عطا فرما دیجئے، دلوں کو اپنی محبت سے بھر دیجئے، غیر کی محبتوں سے نجات عطا کر دیجئے، اللہ! دلوں کو دھو دیجئے، اے مالک! ہمیں اپنا دیوانہ بنا لیجئے، اپنا مستانہ بنا لیجئے، رب کریم!

شراب محبت پلا دے مجھے
تو دیوانہ اپنا بنا لے مجھے
تیرے جلوے کو دیکھ کر جان دوں
مروں تو تیرے فضل سے یوں مروں
رہوں گور میں بھی دیوانہ تیرا
نہ موقوف ہو منہ دکھانا تیرا
اٹھوں تو تیری یاد میں پھر اٹھوں
غرض عشق ہی میں جیوں اور مروں

اللہ!! اپنی ایسی محبت دے دیجئے کہ ہم اسی محبت میں زندگی گزاریں، اسی محبت میں مریں اور قیامت کے دن اسی محبت میں کھڑے کر دیے جائیں، اللہ! پھر آپ ہمیں دیکھ کر مسکرائیں، ہم آپ کو دیکھ کر مسکرائیں، اللہ! اس قابل نہیں ہیں، مگر تمنا تو ضرور ہے، اللہ

مجھے اپنی پستی کی شرم ہے، تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں؟ اسے پھر بھی شوق وصال ہے

اللہ! اپنی گندگیوں کے باوجود، اپنی کوتاہیوں کے باوجود اپنی نالائقیوں کے باوجود، اے مالک! ہم آپ کا بننا چاہتے ہیں۔ اللہ! اسی لئے گھروں کو چھوڑا، وطن کو چھوڑا، قبیلہ چھوڑا، بیوی بچوں کو چھوڑا، اللہ! دور کا سفر کر کے یہاں پہنچے، تیری تلاش میں آئے۔ ع

میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں

اللہ! تیری دید کی طلب میں میں نے کہاں کہاں کے سفر کئے!! کوئی بسوں میں ٹھوکریں کھا کر آیا، اللہ! کوئی گاڑیوں میں راتوں کو جاگ کر آیا، کوئی ہوائی جہازوں کے سفر کر کے آیا، اللہ! یہ تیرے بندوں کا مجمع ہے، یہ تیرے تلاش کرنے والوں کا مجمع ہے، اللہ! یہ آپ کو چاہتے ہیں، میرے مولیٰ! ان بندوں کو خالی نہ لوٹائیے گا، اللہ! ان کے دلوں کو بھر دیجئے گا، یہ وقت زندگی میں پتہ نہیں پھر کب نصیب ہو؟ اللہ! آج اس موقع پر ہماری توبہ بھی قبول کر لیجئے اور اللہ! ہمارے دلوں کو غیر کی محبتوں سے دھو دیجئے اور اپنی محبتوں سے دل کو بھر دیجئے اور ہمیں اپنا دیوانہ بنا لیجئے۔

والذین امنوا اشد حبا للہ

ہمیں وجلت قلوبھم کا مصداق بنا لیجئے۔ اللہ! ایسا دل عطا کر دیجئے! آپ کا نام سن کر دل تڑپ اٹھے، آذان کی آواز سن کر دل تڑپ اٹھے، نماز پڑھنے سے دل نہ بھرے، تلاوت کرنے سے دل نہ بھرے، اللہ تیری یاد میں لگے رہیں، اللہ! ہمیں بھی اپنی ایسی محبت والی زندگی عطا فرما دیجئے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆......☆......☆

مناجات

دل مغموم کو مسرور کردے
دل بے نور کو پُر نور کردے
فروزاں دل میں شمع طور کردے
یہ گوشہ نور سے پُر نور کردے
مرا ظاہر سنور جائے الٰہی
مرے باطن کی ظلمت دور کردے
مئے وحدت پلا مخمور کردے
محبت کے نشے میں چور کردے
نہ دل مائل ہو میرا اُن کی جانب
جنہیں تیری عطا مغرور کردے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا اس کو بے مقدور کردے

☆......☆......☆

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

رری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا رستہ دل بدل دے
سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزہ آجائے مولیٰ دل بدل دے

کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے
ہٹالوں آنکھ اپنی ماسویٰ سے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پہ دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے
ترا ہوجاؤں اتنی آرزو ہے
بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے

میری فریاد سن لے میرے مولیٰ
بنالے اپنا بندہ دل بدل دے
ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

☆......☆......☆

مناجات

اک نشہ سا ہے جو چھائے ہے تیرے نام کے ساتھ
اک تسلی سی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ
عنبر و عود لٹائے ہے تیری یاد جمیل
ایک خوشبو سی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ
گویا کونین کی دولت کو سمیٹا اس نے
دل کی دنیا جو بسائے ہے تیرے نام کے ساتھ
ہے تیرا ذکر حلاوت میں کچھ ایسا کہ زبان
ایک نیا ذائقہ پائے ہے تیرے نام کے ساتھ
دل تڑپتا ہے سنے جب بھی ترا نام کہیں
آنکھ بھی اشک بہائے ہے تیرے نام کے ساتھ
خوب کیا عشق الٰہی کا اثر ہوتا ہے
روح بھی وجد میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ
حشر کیا ہوگا بھلا ان کا تیری دید کے دن
جن کا دل جوش میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ
خوب جی بھر کے جو کرتا ہے تیرا ذکر فقیر
دل کی ظلمت کو مٹائے ہے تیرے نام کے ساتھ

☆......☆......☆

مناجات

کس سے مانگیں کہاں جائیں، کس سے کہیں اور دنیا میں حاجت روا کون ہے
سب کا داتا ہے تو، سب کو دیتا ہے تو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے
کون مقبول ہے، کون مردود ہے، بے خبر! کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے
کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کنجی ہے مقسوم کی
رزق [illegible] کے لیے ہیں شاہ و گدا، مسند آرائے بزم عطا کون ہے
اولیاء تیرے محتاج اے رب کل! تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل
ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تیری، ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے
میرا مالک میری سن رہا ہے فغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں
اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بلا ہے، صبا کون ہے
ابتدا بھی وہی، انتہا بھی وہی، ناخدا بھی وہی ہے خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما اس احد کے سوا دوسرا کون ہے
وہ حقائق ہوں اشیاء کے یا خشک وتر، فہم و ادراک کی زد میں ہیں سب مگر
ماسوا ایک اس ذات بے رنگ کے، فہم و ادراک سے ماوری کون ہے
انبیاء اولیاء اہل بیت نبی، تابعین رحمہم اللہ و صحابہ رضی اللہ عنہم پہ جب آبنی
گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے
اہل فکر و نظر جانتے ہیں تجھے، کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیر! اس کو تو فضل باری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

☆......☆......☆



مکتبہ عمر فاروق

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345

FARAZ:0302-2691277